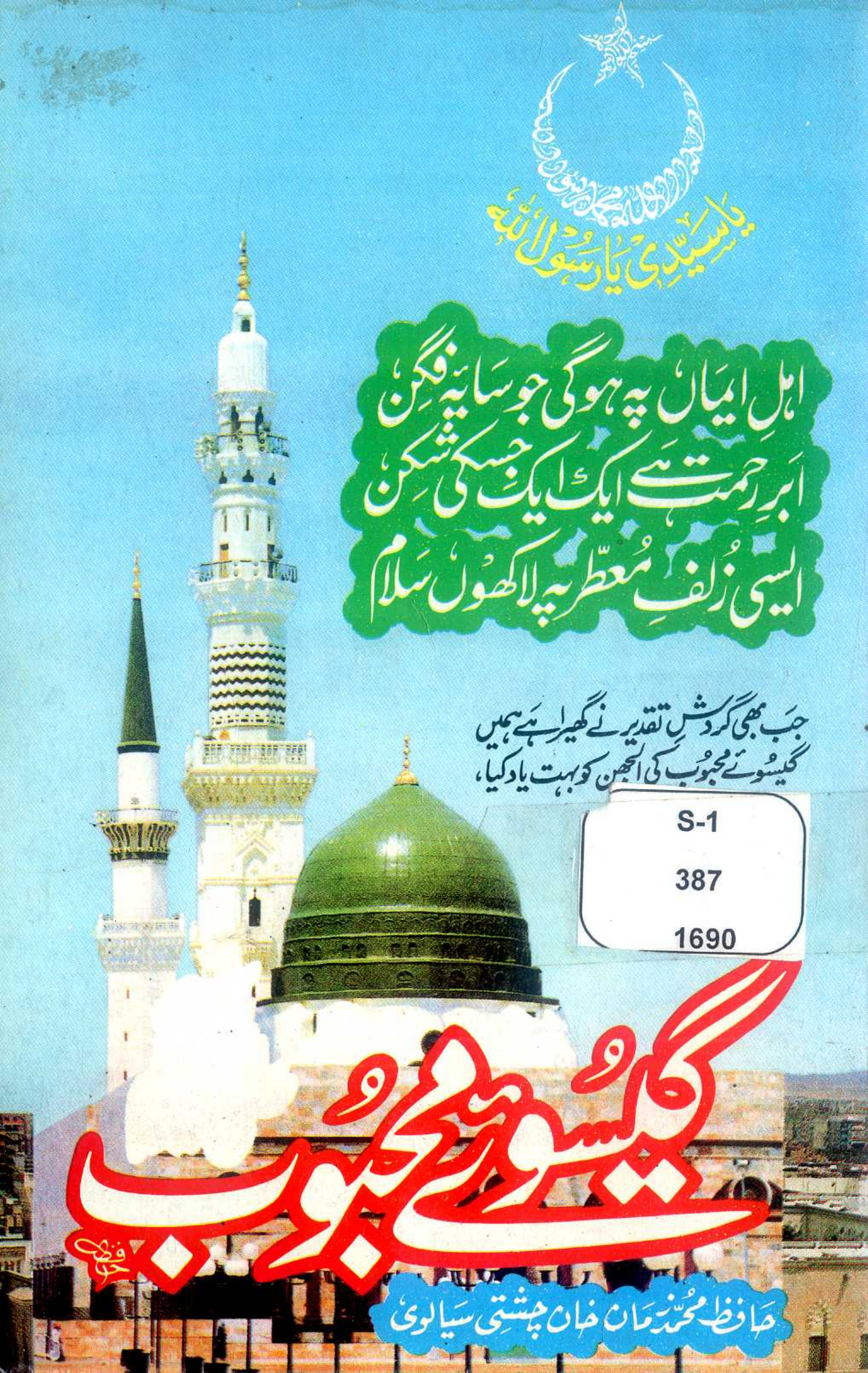

یاسیدی یارسول اللہ
اہلِ ایماں پہ ہو گی جو سایہ فگن
ابرِ رحمت ہے ایک ایک جسکی شکن
ایسی زلفِ معطّر پہ لاکھوں سلام
جب بھی گردشِ تقدیر نے گھیرا ہے ہمیں
گیسوئے محبوب کی الجھن کو بہت یاد کیا،
گیسوئے محبوب
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

کتاب ----------- گیسوئے محبوب ﷺ

مؤلف ----------- حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی ایم اے اسلامیات

پروف ریڈنگ ----------- محمد عبدالقوی نوشاھی ایم اے گولڈ میڈلسٹ

ترتیب وتزئین ----------- حافظ عبد العزیز چشتی

صفحات ----------- ۲۳۰

تعداد ----------- ۱۰۰۰

ایڈیشن اول ----------- نومبر ۱۹۹۷ء

ہدیہ ----------- 60

ناشر ----------- ادارہ نجم الھدیٰ جھنگ روڈ فیصل آباد

فون - ۶۵۹۳۵۶

ملنے کا پتہ

۱- جامع مسجد حامدی رضوی محلہ پنج پیر جھنگ روڈ فیصل آباد

۲- جامع مسجد الٰہی مدینہ چوک غلام محمد آباد فیصل آباد

۳- جامع مسجد الکوثر محلہ گؤشالہ میانوالی

۴- دارالعلوم احسن المدارس راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
زلف کی، رخسار کی باتیں کریں

اگر نہیں تو!

تمہیں نصیب ہو گل اور بہار کی باتیں
کریں گے ہم تو مگر حسن یار کی باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک
تکیۂ بیکساں سلامُ علیک

منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ
گردِ راہ کہکشاں سلامُ علیک

اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر
با سُلیماں رساں سلامُ علیک

من فتادہ بخاک کوئے توام
خُذْ یَدِیْ اے جواں سلامُ علیک

لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم
لُطف شایانِ شاں سلامُ علیک

برہمہ آلِ پاک و اصحابش
فخرؔ ہر دم بخواں سلامُ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخرالدین مدظلہ العالی

سیال شریف

انتساب

بصد ادب و احترام

اس لئے کہ

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر کرتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا

اپنی پلکوں سے در یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایا گیا

سب حسینوں سے حسین کے نام

وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ امام الانبیاء ٹھہرے
وہ حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

نذر عقیدت

اسیران زلف

عاشقوں صادقوں

کے

نام

جن کے بارے میں

غوث قطب تے ارے اریے
عاشق جان اگیرے ہو
جس منزل تے عاشق پہنچے
غوث نہ پاندے پھیرے ہو
لکھ نگاہ جے عالم دیکھے کدی نہ کنڈی چاہڑے ہو
اک نگاہ جے عاشق دیکھے لکھاں پار اتارے ہو

الاهداء

سلطان العارفین امام العاشقین شیخ الکاملین
سید السالکین شیخ الاسلام و المسلمین
قمر الملۃ و الدین قاسم فیضان نبوت

حضرت خواجہ حافظ محمد قمرالدین سیالوی نور اللہ مرقدہ
کے حضور

جن کی نگاہ فیض سے ناقص کامل اور کامل رہنما بن گئے

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد ایں جا شد تمام

یہ عاشقوں کا کعبہ ہے یہاں جو ناقص بھی آیا کامل بنا جن کے در کا میں ادنی سے ادنیٰ گدا ہوں

نازم بچشم خود کہ جمال او دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکوئے او رسیدہ است
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ
خاکپائے پیر سیال لجپال
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

حسن ترتیب

نوٹ ۔ پروف پڑھنے میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ادارہ معذرت خواہ ہے غلطی سے آگاہ فرمائیں ۔ تاکہ آئندہ درست کی جا سکے ۔ شکریہ

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي

اے اللہ کے محبوب ﷺ! میری آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے، (نہ دیکھے گی)

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

تجھے ہر عیب سے پاک اور مُبرّا پیدا کیا گیا ہے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا آپ ﷺ کو خود آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا وَّ فًا

اے رسولِ خدا کے دشمن! تُو نے برائی کی ہے؟ کس کی؟ محمّد کی، جو سراپا کرم اور نوازش ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسول ہے، اور جس کی عادت پاک ہی وفا کرنے کی ہے۔

رَجَوْتُكَ يَا ابْنَ اٰمِنَةَ لِاَنِّي

اے آمنہ کے لال ﷺ، میں نے تیری تمنا کی ہے،

مُحِبٌّ وَّالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے۔

—— شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

رُوحِ کتاب

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ رُومی

خواہی کہ دِلت پُر شود از مخزنِ اسرار

اے دوست بہت جلد حضرت رُومی کی مجلسِ عرفان میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل اسرارِ الٰہی کا مخزن بن جائے

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ سعدی

خواہی زدِلت محو شود ایں ہمہ افکار

اے دوست بہت جلد حضرت سعدی کی مجلسِ تلقین میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے دل سے تمامی تفکرات جاتے رہیں

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ حافظ

از عشق و محبّت اگرت ہست سروکار

اے دوست بہت جلد حضرت حافظ شیرازی کے میخانۂ عشق میں آجا۔ اگر تیرے دل کو عشق و محبت سے کچھ لگاؤ ہے

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ جامی

از حُبِّ نبیؐ گر طلبی سینہ سرشار

اے دوست بہت جلد حضرت جامی کی محفلِ حبِّ نبی میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل عشقِ رسول سے پُر ہو جائے

عرض زماں

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں اسے پھر بھی شوق وصال ہے

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ میں عرب و عجم میں سب سے بہتر کلام کرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ سے رب تعالیٰ کی کماحقہ تعریف نہیں ہو سکی اور قرآن کریم میں بھی ہے کہ اگر سارے درخت قلم بنا دیئے جائیں اور سارے سمندر روشنائی بنا دیئے جائیں جب بھی اللہ تعالیٰ کی "حمد" نہیں بیان کی جا سکتی۔ اسی طرح محبوب کریم ﷺ کی بھی کماحقہ کوئی تعریف نہیں کر سکتا اس لئے کہ محبوب کریم ﷺ کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر قرار دیا ہے۔

ورفعنالک ذکرک کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام فرماتے ہیں۔
حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" جعلت تمام الایمان بذکرک معی و قال ایضاً جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک ذکرنی"

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب ﷺ) میرے ذکر کے ساتھ ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

یعنی ساری عمر کا اللہ اللہ کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منافقت قرار پا کر رد کر دیا

جاتا ہے جب تک ساتھ اللہ کے محبوب ﷺ کا ذکر نہ ہو۔
حضرت ابن عطاء سے منقول ہے:

"جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک ذکرنی"

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پیارے محبوب میں نے تجھے سراپا ذکر قرار دے دیا ہے۔ پس جس نے تجھے یاد کیا اس نے مجھے یاد کیا۔

؎ یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
یا کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل امین آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب ﷺ) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ فرمایا کہ جب میرا ذکر ہو گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو گا۔ تو گویا۔ محبوب کریم ﷺ کا ذکر اللہ کریم ہی کا ذکر ہے۔ مخلوق رب کریم اور محبوب کریم ﷺ کی کماحقہ ذکر کرنے سے قاصر ہے۔

اور خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
عام مومنوں کے مقام کی انتہا ولیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔
ولیوں کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے۔
شہیدوں کے مقام کی انتہا صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے۔
صدیقوں کے مقام کی انتہاء نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے۔
نبیوں کے مقام کی انتہاء رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے۔
رسولوں کے مقام کی انتہاء اولوالعزم کے مقام کی ابتداء ہے۔
اولوالعزم کے مقام کی انتہاء حبیب خدا ﷺ کے مقام کی ابتداء ہے۔

اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی انتہا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ اور خود محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی۔

اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا

جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں تو کما حقہ تعریف کیسے ممکن ہے۔ اس لئے عشاق فرماتے ہیں:

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ تڑپ کر اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں۔

" ندانم کدامی سخن گوئمت ۔ کہ بالا تری ز انچه من گوئمت"

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپکی شان کس طرح بیان کروں۔ کیونکہ جو کچھ میں بیان کرونگا آپکی شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہیں۔

واللّٰہ یا یسین مثلک لم یکن

فی العلمین و حق من انباک

اللہ کریم کی قسم، اے یٰسین لقب! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں۔ نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اسی کی جس نے آپ کو سربلند کیا۔

عن وصفک الشعراء یا مدثر

عجزوا و کلوا من صفات علاک

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے اوصاف جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے آپکے اوصاف عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔

امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا خیال بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اے ز خیال ما بروں در تو خیال کے رسد
طائر ما دراں ہوا بے پر و بال کے رسد

اے محبوب ﷺ آپکی ذات پاک ہمارے وہم و گمان سے بالا تر ہے تو پھر آپ تک ہمارا خیال کیسے پہنچ سکتا ہے اور ہماری عقل و دانش کا پرندہ تیرے میدان قدس میں کیونکر پرواز کر سکتا ہے۔

مرزا غالب کہتے ہیں ذرا میری بھی سنو۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

یہ الگ بات ہے کہ اپنے اپنے علم اور واقفیت کے تحت بندہ اپنے مالک اور مولا کے بارے میں اظہار خیال کرے اور حسب تعلق اور اخلاص ثواب و قرب کا امیدوار رہے۔ اور مولا کا فضل و کرم بندہ کو نوازے! اور اللہ کریم نے یہ بھی بشارت دی ہے کہ جب بندہ میرا اور میرے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر کرتا ہے۔ تو میں اس کا ذکر اس طرح بلند کرتا ہوں کہ اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں۔ لوگ پھر اس کا ذکر کرتے ہیں میں خود بھی ملائکہ کی جماعت میں اس بندہ کا ذکر کرتا ہوں۔ یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا ذکر کرتا ہے تو خود قابل ذکر ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر:

اس قدر ہم نے تیرا ذکر کیا
قابل ذکر ہو گئے ہم بھی

کہتے ہیں کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کے لئے ایک شعلہ زوں آگ کا الاؤ روشن کیا تو چشم فلک نے دیکھا کہ ایک ننھا سا

ابابیل اپنی چونچ میں دو تین قطرے پانی کے دبائے بڑے اضطرار کے عالم میں عظیم آگ کی طرف اڑا جا رہا ہے کسی نے پوچھا میاں اتنی بے تابی کے ساتھ کہاں کا ارادہ ہے ؟ بولا ! "نمرود کی آگ بجھانے جا رہا ہوں" کہا "اے ناسمجھ پرندے کیا پانی کے یہ چند قطرے جو تمہاری چونچ میں ہیں ! نمرود کی آگ سرد کر دیں گے ؟" ننھا ابابیل بولا ! مجھے معلوم ہے کہ میری یہ کمزوری اس سلسلے میں کچھ بھی کام نہ دے گی ۔ لیکن ایک اور بات جو مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ جب نمرود کی آگ بجھانے والوں کی فہرست بنائی جائے گی تو اس میں میرا نام بھی ضرور شامل کیا جائے گا ۔" اس دور زوال میں نفرتوں ، کدورتوں کے باطل الاؤ کو بجھانے اور اہل ایمان محبت والوں کے دلوں کو گرمانے کا عزم کر رکھا ہے ۔ میری تمام تصانیف اہل ایمان اہل محبت ، ذوق و شوق رکھنے والے احباب کے لئے یقیناً گرانقدر تحائف ہیں اور منافق اس سے فیض نہیں پا سکیں گے ۔ یہ حقیری سعی ننھے ابابیل کی سعی سے کچھ زیادہ نہیں ہے لیکن جذبہ وہی ہے جو ننھے ابابیل کے دل بے تاب میں تھا ۔ "بزم عشاق بھی اسی جذبہ کا ایک حصہ ہے" اس عشق بھری تالیف میں جس جس نے کسی طرح سے بھی میری مدد کی ہے ۔ اور میرا ہاتھ بٹایا ہے وہ سب میرے قلبی اور دلی شکریہ و اظہار امتنان کے حقدار ہیں بڑی ناشکری ہو گی اگر میں اراکین بزم عشاق فیصل آباد کی مخلصانہ کوششوں کا اعتراف نہ کروں جن کی محبت کا نتیجہ یہ کتاب ہے ۔ اس کتاب کی تدوین میں جن احباب نے معاونت فرمائی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرا شرعی فریضہ ہے ۔ احباب کی ادبی ۔ علمی ، معاونت ہی نے اس مجموعہ کو ایک صحیفہ جمیل کی شکل دی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کے محاسن انہیں کی مساعی مشکورہ کا ثمر ہیں اور جو قبائح آپ دیکھ رہے ہیں وہ تمام تر میرے قلم کی درماندگیاں ہیں خاکسار ان سب معاونین کا ممنون

و شکر گزار ہے مجھ عاجز کی دلی دعا ہے کہ اللہ کریم بطفیل نبی کریم ﷺ ان سب احباب کو اپنے خزینہ رحمت سے اجر عظیم عطا فرمائے ۔ امین بجاہ سید المرسلین طہٰ و یٰسین ﷺ مجھے اپنی بے علمی ' بے عملی ' کم سوادی ' بے بضاعتی اور کوتاہی ' فکر و نگاہ کا مکمل اعتراف ہے مجھے محبوب ﷺ کے چاہنے والوں سے توقع ہے کہ وہ اپنے اخلاق حسنہ کے پیش نظر مجھ عاجز کے معائب پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے خطا پوشی کو کام میں لائیں گے اگر کتاب کے مطالعہ کے دوران کوئی اچھا جملہ ' اچھا خیال یا کوئی اچھا واقعہ آپ کی روح کو تڑپا جائے (اور یقیناً ایسا ہو گا) اور آپ کے دل میں حضور ﷺ کی محبت کے شگوفے پھوٹ نکلیں تو میری انتہائی خوش نصیبی ہو گی کیونکہ یہی تو روز حشر میری نجات کا سامان بنے گی اللہ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ اقدس میں بصد عجز و نیاز دست بدعا ہوں کہ محبوب کریم ﷺ کے طفیل اس ناچیز سی خدمت کو مجھ عاجز کے لئے صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنائے اور یہ کتاب مدتوں حضور ﷺ کے عاشقوں صادقوں کے دلوں کو دعوت ذوق و محبت دیتی رہے ۔ امین ۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

خاکپائے صاحبدلاں

حافظ محمد زمان خاں چشتی سیالوی ۔

ذوق زماں

اپنا معیار زمانے سے جدا رکھتے ہیں
ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے ہیں

اس مضمون سے متعلق زمان صاحب کے چند پسندیدہ اشعار۔

عاشقوں کا کلام عاشقوں کے نام

عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوقِ جنوں
یہ عشق والے ہیں جو سب کچھ لٹا دیتے ہیں

الصبح بدا من طلعتہ
واللیل دجیٰ من وفرتہ

صبح ظاہر ہوئی آپ ﷺ کی پیشانی سے ۔ اور رات رونما ہوئی آپ ﷺ کی زلفوں سے

○

سنبل و یاسمین و نسترن و سرو سہی
از سر زلف و عزار وقد بالا داری

یا رسول اللہ ﷺ آپ دماغ کو معطر کر دینے والے گلہائے سنبل و یاسمین اور سرو سہی کے مانند ہیں ۔ اور آپ زلف دراز' چہرہ خوب اور قد دلجو رکھتے ہیں۔

○

صبا اگر گزرے افتدت بہ کشور دوست
بیار نفحہ از گیسوئے معنبر دوست

اے صبا اگر تیرا گزر دوست کے شہر کی جانب ہو تو دوست کی عنبر بیز زلفوں سے ایک پھاہیہ میری جان اور میرے دل کی تازگی کیلئے لے آ۔

○

بجان اور کہ بشکرانہ جاں بر افشانم
اگر بسوئے من آری پیامے از بر دوست

مجھے اپنے دوست کی جان کی قسم' اے صبا اگر تو میرے دوست کے پاس سے کوئی پیغام میرے لئے لے آئے تو یقین کر اس کے شکریئے میں اپنی جان تجھ پر نثار کر دوں گا

○

ے وگر چناں کہ دراں حضرتش نباشد بار
برائے دیدہ بیاور غبارے از در دوست

لو فرضا۔ اے صبا اگر تجھ کو دوست کے حضور تک پہنچنے کی اجازت نہ مل سکے اور دوست کی زلفوں سے معطر پھایہ لانے سے قاصر رہے تو پھر میری آنکھوں کے لئے تھوڑا سا غبار ہی در دوست سے لے آنا۔

○

ے خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگار اند

اے حافظ نبی کریم ﷺ کی زلف تابدار کی غلامی سے وابستگی سے کبھی بھی دور نہ ہو کیونکہ جو لوگ آپ کی زلفوں (غلامی کے اسیر ہیں دراصل وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

○

ے دل اندر زلف لیلیٰ بند و کارے عشق مجنوں کن
کہ عاشق را زیاں دارد مقالات خرد مندی

اے مخاطب اپنے دل کو (محبوب ﷺ) کی زلفوں میں باندھ لے اور مجنوں جیسا کام کر یعنی اپنے مقصود کے حصول کے لئے یکسو ہو کر کام کر کیونکہ طالب کے لئے، عقلندی کی باتیں نقصان دہ ہیں

○

ے دراں چمن کہ نسیمے وز وز طرہ دوست
چہ جائے دم زدن نافہ ہائے تا تاری است

اے مخاطب جس چمن میں دوست کی زلفوں سے معطر ہو کر ہوائیں چل رہی

ہیں تو پھر اس باغ میں مشک تا تار کی کیا وقعت ہو سکتی ہے یعنی جس صاحبدل کو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقرب حاصل ہے اس کے نزدیک کسی ایسی ویسی چیز کی کیا قدر و قیمت

؎ سلسلہ کائنات را بسببے نیست
جز شکن زلف مشکبوئے محمد

تمامی کائنات کی پیدائش کا کوئی سبب اس کے سوا نہیں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشکبو زلفوں کی خوشبو سے تمام جہاں کو معطر کیا جائے

؎ دولت جامی بس ایں کہ می گزاراند
عمر گرامی بگفت و گوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس مسکین جامی کی دولت تو بس اس قدر کافی ہے کہ اس کی عمر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف میں گزر جائے

؎ تا زلف تو شب است ورخت آفتاب چاشت
واللیل والضحیٰ است مرا ورد روز و شب

جب سے مجھ کو پتہ چلا ہے کہ رات کا حسن آپ کی زلفوں کے حسن سے مستفاد ہے اور آفتاب نصف النہار کا نور آپ کے چہرہ انور سے اخذ کیا ہوا ہے۔

؎ رفتن بسر طریق ادب نیست در رہت
ما عاشقیم و مست نیاید زما ادب

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی حضور میں حاضر ہونے کے لئے سر کے بل بھی چلنا میرے نزدیک خلاف ادب ہے۔ مگر ہم معزرت خواہ ہیں کہ ہم عاشق اور مست ہیں ہم سے طریق ادب مکمل طور پر عمل نہیں ہوتا۔

ـ دل یاد منزل غم و سر خاک مقدمت
کایں موجب شرف بعد آں مایہ طرب

بہتر تو یہ ہو کہ میرا دل آپ کے غم کا مقام بنا ہو اور میرا سر آپ کے در پاک کی خاک پر رکھا ہوا ہو۔ کیونکہ اگر میرا دل آپ کے غم کی منزل بن گیا تو یہ میرے لئے موجب شرف ہے اور اگر میرا سر آپ کی چوکھٹ پر نثار ہو گیا تو یہ عمل بے حد خوشی کا باعث ہو گا۔

○

ـ اے واضح والضحیٰ جبینت
والیل نقاب عنبرینت

یارسول اللہ ﷺ آپ کی پیشانی مبارک سے سورۃ والضحیٰ کی پوری وضاحت ہو رہی ہے۔ اور آپکا نقاب عنبریں سورۃ والیل کی تفسیر ہے۔

ـ طٰہٰ لقبی زآستانت
یٰسین علمی بر استینت

یارسول اللہ ﷺ سورۃ طٰہٰ آپ کی آستان عالیہ کی ادنیٰ ترجمان ہے اور سورۃ یٰسین آپ کی آستین مبارک کا ادنیٰ نشان ہے۔

ـ جنت اثرے زفیض مہرت
دوزخ شرارے زلف کیست

یارسول اللہ ﷺ جنت آپ کے لطف و کرم کے فیض کی ادنیٰ سی علامت ہے اور دوزخ آپ کے غصے کی چنگاریوں میں ایک چنگاری ہے۔

○

ـ رویت طرف من النسیا راست
زلفت زلف من اللیالی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا چہرہ مبارکہ مانند آفتاب نصف النہار ہے۔ اور آپ کی زلف مبارکہ سیاہ تر رات کے مثل ہے۔

○

گرچہ صد مرحلہ دور' است زپیش نظرم
جعد فی نظری کل غداۃ و عشی

اگرچہ میرا محبوب میری نظروں سے سینکڑوں میل دور ہے مگر میری وابستگی کا یہ عالم ہے کہ اس کی مشکبو زلفیں رات اور دن ہر وقت میری نظروں میں ہیں۔

لی حبیب قریشی - مدنی - عربی
کہ بود دردو غمش مایہ شادی و خوشی

میرا محبوب قرشی۔ مدنی اور عربی ہے وہ اس قدر جاذب نظر اور دلنشین ہے کہ اس کا درد و غم ہزارہا خوشی و شادمانی کا سرمایہ ہے۔

بوصف رخش و الضحیٰ گشت نازل
چو واللیل شد زلف و خال

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی تعریف میں سورۃ والضحیٰ اور آپ کے زلف و خال کی مدح میں سورۃ واللیل نازل فرمائی۔

بود در جہاں ہر کسے در خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد

دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی خیال میں محو رہتا ہے مجھے تمام دنیا میں سب سے زیادہ پسند محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال اور تصور ہے۔

خوشا مسجد و مکتب و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد

وہی مسجدیں۔ مدرسے اور خانقاہیں مبارک ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔

○

دلم شیدائے زلف مصطفیٰ شد
بروسایہ فگن لطف خدا شد

میرا دل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کا شیدا ہو گیا۔ جب سے میری یہ حالت ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے لطف و عنایت کا مورد بن گیا ہوں۔

○

ترک فلک ہندوئی تو نور ملک از روئے تو
واللیل وصف روئے تو نعت جمالت والضحیٰ

آسمان کا سردار سیارہ آفتاب آپ کا غلام ہے تمام نوری فرشتے آپ کے چہرہ انور سے بہرہ یاب ہیں۔ آپ کی زلفوں کی توصیف سورۃ واللیل سے ظاہر ہے اور آپ کے جمال باکمال کی تعریف کے لئے سورۃ والضحیٰ کافی ہے۔

○

جامی ارباب وفا جذرہ عشقش نروند
سر مباوت گرازیں راہ قدم باز کشی

اے جامی سچے عاشق اس محبوب کے عشق میں اضافے کے سوا دوسرا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ خدانخواستہ اگر اس راستے سے قدم پیچھے ہٹے تو پھر موت ہی بہتر ہے۔

شرح والضحیٰ آمد جمال روئے تو
نکتہ واللیل وصف زلف عنبر بوئے تو

میرا محبوب وہ ہے کہ جس کے چہرہ مبارک کی شرح و تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ والضحیٰ نازل فرمائی اور جس کے زلف عنبر بو کی صفت میں سورۃ واللیل

نازل فرمائی ہے

اے دو چشم سرمہ گینت کحل مازاغ البصر
قاب قوسین است رمز گوشہ ابروئے تو

میرا محبوب وہ ہے کہ جس کی دونوں سرمگیں آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے مازاغ البصر سے یاد فرمایا ہے اور جن کے گوشہ آبرو کے قرب کو لفظ قاب قوسین سے بیان فرمایا ہے۔

یٰسین دندان تو از یٰسین نشانے می دہد
سورۂ حم وارد حلقہ گیسوئے تو

آپ کے دندان مبارک کی تعریف سورۃ یٰسین سے صاف ظاہر ہے اور آپ کے گیسوئے مبارک کے اوصاف بیان کرنے کے لئے سورۃ حم کافی ہے۔

کعبہ دل قبلہ جاں یارسول اللہ ﷺ توئی
سجدہ مسکین حسن ہر لحظہ باوا سوئے تو

یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دل و جان کے لئے در حقیقت آپ ہی کی ذات گرامی قبلہ و کعبہ ہے خدا کرے حسن کا دل ہروقت آپ کی طرف متوجہ رہے۔

والیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثنا
والشمس ہے تیرے رخِ پُر نور کی قسم

○

ہے سورۃ والشمس اگر روئے محمد ﷺ
والیل کی تفسیر ہوئی موئے محمد ﷺ
جب روئے محمد کی نظر آئی تجلی ﷺ
سمجھا میں شب قدر ہے گیسوئے محمد ﷺ

○

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا لہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کھچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصحف ایمان روئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

○

زلف دراز مصطفیٰ ! گیسوئے لیل حق نما
طرہ بہ طرہ خم بہ خم حلقہ بہ حلقہ مو بہ مو
کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سو بہ سو
گوشہ بگوشہ در بدر قریہ بہ قریہ کو بہ کو
میری نگاہ شوق میں حسن ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بو بہ بو
تیرا تصور جمال میرا شریک حال ہے
نالہ بہ نالہ غم بہ غم نعرہ بہ نعرہ ہو بہ ہو
کاش ہو ان کا سامنا عین حریم ناز میں
چہرہ بہ چہرہ رخ بہ رخ دیدہ بہ دیدہ دو بہ دو
عالم شوق میں رئیس کس کی مجھے تلاش ہے
خطہ بہ خطہ رہ بہ رہ جادہ بہ جادہ سو بہ سو
ہو گیا ہوں میں اسیر خم گیسوئے رسول
اب نہیں دولت کونین بھی قیمت میری

○

لولاک کے نغموں سے فضا گونج رہی ہے
والیل کی خوشبو سے معطر ہیں ہوائیں
والنجم کے پرتو سے چراغاں ہے فلک پر
والشمس کے جلووں سے منور ہیں فضائیں
آتی ہے شہنشاہ شفاعت کی سواری
شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں
ہم حلقہ بگوشان در مصطفوی ہیں
ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں
بس خاک کف پائے محمد کی طلب ہے
اقبالؔ کا مقصود دوائیں نہ دعائیں

○

جس سے روشن ہے میری بزم حیات
وہ میری شمع ارزو تو ہے!
ہے معطر مشام جاں جس سے
وہ تیرے گیسوؤں کی خوشبو ہے

○

نسیم خلد نے مانگی ہے بھیک خوشبو کی
کھلی مدینہ میں جب زلف مشکبو تیری
نہ چھوٹے دامن عبدیت اعظم ان کا
اسی سے دونوں جہاں میں ہے آبرو تیری

○

زلف سیاہ اک رخ روشن پہ دیکھ کر
نقشہ بدل گیا مِرے لیل و نہار کا۔

○

ہر گل تازہ سے آئی تیری زلفوں کی مہک
گیت، گائے ہیں بہاروں میں صبا نے تیرے

○

صبح تجلی روئے پیغمبر
رحمت کا سایہ زلف معنبر
خوشبو کا پیکر جسم معطر
اللہ اکبر اللہ اکبر

○

تفسیر مصحف رخ پُر نور، والضحیٰ
واللیل شرح گیسوئے خمدار مصطفیٰ ﷺ
والضحیٰ روئے منور ہے واللیل ہے زلف
ان کے فیضان سے ہیں صبح و مسا کے جلوے

○

مہکی ہے فضاؤں میں ہر سو اس زلف معنبر کی خوشبو
رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں سرکار مدینہ آئے ہیں

○

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف

بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

○

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیئے سر کو روکیئے ہاں یہی امتحان ہے
بزم ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو
ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے

○

ستر ہزار صبح ہیں، ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے۔
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

○

گل مست شد از بوئے تو بلبل فدائے روئے تو
سنبل نثار موئے تو طوطی بیادت نغمہ خواں

○

کہاں گلشن ! کہاں روئے محمد
کہاں سنبل ؟ کہاں موئے محمد ﷺ

○

سنبل• از گیسوئے او شد تابدار
لالہ از رخسار او شد داغدار

سنبل نے چمک اس کے گیسوؤں سے پائی ہے گل لالہ اس کے رخسار سے داغدار ہے

ہرکہ بوئے بشنوم از بوئے او
مست رفتم بے خبر از کوئے او

جہاں بھی اس کی خوشبو پاتا ہوں۔ دیوانہ وار اس گلی کی طرف دوڑتا ہوں۔

یک نگاہے گر کند سویم نگار
جاں چہ باشد گر بود جاں نثار

اگر محبوب میری طرف ایک نظر دیکھ لے۔ ایک جاں کیا لاکھ جانیں بھی ہوں تو اس پر نثار کر دوں۔

○

ہنگامۂ محشر میں کہاں جس کا خدشہ
گیسو شہ کونین کے لہرائے ہوئے ہیں

○

سایہ ہو جو تیرے گیسوؤں کا
وہ شام سیاہ چاہتا ہوں
ہو جس پہ نظر قلندروں کی
سر پر وہ کلاہ چاہتا ہوں

○

گیسوئے یار چھو کے گلستاں میں آئی ہے
مہکے ہوئے نہ تھے کبھی جھونکے صبا کے یوں
پہلو میں اب پلٹ کے نہ آئے گا دل مرا
انداز لے اڑے ہیں کسی دلربا کے یوں

○

زلف کی اوٹ سے چمکے وہ جبیں تھوڑی سی
دیکھ لوں کاش جھلک میں بھی کہیں تھوڑی سی
میں یہ سمجھوں گا مجھے مل گئی جنت میں جگہ
ان کے کوچے میں جو مل جائے زمیں تھوڑی سی

○

یہ کسی کی زلف مشکبو کا تصرف ہے نصیر
جب کہیں جاتا ہوں محفل میں تو چھا جاتا ہوں میں

○

زہے رویت بہ خوبی صبح عید نشاۃ عالم
زہے زلف تو شام عنبر افشاں یا رسول اللہ ﷺ
توئی تزئین فردوس وجود، اے داور خوبی!
توئی محبوب یزداں، میر خوباں یا رسول اللہ ﷺ

○

شب معراج و لیلۃ القدر است
شرح موئے تو یا رسول اللہ ﷺ
برلب ذوالجلال والا کرام
گفتگوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
اہل دین سوئے کعبہ سجدہ کنند
کعبہ سوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
دل بہ کوئے تو یارسول ﷺ

رو بہ سوئے تو یا رسول اللہ ﷺ

○

بساؤ قلب میں زلف رسول کی خوشبو
تمہیں کو جو چاہیئے کیف و سرور کی نسبت
کہاں وہ چہرہ اقدس کہاں یہ ماہ تمام
اسے ہوئی نہ کبھی ہو گی دور کی نسبت
متاع عظمت کون و مکان ملی اس کو
نصیر مل گئی جس کو حضور کی نسبت

○

گیسوئے مصطفیٰ سے یقیناً ہوئی ہے مس
خوشبو کہاں سے آئی یہ باد صبا کے ہاتھ
ان کی نظیر کیا وہ عدیم النظیر ہیں
ان کے غلام رکھتے ہیں شمس و قمر پہ ہاتھ

○

اس زلف معنبر کو چھو کر مہکاتی ہوئی اتراتی ہوئی
لائی ہے پیام تازہ کوئی ' آئی ہے صبا سبحان اللہ
والشمس جمال ہوش ربا زلفیں والیل اذا یغشیٰ
القاب سیادت قرآن میں یٰسین طٰہٰ سبحان اللہ

○

ان کی زلفوں سے جو مل جائے مہکتی خیرات
بھول جائے یہ صبا بوئے گل تر کے مزے

○

زلف و روئے مصطفیٰ کو دیکھ کے سمجھا نصیر
صبح گلشن ، بوئے گل ، باد صبا کیا چیز ہے

○

لا سنگھادے مجھے گیسوئے پیغمبر کی مہک
اتنا احسان ہو اے باد صبا جلدی سے

○

چاند سورج کو میں قدموں پہ نچھاور کردوں
سبز گنبد سے ذرا زلف سنوارے تو کوئی
گروش دور حوادث بھی قدم چومے گی
دل سے سرکار مدینہ پکارے تو کوئی

○

نوری چہرے پہ زلفیں مچلتی رہیں
رحمتوں کی گھٹائیں برستی رہیں
بکھرے گیسو وہ اپنے سنوارا کریں
رات ڈھلتی رہے دن نکلتا رہے

○

روئے انور کے وسیلے سے سحر بخشش کی
زلف اطہر کی قسم شام نجات آئی ہے
لے کے پھولوں کو بہاروں نے اتارا صدقہ
جب چمن میں شہ کونین کی بات آئی ہے

○

زلف آقا کی خوشبو ہے جن میں بسی ان مقدس ہواؤں کی کیا بات ہے

تیری والیل زلفوں پہ قربان میں، کالی کالی گھٹاؤں کی کیا بات ہے

○

سرکار دو عالم کے رخِ پُر انوار کا عالم کیا ہو گا
جب زلف کا وصف ہے قرآن میں رخسار کا عالم کیا ہو گا

○

ہو گئی رات جب زلف لہرا گئی
جب تبسم کیا چاندنی بن گئی

○

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو
سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو
کعبہ جاں کو پہنایا ہے غلاف مشکیں
اڑ کر آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو
سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدہ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو
دیکھو قرآن میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے تمہارے گیسو

شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو
مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو
تار شیرازہ مجموعہ کونین ہیں یہ
حال کھل جاتے جو اک دم ہو کنارے گیسو
تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

○

سجدہ، قیام و قعدہ، بہت ہیں اہم مگر
انکی ولا حقیقتاً روح نماز ہے
مجھکو کہے گی کیا بھلا محشر کی تیز دھوپ
سر پہ میرے جو سایہ زلف دراز ہے

○

اہل ایماں پہ ہو گی جو سایہ فگن
ابر رحمت ہے ایک ایک جسکی شکن
ایسی زلف معطر پہ لاکھوں سلام

یہ چند شعر اگر راحت جاں محسوس ہوئے، اور دل ھل من مزید، ھل من مزید کے نعرے بلند کرتا ہو تو ہماری کتاب ۔ ذوق زمان، انتخاب زمان خیال زمان، کا مطالعہ فرمائیں۔

بیان محبت

از محبت تلخہا شیریں شود
از محبت مسہا زریں شود

محبت کے سبب کڑوی چیزیں بھی میٹھی معلوم ہوتی ہیں اور محبت ہی کے باعث مس (خام تانبہ) سونا بن جاتا ہے۔

از محبت سجن گلشن می شود
بے محبت وضہ کلخن می شود

محبت کی وجہ سے قید خانہ باغ بن جاتا ہے اور محبت نہ ہوتے ہوئے باغ بھی کلخن (بھاڑ) اور جائے تکلیف معلوم ہوتا ہے۔

از محبت نار نوری می شود
واز محبت دیو حوری می شود

محبت کے باعث آگ نورانی ہو جاتی ہے اور محبت کی وجہ سے دیو بھی پری چہرہ نظر آنے لگتا ہے۔

از محبت سقم صحت می شود
واز محبت قہر رحمت می شود

محبت کے سبب بیماری تندرستی کا مزہ دینے لگتی ہے اور محبت کے باعث سختی رحمت بن جاتی ہے۔

از محبت مردہ زندہ می شود
و از محبت شاہ بندہ می شود

محبت کی وجہ سے مردہ زندگی پا جاتا ہے اور محبت ہی کے باعث بادشاہ غلام بن جاتا ہے۔

محبت کے دم سے یہ دنیا حسیں ہے

محبت کے دم سے یہ دنیا حسیں ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
محبت اندھیرے میں نور سحر ہے
محبت دنیا بہار نظر ہے
نظارہ، نظارہ بہشت بریں ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
وہ شعلہ ہی کیا جو بھڑکنا نہ جانے
وہ دل، دل نہیں جو تڑپنا نہ جانے
محبت ہی سے زندگی کا یقین ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
محبت کا وعدہ وفا کرنے والو
نماز محبت ادا کرنے والو
محبت ہی دنیا محبت ہی دیں ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

اس لیے۔

محبت ابتدا میری
محبت انتہا میری
محبت سے عبارت ہے
بقا میری فنا میری

محبت آرزو میری
محبت جستجو میری
محبت خاموشی میری
محبت گفتگو میری
محبت میری طاقت
محبت ہی جوانی ہے
محبت گر نہ ہو
ویران میری زندگانی ہے

اور زندگی کیا ہے؟

طلوع آفتاب کے بعد کسی نے کہا زندگی قدرت کا ایک خوبصورت عکس ہے محفل ناداں کے تبسم نے کہا زندگی ایک مسرت ہے مرجھائے ہوئے پھولوں نے آہ بھر کے کہا زندگی چند ساعتوں کی کہانی ہے چوکڑیاں بھرتے ہوئے ہرن نے کہا زندگی ایک دل فریب جوانی ہے غریب مزدور نے کہا زندگی دکھوں کا گھر ہے حریص نے کہا
زندگی ایک لالچ ہے ناکام طالب علم نے کہا زندگی ایک بوجھ ہے نامراد عاشق نے کہا زندگی حسرتوں کا نام ہے بلبل نے گیت گھاتے ہوئے کہا زندگی ایک چمن ہے پہلوان نے کہا زندگی ایک اکھاڑہ ہے شاعر نے کہا زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

ستاروں نے مسکرا کر سوچا اندھیری رات میں چمکنا ہی زندگی ہے پھول نے گلے کا ہار بن کر کہا خدا کا شکر ہے مجھے زندگی ملی رات نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا کہ پستی و بلندی ہی زندگی ہے جب آسمان پر سورج نکلا اور روشنی ہوئی تو سورج نے کہا

ارے واہ تاریکی میں روشنی کرنا ہی زندگی ہے چاندنی رات میں چاند نے مسکراتے ہوئے کہا بار بار گھٹنے اور بڑھنے کا نام زندگی ہے۔

مگر حقیقت میں

میرا خیال ہے کہ جو گھڑی محبت میں گزرے وہی زندگی ہے اس لئے کہ

زندگی اپنے لہو کا نام ہے
اعتبار آرزو کا نام ہے
زندگی ہے لذت سوز دوام
زندگی ہر حال میں ہے تشنہ کام
زندگی اک آرزوئے خام ہے
زندگی زندہ برائے نام ہے
زندگی حسرت بھری فریاد ہے
زندگی گویا کسی کی یاد ہے !
اشکباری زندگی کا مشغلہ
ہرقدم پہ زندگی اک مرحلہ
پی رہی ہے زندگی اپنا لہو
لوٹتی ہے آپ اپنی آبرو !
شوزش درد جگر ہے زندگی

ایک خوابیدہ سحر ہے زندگی
زندگی اک وادیٔ پر خار ہے
گویا رسوائی سر بازار ہے !
زندگی ہے ایک گرداب بلا
زندگی ہے آپ اپنا نا خدا
زندگی ہی زندگی کا ناگ ہے
زندگی پانی میں زندہ آگ ہے
اک مسافر کا سفر ہے زندگی
پُر خطر اک رہگزر ہے زندگی
زندگی بھولی ہوئی منزل بھی ہے
زندگی ٹوٹا ہوا اک دل بھی ہے
زندگی کا ہر فسانہ زندگی !
جانے والوں کا نہ آنا زندگی !
زندگی خود شانۂ الہام ہے
فکر میں ڈوبی ہوئی اک شام ہے
زندگی فنکاریٔ معمار ہے
زندگی گرتی ہوئی دیوار ہے !
دے رہی زندگی ہر دم صدا
” حسرتا و احسرتا و احسرتا “
زندگی آنکھوں کے نم کا نام ہے
زندگی خاموشیٔ غم کا نام ہے
زندگی ہے ایک گونہ انتظار

بے قراری زندگی کا ہے قرار
زندگی ہے آگ میں جلنے کا نام
زندگی ہے پھولنے پھلنے کا نام
ہاتھ سے جائے تو لاشہ زندگی،
ورنہ ہے ذوق تماشہ زندگی
دل جواں ہو تو جواں ہے زندگی
ورنہ مرگ ناگہاں ہے زندگی
ہے خم زلف نگاراں زندگی!
ہے کبھی جشن بہاراں زندگی
زندگی دیپک بھی ہے ملہار بھی
زندگی آتش بھی ہے گلزار بھی
گاہ ہستی رہرو افلاک ہے
گاہ یہ خاموش زیر خاک ہے
زندگی ہے اک تبسم زیر لب
زندگی شمع فروزاں نیم شب
زندگی اقوال بھی احوال بھی!
زندگی آئینہ اجمال بھی!
زندگی ہے اک بحر بے کراں،
یہ کبھی صحرا کبھی کوہ گراں
زندگی ہے اک پرشیا داستاں
کوئی حصہ ہے یہاں کوئی وہاں
ہے کبھی ایک حرف آرزو

جستجو نیاز بے یہ کبھی ہے
زندگی ہے سحر و شام گردش
ایک سیمابی نظر ہے زندگی !
زندگی کے زمزمے میں چار سو
زندگی ہے گردش جام و سبو
زندگی عریانیٔ اجسام بھی !
زندگی ہے گردش ایام بھی !
نقش فریادی بھی ہے "تصویر" بھی
زندگی ہے شوخیٔ تحریر بھی
زندگی کیا ہے سہانا خواب ہے
زندگی اک گوہر نایاب ہے
آنسوؤں کی ایک مالا زندگی !
چاند سے چہرے کا ہالا زندگی !
تھم بھی جائے تو رواں ہے زندگی
داستانِ کن فکاں ہے زندگی
ہے کبھی تسلیم کی خو زندگی !
ہے کبھی "میں" اور کبھی "تو" زندگی
زندگی ہے کشتۂ تیغ ستم !
یوں بھی ہے ہستی کا انداز کرم
مفلسی میں بھی گزرتی ہے یہ
تخت پر بھی سسکیاں بھرتی ہے یہ
زندگی محبوب کی قربت بھی ہے

زندگی افسانہ فرقت بھی ہے
گیسوئے خم دار کا سایہ بھی ہے
زندگی نے خود کو بہلایا بھی ہے
ایک شوخی ہے حیا ہے زندگی
حسن ہے حسن ادا ہے زندگی
کامنی سی ایک صورت زندگی
موہنی سی ایک صورت زندگی
زندگی ہے ایک چشم سرگیں
زندگی ہے ایک زلف عنبریں
زندگی سہمی ہوئی دلہن بھی ہے
زندگی بے نام سا مدفن بھی ہے
ہے نوازش ہائے موسم زندگی
ہے کبھی قند اور کبھی سم زندگی
جگمگاتے آبگینوں کے لئے
زندگی ہے مہ جبینوں کے لئے
زندگی ہے مورد الزام بھی!
مے کدے میں ایک ساقی شام بھی
زندگی ہے زخمہ و اضطراب بھی
مرمریں باہوں میں اک سیماب بھی
رقص کرتی ہیں سر مژگاں کبھی
دم بخود ہوتی ہے یہ بے جاں کبھی!
اک تماشا ہے تماشائی بھی ہے

زندگی معشوق ہرجائی بھی ہے!
زندگی کا شغل مے نوشی بھی ہے
زندگی کا فصل غم پوشی بھی ہے
زندگی نیرنگی دوراں بھی ہے!

یہ رہین منت درباں بھی ہے
کاسۂ ہستی کبھی بھرتا نہیں!
زندگی بھر دل کبھی مرتا نہیں
ٹھوکریں کھا کر بدل جاتی ہے یہ
ایک پل میں بھی سنبھل جاتی ہے یہ
زندگی ہے چاک ہو جانے کی خو
دامن ہستی کیا کسی نے رفو؟
زندگی اپنے جنوں کا نام ہے
زندگی آنکھوں میں خون کا نام ہے
موجہ آب رواں ہے زندگی
زندگی کے درمیاں ہے زندگی
زندگی کیا ہے بجز سوز دروں
زندگی ہے آیہ لا یحزنوں!
زندگی ذوق فنا کا نام ہے!
یہ تیقن حاصل ابہام ہے!
لاکھ حیلوں سے گزر کرتی ہے یہ
زندہ رہنے کے لئے مرتی ہے یہ
موت ٹل جائے تو کوئی غم نہیں

ورنہ محشر سے یہ ہستی کم نہیں !
ناممکل ہے ابھی تک کائنات
کر رہی ہے زندگی کچھ تجربات
ساز کے سینے میں اک آواز ہے
زندگی کیا ہے سراپا راز ہے
زندگی گل میں مثال رنگ و بو
جیسے فن میں صاحب فن کا لہو
زندگی الفاظ میں آتی نہیں
راز افشانی اسے بھاتی نہیں
اپنی آزادی میں یہ مجبور ہے
زندگی رستا ہوا ناسور ہے !
کس نے پایا ہے سراغ زندگی
زندگی ہے خود چراغ زندگی
فلسفی سمجھا نہیں مجبور ہے
زندگی خود زندگی سے دور ہے
زندگی ساحل بھی ہے طوفاں بھی
خود مسیحا، خود بلائے جان بھی !
ہاں مگر یہ زندگی انعام ہے
خالق مطلق کا اپنا کام ہے !
زندگی ہے سنگ در کی آرزو
"خوب سے ہے خوب تر کی جستجو"
زندگی ہے مظہر ظل اللہ !

زندگی کا راز ہے کرب وبلا!
زندگی کا مدعا دیدہ وری
زندگی کی موت ہے سودا گری
زندگی جبیں روشن کا نام ہے
زندگی پختہ یقین کا نام ہے
زندگی ہے واجب صد احترام
زندگی ہے انقلاب صبح و شام
یار کے دم سے سلامت زندگی
ورنہ زماں ہے قیامت زندگی

مولانا روم فرماتے ہیں۔

غفلت ازوے یک زماں صد مرگ داں
زندگی یاد است نزد عارفاں

یعنی

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

تو گویا زندگی کا دوسرا نام محبت ہے بغیر محبت کے زندہ رہنا محال ہے اس لیئے!

عشق جتنا بھی کیجئے گا کم ہے
اس کا کوئی کنارہ نہیں ہے

کیونکہ

عشق سے کوئی بشر نہیں خالی
اور عشق نے کر دیئے ہیں گھر کے گھر خالی

اور

دل ہے خیال یار کا محشر لئے ہوئے
قطرہ ہے بے قرار سمندر لئے ہوئے
میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رگ رگ میں دوڑی پھرتی ہے خنجر لئے ہوئے

محبت شاہراہ زندگی ہے
محبت حاصل صد بندگی ہے
محبت افتخار آدمی ہے محبت سے وقار آدمی ہے
محبت چارہ سازی غم گساری
محبت راستی ، پرہیزگاری
محبت صاف گوئی حق پسندی
محبت سربلندی فتح مندی
محبت تندرستی کی علامت
محبت دین و ایمان کی ضمانت
محبت درد دوراں کا مداوا
محبت بے سہارا کا سہارا
محبت ہجر میں ، بر میں ، شجر میں
محبت برگ میں ، گل میں ، ثمر میں
محبت انجم و شمس و قمر میں
سواد شام میں نور سحر
میں محبت گل کدوں میں ، جنگلوں میں
محبت وادیوں میں ، دلدلوں میں

محبت عرش پر، تحت الثریٰ میں
طلائی جام و کشکول گدا میں
محبت پاکبازی، پارسائی، محبت نفس باطن کی صفائی!
محبت سرفرازی کامرانی
محبت شہر یاری حکمرانی
محبت قبلہ گاہ عارفاں ہے
محبت کی زمیں بھی آسماں ہے
محبت محور صدق و صفا ہے
محبت دست پیری کا عصا ہے
محبت ایک مینار ضیاء ہے
محبت گنبد حق کی صدا ہے
محبت سے مشام جاں معطر
محبت سے دیار دل منور
محبت کی فضا وجد آفریں ہے
محبت ارض پر خلد بریں ہے
محبت پردہ دار عاصیاں ہے
محبت دست گیر بے کساں ہے
محبت ماں کی بیٹے کو دعا ہے
محبت باغ جنت کی ہوا ہے،
محبت سورماؤں کا چلن ہے،
محبت غازیوں کا بانکپن ہے،
محبت آب عیسیٰ کا پیالہ!

محبت ظلمت غم میں اجالا !
محبت دل کی ٹھنڈک آنکھ کا نور
ردائے پاک مریم ، دامن حور
محبت آب شبنم کی لطافت !
نسیم صبح گاہی کی صباحت !
محبت پتھروں کو موم کر دے
سکون مستقل پارے میں بھر دے
محبت زہر کو تریاق کر دے
تن بیمار چست و چاق کر دے
محبت خاک کو سونا بنا دے
محبت نور کے دریا بہا دے
محبت روح کی پاکی کا پر تو
چراغ منزل عرفان کی ضو !
محبت قاطع دام اسیری ،
محبت میں فقیری بھی امیری
محبت آدمیت کا بھرم ہے
محبت بارش لطف و کرم ہے
محبت غنچۂ نو کا تبسم
محبت اپسراؤں کا ترنم !
محبت مشکلیں آسان کر دے
سکون قلب و تسکین نظر دے
محبت قصر استبداد ڈھا دے

سمندر کو پہاڑوں پر چڑھا دے
محبت زلزلوں کو جام کر دے
قضا کے وار کو نا کام کر دے
محبت آگ میں بوٹے کھلا دے
محبت سانپ کو رسی بنا دے
محبت فطرت انساں کا خاصہ
نہیں تو آدمی زندہ جنازہ!
محبت ہے پیار بزم ہستی،
محبت راہوار عزم ہستی!
محبت زینہ خودی ہے
محبت روشنی ہی روشنی ہے
محبت محضر گنج معانی!
محبت لازوال و غیرفانی!
محبت سو دکھوں کی اک دوا ہے
محبت سیمیا ہے، کیمیا ہے،
محبت دور خوشحالی کا بیمہ،
کتاب کامیابی کا ضمیمہ!
محبت قدسیوں کا فیض سایہ،
محبت زخم پر مرہم کا پھایہ
محبت بازوئے مردان حر ہے،
حوادث پر فتح پانے کا گر ہے،
محبت عظمت آدم کا پیکر!

محبت کی صدا اللہ اکبر
محبت مظہر نور خدا ہے !
محبت ورثہ خیرالوریٰ[1] ہے !
محبت تحفہ رب تعالیٰ ،
محبت کا جہاں میں بول بالا !

محبت عطیہ خداوندی ہے

محبت ایک ایسی چیز ہے کہ کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے محبت کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے محبت انسان کو پیار کرنے پر مجبور کرتی ہے زندگی کا حسن محبت میں ہے زندگی ایک پھول ہے

اور اس کی خوشبو محبت میں ہے محبت کا دوسرا نام انسانیت ہے محبت سے خالی دل اس غار کی مانند ہوتے ہیں جس میں جانور بھی داخل ہونے سے خوف کھاتے ہیں دل بظاہر تو ایک ننھا سا گوشت کا ٹکڑا ہے مگر جب اس میں آرزوں ' خواہشوں ' امنگوں ' کی لہریں ٹھاٹیں مارتی ہیں تو یہ سمندر کی طرح وسیع لگتا ہے ہر کوئی اس کا متوالا ہوتا ہے اور دل ٹوٹ کر پیار کرتا ہے کیوں نہ کرے ؟ آخر دل ہی تو ہے دل زندگی کی کائنات پر چھایا ہوا اعصاب پر یوں مسلط ہے کہ ہر چیز دل ہی دل نظر آتی ہے دل بڑی ہی قیمتی شئی ہے دل کئی جائز و ناجائز خواہشات کا منبع ہے لاتعداد تمناؤں کی آماجگاہ ہے جاں بلب

۱۔ ﷺ ۲۔ مزید تفصیل ہماری کتاب العشق نار اور عشق میں ہم تمہیں کیا بتائیں. ۳۔ "حقیقت انسان" اور "خیر و شر" میں ملاحظہ فرمائیں

مسرتوں کا مزار ہے۔

دل کے کہنے پر شہنشاہ تاج و تخت ٹھکرا دیتے ہیں
دل کے کہنے پر عجائبات وجود میں آتے ہیں

دل میں تڑپ ہے۔

اہل دل اس کو دل نہیں کہتے
جو تڑپتا نہ ہو کسی کے لئے

اور دل میں چاہت ہے چاہت میں محبت ہے محبت ایک ایسی مبرا و منزہ چیز کا نام ہے جس کا مسکن دل ہے دل پہ محبت کا قبضہ ہے محبت کی حکومت ہے، جہاں چاہے دل کو جھکا دے دل مجبور ہے بے اختیار ہے محبت غالب ہے دل مغلوب ہے دل عرش خداوندی اس کی بندگی مقبول ہے ارشاد خداوندی ہے قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ مومن کا دل عرش خداوندی ہے

مولانا روم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

؎ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتراست

کہ لاکھوں کعبہ سے انسان کا ایک دل بہتر ہے کیوں؟ اس لئے کہ! دل گزر گاہ جلیل اکبر است

فی انفسکم۔کہ دل انسان اللہ تعالیٰ کی گزر گاہ ہے اور وہ اللہ خود فرماتا ہے کہ میں تمہارے اندر ہوں۔ اور بقول درویش لاہوری۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

النبی اولی بالمومنین من انفسھم

ہر حوض مسلمان کے دل میں محبوب کریم ﷺ کا مقام ہے۔ عشق کا مقام بھی دل ہے اور عقل کا مقام بھی دل لیکن عشق والا دل مقبول ہے اور عقل والا دل مردود عشق والا دل پاک و صاف ہے اور عقل والا دل خبیث و

پلید - عشق والا دل اپنے محبوب حقیقی کی ہر ادا سے پیار کر کے اس کے قدموں میں اپنا سر نیاز جھکا دیتا ہے اور عقل والا دل انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھ کر بھی اکڑ جاتا ہے عشق والا دل غار ثور میں زہریلے سانپ کے ڈنگ کھاتا ہے اور جنبش تک نہیں کرتا کہ کہیں محبوب پاک کے آرام میں خلل نہ آ جائے اور عقل والا دل اپنی مٹھی میں کنکریوں سے کلمہ پڑھنے کی آواز سن کر بھی نہیں مانتا عشق والا دل کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں اپنے محبوب حقیقی کی رضا پر اپنے بچے قربان کر کے خود بھی نیزے پر چڑھ جاتا ہے اور عقل والا دل قربان ہونے والے پر تنقید کر کے دنیا و آخرت کی لعنت خرید لیتا ہے

عقل دیتی رہی مجھ کو دھوکہ سدا
عشق تھا جس نے منزل پہ پہنچا دیا

اس لئے کہ

سب کچھ لٹا کے محبت میں اہل دل
خوش ہیں جیسے کہ دولت کونین پا گئے

اس لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں

صبح ازل مجھ سے کہا ہے یہ جبرائیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

۱- تفصیل ہماری کتاب مقام دل' اہل دل' قلب سلیم میں ملاحظہ فرمائیں

۲- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

شاید اس لیے کہ۔

؎ من بندہ آزادم عشق است امام من
عشق است امام من ، عقل است غلام من

غرضیکہ عشق والے دل میں نور ہوتا ہے اور عقل والے میں فتور! اور عشق والا دل حضور ہوتا ہے اور عقل والا دور کسی نے کیا خوب کہا

؎ محبت کے لئے کچھ دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا

عقل والے دل کے بارے میں قرآنی فیصلہ ہے۔

ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم ۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں اب کوئی حق بات ان کے دلوں میں نہیں جاتی ۔ یہ رحمت خداوندی سے دور ہیں۔

اور عشق والے دل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

انما المومنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم

ایمان والوں کے پاس جب محبوب حقیقی کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دلوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور محبت خداوندی میں تڑپ اٹھتے ہیں۔

اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ عشق سے سرشار دل کے بارے میں فرماتے ہیں

؎ گفت پیغمبر صباحے زید را
کیف اصبحت اے رفیق باصفا

ایک صبح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آج رات تو نے کیسی گزاری ۔ تو حضرت زید نے جواب دیا

؎ گفت تشنہ بودہ ام من روزہا
شب نخفتم زعشق و سوزہا

اے میرے محبوب آقا ﷺ سارا دن تو میں روزے سے رہا اور ساری رات آپکے عشق کی آگ میں جلتا رہا۔ تو محبوب کریم ﷺ نے پھر پوچھا کہ اس کے صلے میں تجھ کو جو انعام ملا ہے وہ بھی بیان کر۔ تو حضرت زید نے عرض کی۔

؎ گفت خلقاں چوں بہ بیند آسماں
من یا بیسم عرش را با عرشیاں !

کہ اللہ کے حبیب ﷺ دنیا والے جس طرح آسمان کو بے پردہ دیکھتے ہیں۔ میں نے اس طرح عرش اور عرش والوں کو بے حجاب دیکھا

اور

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من
اور آٹھوں بہشت اور ساتوں دوزخ بھی دیکھے

اور

کے بہشتی کیست و بیگانہ کے است
پھر میں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ جنتی کون ہے اور دوزخی کون ہے

؎ وانمائیم حوض کوثر را بجوش
اور میں نے حوض کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا بھی دیکھا ہے

اور

یارسول اللہ (ﷺ) بگویم سر حشر
اور یا رسول اللہ ﷺ اگر اجازت دو تو ابھی روز حشر کے تمام حالات بتا دوں

؎ لب گزیدش مصطفی یعنی کہ بس
لیکن۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے حضرت زید کو منع فرما دیا تو پتہ چلا کہ

عقل والا دل دور ہے۔ اور عشق والا دل حضور ہے۔ اس لئے تو علامہ نے فرمایا

؎ دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

کہ اے مسلمان تو اپنے مردہ دل کو محبوب کے ذکر سے محبت و عشق سے پھر زندہ کر اس لئے کہ مردہ دل کوئی دل نہیں ہے۔ کیونکہ دل کی زندگی میں ہی ساری قوم کی زندگی ہے۔ اس میں ہی امت مسلمہ کی مشکل کشائی ہے۔ اس میں ہی مسلمانوں کے دکھوں کا علاج ہے۔ اس میں ہی ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہے۔ اسی سے ہی حق و صداقت کی راہ ملتی ہے

اس لئے تو علامہ اقبال مرحوم نے بارگاہ رب ذوالجلال میں التجاء کی کہ اے خالق کائنات۔

؎ دلوں کو مرکز مہرو وفا کر
حریم کبریا سے آشنا کر

اور

کسی نے کیا خوب کہا ہے بغیر محبت کے دل اس غار کے مانند ہے جس میں جانور بھی داخل ہونے سے خوف کھاتے ہیں۔

اور علامہ اقبال عشق والے دل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

؎ دل بیدار فاروقی دل بیدار کراری
مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

اور کیا خوب مشورہ دیا

؎ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر بنیاد ایمان رکھ

اور

گزر جا خرد سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں

اور مزید فرماتے ہیں

ساقی کی سمت کان رکھ زاہد خشک کی نہ سن
عشق کا احترام سیکھ عقل کی اقتداء نہ کر

اس لئے کہ!

خوش آں دل کہ دارو تمنائے دوست
خوش آں کس کہ در بند سودائے دوست
خوش آں دل کہ شیدا است برروئے دوست
خوش آں دل کہ شد منزلش کوئے دوست

قابل توجہ ہیں یہ چند حروف

عشق مے بخشد حیات جاوداں
عشق باشد زندگی عاشقاں
عشق خاصۂ انبیاء و اولیاء است
در حقیقت عشق ذات کبریا است
اہلِ دل اس کو دل نہیں کہتے
جو تڑپتا نہ ہو کسی کے لئے

اور حق تو یہ ہے کہ!

گر نبودے عشق کے بودے جہاں
عشق آمد باعث کون و مکاں

قلب المومن عرش اللّٰہ تعالیٰ

مومن کا دل عرش خداوندی ہے

اور۔۔ دل گزر گاہ جلیل اکبر است

خدائے بزرگ و برتر کو ہر چیز سے زیادہ محبوب دل ہے۔ صاف ظاہر ہے جس چیز کو رب کائنات پسند فرمائے وہ مبرہ ومنزہ ہو گی قابل تعریف و توصیف ہو گی۔ دل سب کچھ ہے مگر دل محبت پہ مجبور ہے

اس لئے کہ

محبت ایک پودا ہے جسے پھلنے اور پھولنے کے لئے دل کی پاک سر زمین درکار ہے جہاں یہ خونِ جگر پی کر دور دور تک اپنی جڑیں مضبوط کر لیتی ہے۔

محبت کرنے والے اس زمین کی مانند ہوتے ہیں جو اپنے لہو سے کھیتیاں سینچتی ہے محبت کرنے والے اداس لمحوں سے زندگی بھر کا سودا کر لیتے ہیں محبت کا پھول وہاں کھلتا ہے جہاں آنسوؤں کا پانی ہو محبت کے بغیر چارہ نہیں جس طرح اس دنیا میں جینے کے لئے بے پناہ چیزوں کی ضرورت ہے اسی طرح محبت بھی ضروری ہے ہر چیز چھپی رہ سکتی ہے لیکن محبت کوئی سازش نہیں جو چھپی رہ سکے یہ تو اپنے آپ کو منوانا چاہتی ہے محبت اعلان کرتی ہے ۔ کہ مجھ سے یہ دنیا قائم ہے دنیا کے تمام خزانے ملکر بھی محبت کی قیمت نہیں دے سکتے محبت کشش کا دوسرا نام ہے اور کشش سے یہ دنیا قائم ہے کشش نہ ہو تو ستارے ستاروں سے ٹکرا جائیں یہ دنیا ویران ہو جائے تخت و تاج سے دست بردار ہونا ممکن ہے مگر محبت سے دست بردار ہونا ناممکن ہے چاند کا وجود چاندنی سے اور پھول کا وجود اس کی خوشبو سے ہے لیکن ۔ محبت اپنا وجود آپ ہے اپنا ثبوت آپ ہے محبت ایک ایسی بوند کی مانند ہے جو پتھر میں بھی چھید کر ڈالتی ہے محبت انسانیت کی معراج ہے۔

کہتے ہیں لوگ حسن پرستی گناہ ہے

ہم کو تو اس گناہ نے انساں بنا دیا

محبت ایک فطری جذبہ ہے جو رنگ و نسل کی جگہ قید میں نہیں آتا یہ جذبہ نیلے سمندروں اور آسمانی فضاؤں میں اڑتی ہوئی فاختاؤں کی طرح معصوم اور ہمہ گیر ہے۔

جبکہ۔ مشہور عالم فلسفی حکیم بوعلی سینا کا دعویٰ ہے کہ عشق مجردات' فلکیات ' عنصریات ' معدنیات ' و حیوانات سب میں پھیلا ہوا ہے یہاں تک کہ علماء ریاضی نے کہا ہے کہ اعداو متحابہ بھی ہوتے ہیں یعنی اعداو میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ اصحاب عدو یعنی فیشا غورث اور اس کے اتباع کہتے ہیں کہ اس خاصیت کی عجیب تاثیرات ہوتی ہیں جن کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔ تو گویا معلوم ہوا کہ کائنات کی بقا محبت میں ہے۔ کائنات کی ہر شئے کا دار و مدار محبت ہے

محبت نہ ہوتی تو مٹ جاتا دنیا کا نشان
عالم لاہوت تا بہ ملکوت و زمین پہ انساں
جبروتی و قہاری نہ ہوتی نہ ہوتا انساں
مثل ماہی بے آب نہ عاشق ہی تڑپتا نہ صاحب عرفاں

حق تو یہ ہے کہ

محبت یوں تو کہنے کو بلائے ناگہانی ہے
محبت ہی سے لیکن آدمی کی زندگانی ہے
محبت کی عظمت کہاں تو نے جانی
محبت سے ہوتے ہیں پتھر بھی پانی
محبت تو میرے خدا نے بھی کی ہے
محبت سے بڑھکر عبادت نہیں ہے

محبت سنت الٰہیہ ہے کیونکہ۔

کنت کنز مخفیا فاحبب ان اعرف

محبت سب سے پہلے اللہ جل مجدہ الکریم نے کی محبت فعل خداوندی سنت الٰہیہ ہے محبت عبادت ہے محبت ہی محبت ہے عبادت ہی محبت ہے ریاضت کرے جو کوئی وہ ہی محبت ہے ریاضت ہی طریقت ہے طریقت ہی عبادت ہے پس عبادت و طریقت و ریاضت ہی حقیقت ہے اور حقیقت ہی محبت ہے محبت ایک عظیم نعمت و اعلیٰ تحفہ ہے محبت ایک زندگی ہے صد سالہ زندگی ایک طرف اور محبت کا ایک لمحہ صد سالہ زندگی سے بہتر ہے

یک زمانہ محبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء سے مراد جن سے محبت کی جائے یعنی جائے حب حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں۔

ایک رائی کے برابر محبت اس ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے جس میں محبت اور چاہت کی آمیزش نہ ہو

محبت ازل سے ہے اور ابد الاباد تک رہے گی۔

محبت کو زوال نہیں دائمی ہے۔ آفاقی ہے

محبت نہ ہوتی تو مٹ جاتا دنیا کا نشان
عالم نہ ہوتے لاہوت تا بہ ملکوت و زمین پر انسان
جبروتی و قہاری نہ ہوتی نہ ہوتے انسان
مثل ماہی بے آب نہ عاشق ہی تڑپتا نہ صاحب عرفان

یہ زمین یہ آسمان یہ خوبصورت وادیاں یہ مرغزار و یہ چمن یہ کوہسار و دمن یہ سحر و ماہ یہ سیارگاں لہراتے کھیت یہ وادیاں رنگ برنگ پھولوں کی یہ

کیاریاں یہ حسین مناظر یہ بستیاں یہ حسین چہرے زرق - برق ہستیاں یہ بیاباں و صحراو دھن یہ خیاباں سبزہ و چمن یہ رخ زیبا یہ پیراہن یہ حسین چہرے یہ گلبدن یہ ابروباد و رعد وبرق یہ زندگی زرق و برق یہ برو بحر یہ آب رواں رواں ' دواں ' یہ عمر رواں جسم میں یہ روح رواں علم ہے بحر بیکراں

یہ سب کچھ نہ ہوتا گر نہ ہوتا حب جاناں **لولاک لما خلقت الافلاک** تخلیق کائنات میں بھی محبت ہے آسمان کی بلندیوں میں بھی محبت زمین کی پستیوں میں بھی محبت ہے۔

مجھے پستیوں سے کچھ گلہ نہیں کہ ملیں ہیں ان سے بلندیاں
میرے حق میں دونوں مفید ہیں گو نشیب ہو یا فراز

مہرو ماہ کی روشنی میں بھی محبت ہے آفتاب و مہتاب کی بناوٹ میں بھی محبت ہے۔

میری طرح مہر وماہ بھی ہیں آوارہ
کسی محبوب کی کرتے ہیں یہ بھی جستجو

سیاروں کی چمک دمک میں بھی محبت ہے کواکب کی سجاوٹ میں بھی محبت ہے ہواؤں ' صحراؤں میں بھی محبت ہے سمندر کی گہرائیوں میں بھی محبت ہے کوہساروں ' آبشاروں میں بھی محبت ہے۔ دریاؤں کے طلاطم میں بھی محبت ہے ــــ دریا کی روانی میں بھی محبت ہے سمندر کی جولانی میں بھی محبت ہے دریا سمندر کے وصال میں بھی محبت ہے

جو مل جاتے ہیں دو دریا
تو ہو جاتا ہے سنگم بھی
جب مل جاتے ہیں دو دل
تو ہو جاتا ہے سنگم بھی

یہ حسرت رہ گئی دل میں
کہ آجائے تو ہو جائے سنگم بھی

جملہ خیال و احوال میں بھی محبت ہے گل قدس کی پتیوں کی نزاکت میں بھی محبت ہے گلشن کی زیبائش میں بھی محبت ہے گلاب کی رنگت میں بھی محبت ہے بلبل کے ترنم میں بھی محبت ہے پھولوں کی لطافت میں بھی محبت ہے کلیوں کے تبسم میں بھی محبت ہے شبنم کے قطروں میں بھی محبت ہے قمری کی بے قراری میں بھی محبت ہے بلبل کی آہ و زاری میں بھی محبت ہے بلکہ بلبل نے کہا

؎ غنیمت ہے گر موت آجائے زماں
کہ جی کے ہم ان کے سوا کیا کریں گے ؟

شمع کی خاموشی میں بھی محبت ہے پروانہ کے جلنے میں بھی محبت ہے

؎ کچھ سوچ کے شمع پہ پروانہ جلا ہو گا
شاید اسی جلنے میں جینے کا مزہ ہو گا

تو میرا مشورہ ہے کہ

یا تو قمری و بلبل کی آوارگی کی شورش پا لے
یاتو شمع کی خاموشی و سوزش پا لے
آنسوؤں کو آنکھوں کی وسعت نہ ملی تو
دل کے گوشے ہی میں اٹھنے کی حقیقت پا لے

میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں پیار کروں پھولوں سے نہیں یہ تو بہت جلد مرجھا جاتے ہیں روشنی سے نہیں اس میں اندھیروں کا درد چھپا ہوا ہے چاند سے نہیں یہ تو تنہا چھوڑ کر ڈوب جاتا ہے سورج سے نہیں اس میں تپش ہے زندگی سے نہیں یہ تو بڑی مختصر سی ہے کیونکہ جب زندگی کو سمجھنے کی

کوشش کرتے ہیں تو یہ ختم ہو جاتی ہے جان سے نہیں یہ تو بڑی بے وفا ہے شبنم سے نہیں یہ تو چھونے سے ختم ہو جاتے ہیں ہاں ہم کو پیار صرف انسانوں سے کرنا چاہیئے نہیں نہیں بلکہ محسن انسانیت ﷺ سے کیونکہ جب ہم محسن کائنات ﷺ سے پیار کریں گے تو ہمیں سکون حاصل ہو گا اور اس دنیا میں سکون قلب سے بڑھکر کیا چیز ہے ---- یہ نصیب ہو جائے تو سمجھ لیں کہ ہم نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے

بلکہ پیار کرو کس سے؟

تاریکی سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کی زلفیں سیاہ ہیں۔

چاند سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کے چہرے کا عکس ہے۔

گلاب سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کے لبوں کا لمس ہے۔

موتیے سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کے دانت جیسے ہیں۔

کاجل سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کی نگاہوں کا زیور ہے۔

صبر سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کو پسند ہے

ستاروں سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کے لئے چمکتے ہیں۔

خاک طیبہ سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کے تلوؤں کو چوما ہے۔

خوشبو سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کے سانسوں کی مہک ہے۔

چمن سے پیار کرو۔ کیونکہ محبوب ﷺ۔ کی مسکراہٹ کا اثر ہے۔

شبنم سے پیار کرو کیونکہ محبوب ﷺ کی نگاہوں سے گرے ہوئے موتیوں جیسے ہیں۔

مزید تفصیل ہماری کتاب محب و محبوب میں ملاحظہ فرمائیں

بلکہ آیئے محبت اس سے کریں

- جسے موت نہیں آتی
- جس کا حسن ماند نہیں پڑتا
- جو ناز دِکھاتا نہیں ' ناز اٹھاتا ہے
- جو گفٹ لیتا نہیں ' دیتا ہے
- جس کی کشش قریب جانے سے بڑھتی ہے گھٹتی نہیں
- جس سے محبت کرنے سے ذلت و رسوائی نہیں عزت و بڑھائی ملتی ہے
- جس سے محبت کرنے سے آدمی ساری دنیا کا محبوب بن جاتا ہے۔

آؤ ایسے محبوب حقیقی کو تلاش کریں۔

تو ہم قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

کیونکہ قرآن کریم ہی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن کریم فرماتے ہوئے۔ راستہ متعین کرتا ہے

" و الزین امنوا اشد حبا للّٰہ "

" ایمان والے اپنے رب سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ "

دوسرے مقام پر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

" و ما خلقت الجن و لا نس الا لیعبدون "

" جن و انس کو اللہ تعالٰی نے صرف اور صرف اپنی محبت کے لئے پیدا فرمایا۔ "

لفظ " انسان " پر اگر غور کیا جائے تو۔ لفظ " انسان " یا تو انس میں سے ہے۔

نوٹ اب تک تو ہم صرف لفظوں سے الجھتے ' کھیلتے رہے۔ اب اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں۔

یا نسیان میں سے ۔ یعنی انسان وہ ہے جو انس یعنی محبت کرے ۔ یا محبت میں سوائے محبوب کے سب کچھ بھول جائے ۔ ظہوری نے کیا خوب کہا۔

ے شدہ است سینہ ظہوری پُر از محبت یار
برائے سینہ اغیار در دلم جا نیست

بڑا محبت بھرا نکتہ بیان کر گیا ۔ وہ کہتا ہے کہ جس دل میں محبوب جلوہ آرا ہوں اس دل میں اغیار کی محبت تو درکنار ان کی دشمنی بھی جگہ نہیں پا سکتی کہ دشمنی بھی تعلق کی ایک صورت ہے ۔ اللہ اکبر ! یہ ہے کمال محبت کہ خانہ دل میں محبوب کے سوا کوئی نہ ہو اور سید ابن فارض فرماتے ہیں ۔

ے و لو خطرت لی فی سواک لساعته
علی خاطری سهواً حکمت بردتی

یعنی اگر کبھی میرے دل میں بھول کر بھی دوسرے کا خیال آ جائے تو میں اپنے مرتد ہونے کا حکم دے دوں ۔ یعنی کامل الایمان بلکہ انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو اب ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے پیدا ہو اور سچی اور حقیقی محبت کا معیار کیا ہو گا ۔ کیونکہ کسی سے محبت ہونے کے کچھ وجوہات ہوتے ہیں ۔ مثلاً کبھی کسی کی شکل و صورت دیکھ کر، کبھی حسن و جمال دیکھ کر کسی کے ناز و ادا دیکھنے سے کسی کے افعال و اعمال سے، کسی کے حسن گفتار سے، کسی کے عزت و وقار سے، کسی کے کمالات و کرامات کو دیکھ کر انسان دیوانہ و مستانہ وار دام محبت کا شکار ہو جاتا ہے ۔ لیکن ذات باری تعالیٰ کی ذات و صفات کا ادراک قوائے انسانی سے بالاتر ہے ۔ نہ کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتی ہے ۔ اور نہ ہی کوئی کان کلام الٰہی سننے کی

ا ۔ تفصیل ہماری کتاب حقیقت انسان میں ۔ ۲ ۔ روح المعانی ۔ تفسیر کبیر

طاقت رکھتے ہیں ۔ تو محبت کیسے پیدا ہو ؟ تو لازما انسان کا ذہن کسی وسیلے واسطے کی طرف مائل ہو گا ۔ اور تلاش کرے گا ۔ تاکہ وہ اپنے خالق مالک رب کی محبت سے آشنا ہو سکے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت عطا کرنے کے لئے جو وسیلہ اور واسطہ بنایا ہے اس کا نام (نبوت و رسالت) ہے

اس لئے نبی اللہ کے بغیر کوئی شخص رب قدیر کی محبت سے آشنا نہیں ہو سکتا ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

" قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم "

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے

لوگو اگر تم اللہ کریم کے ساتھ محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو ۔ تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ۔ اللہ تعالیٰ کریم بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے

یعنی اے محبوب حقیقی کے متلاشیو ۔ اگر تم محبوب حقیقی کے ساتھ محبت کا رشتہ جوڑنا چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو ۔ اطاعت بغیر محبت کے ناممکن ہے ۔ یعنی میرے ساتھ محبت کرو ۔ جب تم میرے ساتھ محبت کرو گے ۔ میرا رب (محب) تمہارے ساتھ محبت کرے گا (تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا)

تمہارے تمام گناہ بخش دے گا ۔ (تمہاری ظاہری باطنی میل کچیل کی طرف نہیں دیکھے گا)

اور میرا رب (محب) بڑا کریم بخشنے والا ۔ رحم فرمانے والا ہے ۔ (بہت محبت فرمانے والا ہے)

۱۔ آل عمران ۳۱

اے انسان تو احساس پیدا کر لے کہ تیرا رب تجھے محبت سے دیکھ رہا ہے۔ ۱۔ سبحان اللہ۔ واہ کیا مقام مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جب یہود نے محبوب کریم ﷺ کا دامن پاک چھوڑ کر یہ دعویٰ کیا کہ ہم اولاد انبیاء ہیں اور خدا کے مقرب و محب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ﷺ اعلان فرما دو۔ اللہ کی محبت کا دم بھرنے والو۔ جب تک میرے محبوب ﷺ کی غلامی کا پٹہ گلے میں نہیں ڈالو گے۔ تم میرے محبوب نہیں بن سکتے ہاں جو میرے محبوب ﷺ کی غلامی اطاعت ' محبت ' کرے گا ہم اس کے گناہ بھی معاف فرما دیں گے اور محبت بھی کریں گے۔

۲ محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ جل مجدہ الکریم نے بیش تر مقامات پر محبوب کریم ﷺ کو واسطہ و وسیلہ بنا کر مخلوق سے خطاب فرمایا مثلاً۔

۱۔ قل من کان عدوا لجبرایل فانہ الخ

اے محبوب ﷺ ان سے فرما دو کون ہے جبرائیل امین کے ساتھ دشمنی بغض رکھنے والا

دوسرے مقام پر فرمایا۔

۲۔ قل صدق اللہ الخ

اے محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **۳۔ قل تعالوا الی کلمۃ الخ**

۴۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

۱۔ کسی اہل نظر کا فرمان ۔ ۲۔ ﷺ

اے محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ اے لوگوں مجھے اللہ تعالیٰ نے تم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

۵۔ **قل یا ایها الکفرون لا اعبد ما تعبدون**

اے محبوب ﷺ آپ فرما دیں میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو

۶۔ **قل هو اللّٰه احد**

اے محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے

۷۔ **قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه**

اے محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ اگر اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ محبت کرو۔ قابل توجہ ہے یہ بات کہ اللہ جل مجدہ الکریم قادر مطلق ہو کر محبوب ﷺ کے واسطہ وسیلے کے بغیر بندے کے ساتھ کلام نہیں کرتے تو بندہ کس باغ کی مولی ہے کہ محبوب ﷺ کو چھوڑ کر ڈائریکٹ اللہ کریم کے ساتھ ملے یا گفتگو کرے یا محبت کرے۔

نوٹ۔ چند آیتوں کا خلاصہ تحریر کیا۔ بطور نمونہ۔ وگرنہ تمام قرآن حضور ﷺ کے واسطہ و وسیلہ سے ہے قرآن ' رمضان ' بلکہ خود رحمان اور رحمان کی تمام نعمتیں حضور ﷺ کے توسل سے ہمیں ملیں ذرا غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

" **فانی قریب** "اور" **من حبل الورید** "

یعنی اے بندے میں تیرے قریب ہوں اتنا قریب کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب۔ اور " **اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ فلیستجیبوا لی** "

جب مجھے کوئی پکارتا ہے تو سنتا ہوں میں جو کوئی مانگتا ہے عطا کرتا ہوں میں لوگو

مجھ سے مانگو۔ سوال کرو۔ بندے نے کہا۔ یا اللہ میں گنہگار ہوں۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔

" قل یا عبادی الزین اسرفواعلیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ"

" اے محبوب ﷺ فرما دو میرے بندوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ کہ اللہ کریم کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

دوسرا معنیٰ عشقی و حقیقی۔ اے محبوب ﷺ اپنے غلاموں سے فرما دو۔ اللہ کریم کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ میرا رب بڑا کریم و رحیم ہے"

اللہ جل مجدہ الکریم اپنی رحمت سے گنہگار بندوں کو بخشنا چاہتے ہیں اور یہ تعلق اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے گنہگار بندوں کے مابین ہے۔ اور محبوب کریم ﷺ کو فرمایا جا رہا ہے۔ " قل " محبوب ﷺ آپ فرما دیں ان سے۔ یعنی میرے بندوں ' اپنے غلاموں سے ' بات اللہ اور بندے کے درمیان ہے۔ گناہ بندے نے کیا۔ بخشنا رب چاہتا ہے۔ غلطی بندے نے کی اور معاف رحمان کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اللہ کریم درمیان میں محبوب کریم ﷺ کو ڈالنا چاہتے ہیں۔ فرمایا۔

" قل یا عبادی"

اے محبوب ﷺ گناہ میرے بندوں نے کیا میں انھیں بخشنا چاہتا ہوں اب تو انھیں کہہ دے اے میرے غلاموں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا

توجہ طلب ہے یہ بات۔ کہ اگر اللہ کریم صرف **یا عبادی الذین الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ** فرما دیتے یعنی لفظ " قل " ارشاد نہ فرماتے مضمون تو تب بھی مکمل تھا۔ بات تو براہ راست بندے کے ساتھ بھی ہو سکتی تھی۔ تو " قل " کیوں فرمایا ؟ ناداں ذرا سوچ۔ وہ قادر مطلق ہو کر جب بندے پر لطف و کرم فرماتا ہے تو پھر " قل " فرما کر اپنے

پیارے محبوب ﷺ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان ڈال رہا ہے
۔ جب وہ حاکم مطلق اپنے محبوب ﷺ کو درمیان میں ڈال کر واسطہ بنا
رہا ہے تو تجھے کس نے حق دیا کہ وہ تو درمیان میں لا رہا ہے اور تو ہٹا رہا ہے
۔ رب لوگوں کو بخشنا چاہتا ہے۔ مگر فرماتا ہے۔ "قل" محبوب ﷺ
کہہ دے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے۔ کہ بخشش کے خزانے لٹاتا ہوں اور
لٹائے جا رہا ہوں، مگر اپنے محبوب ﷺ کے واسطے سے۔ تاکہ بخشش
مانگنے والے کو خبر ہو جائے۔ کہ بخشش تو ملتی ہے مگر محبوب ﷺ کے
واسطہ سے نعمتیں ملتی ہیں مگر محبوب ﷺ کے در سے اور اے محبوب
ﷺ۔ اعلان فرما دے کہ

واللہ یعطی انا قاسم۔ "اللہ مجھے عطا کرتا ہے۔ اور میں تقسیم کرتا ہوں"
اے لوگوں اگر کچھ لینا چاہتے ہو تو دہلیز محبوب ﷺ پہ آ جاؤ اس لئے کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اور یہ بھی ارشاد فرمایا

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من تبعنی

اے محبوب کریم ﷺ آپ ان سے فرما دیں یہ میرا راستہ ہے میں
تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ جس نے میری اتباع کی وہ بصیرت والا
ہے یعنی میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملانا چاہتا ہوں۔ جس نے میری اتباع کی (
مجھ سے محبت کی) اس نے اللہ تعالیٰ کو پالیا۔ نکتہ عشق محبوب یہی چاہتا ہے
کہ چاہنے والا صرف اسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے۔ لیکن دنیائے عشق و

سورۃ یوسف۔

محبت کا یہ اعجوبہ ہے کہ محبوب حقیقی اللہ جل مجدہ الکریم یہ چاہتا ہے کہ اس کا چاہنے والا اس کے محبوب کو چاہے اور چاہت کے صلے میں خود اس کا محبوب بن جائے، سبحان اللہ!

آیتہ کریمہ یحبببکم اللّٰہ میں اس رمز محبت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

ہاں ۔ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالٰی کے آگے جھکنا کچھ اتنا مشکل نہیں۔ مشکل یہ ہے کہ جس کے آگے وہ جھکائے اس کے آگے خوشی خوشی جھکا جائے۔ ابلیس یہ راز توحید سمجھ نہ سکا اور اسی آزمائش محبت میں مارا گیا۔ راز توحید سراسر عشق ہے۔ توحید خالص یہی ہے کہ اس کے آگے اس طرح جھکے کہ جہاں وہ جھکائے، جھکتے چلے جایئے

بمصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باؤ نہ رسیدی تمام بو لہبی است

اس لئے کہ!

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اور

محمد کی محبت مرد مومن کی ضرورت ہے
محمد کی محبت دین و ملت کی حقیقت ہے
محمد کی محبت رب کعبہ کی محبت ہے

سورۃ آل عمران۔

محمد کی محبت موجب تحصیل جنت ہے
محمد کی محبت فرض سے بڑھ کر ہے
محمد کی محبت سے بشر کی قدر و قیمت ہے
محمد کی محبت نے دلوں کو روشنی بخشی
محمد کی محبت سے گلوں کی زیب و زینت ہے

اس لئے دوستو!

رہو لوگو محمد کی مگن میں
محبت ہی محبت ہو بدن میں
محمد ہے رسول رب کعبہ
محمد کی ہے خوشبو ہر زمن میں

○

محمد سے لوگو محبت کرو
محمد کی سنت پہ ہر دم چلو
رہو محو حسن محمد مگر
کسی غیر کو دل میں رہنے نہ دو
علوم و فنون لے کے جبرائیل سے محمد کی پھر نعت و مدحت کہو

اور

جس کا حسن اللہ کو بھا گیا ایسے پیارے سے محبت کیجئے

کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ

جس نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔

اور **فاتبعونی یحببکم اللہ**

جس نے محبوب ﷺ کی اتباع کی وہ میرا محبوب بن گیا

اطاعت اور اتباع میں فرق

اطاعت کہتے ہیں۔ حکم ماننے کو۔ یعنی جس نے محبوب ﷺ کا حکم مانا اس نے میرا ہی حکم مانا اور اتباع کا معنی ہے محبت کرنا۔ یعنی جس نے محبوب ﷺ سے محبت کی اس نے میری محبت کو حاصل کر لیا اتباع! کی لغوی تشریح کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی نے بڑی عمدہ بات کہی ہے

فرماتے ہیں۔ " **والتبیع خص بو البقر اذا تبع امه** " کہ گائے کے بچھڑے کو عربی زبان میں تبیع اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ افراط شوق سے اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

اس میں اشارہ ہے کہ اتباع وہ عمل ہے جس میں ناگوار اطاعت کے بجائے اطاعت میں خوشگواری کی کیفیت حاصل ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آفسر اپنے نائب قاصد کو حکم دیتا ہے کہ فلاں چیز ابھی لے کر آؤ۔ نائب قاصد کڑکتی دھوپ اور جھلس دینے والی گرمی میں انتہائی ناگواری کے ساتھ محض اپنی نوکری کو بچانے کے لئے حکم کی تعمیل بجا لاتا ہے۔ دوسری طرف ایک معلم اپنے سعادت مند شاگرد کو بلا کر کسی چیز کے لانے کے لئے کہتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ گرمی بہت سخت ہے ذرا موسم ٹھیک ہو جائے تو سہولت سے یہ چیز لے آنا۔ لیکن سعادت مند شاگرد جھلنے والی گرمی اور کڑکتی دھوپ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے محض استاذ صاحب کی ضرورت کو پیش نظر

المفردات

رکھتے ہوئے فرط سعادت سے دوڑتا ہوا جاتا ہے اور پسینے میں شرابور لیکن پوری قلبی طمانیت کے ساتھ مطلوبہ شئے لا کر استاذ صاحب کی خدمت میں اپنی آنکھوں میں غنچہ ہائے سعادت نچوڑ کر نہایت ادب و شائستگی سے پیش کرتا ہے۔ پہلی صورت میں ناگواری کے احساس کے ساتھ مطلق اطاعت ہے جبکہ دوسری صورت سعادت اور خوشگواری کے جذبہ سے سرشار ہو کر اطاعت بجا لاتا ہے اور اس کو اتباع کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے محبوب کریم ﷺ کے اتباع کی تلقین میں یہی حکمت کار فرما ہے گویا حب الٰہی کے حصول کے لئے اتباع رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ کے لئے عشق رسول ﷺ اور عشق محبوب کریم ﷺ ایک ایسا ذریعہ اور وسیلہ ہے جو مومن کی دنیوی اور اخروی سعادتوں اور کامیابی و کامرانی کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔

لقد كان لكم فى رسول اللّٰه اسوة حسنة لمن كان يرجو اللّٰه واليوم الاخر و ذكر اللّٰه كثيراه

یعنی اطاعت حکم ماننے کا نام ہے اور اتباع تعلق حُبی و عشقی کا نام ہے۔

کیا اطاعت کے لئے تعلق عشق کا ہونا ضروری ہے؟

اس امر کی وضاحت کرنے سے قبل مناسب ہے کہ مختصر سے طور پر عشق اور حب کے مفہوم اور ان کے باہمی فرق و امتیاز کو واضح کیا جائے

عشق کا مفہوم

عشق کے لغوی معنی ہیں کسی شے کے ساتھ دل کا وابستہ ہو جانا۔

۱۔ الاحزاب ۲۱۔

المنجد میں ہے۔ عشق عشقا و معشقا... تعلق بہ قلبہ۔
چنانچہ عشق بالشئی کے معنی ہیں لصق بہ۔ (وہ اس کے ساتھ چمٹ گیا)
عشق و محبت کے الفاظ اکثر ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔
لیکن اہل زبان نے ان میں فرق کیا ہے کہ محبت شدت اور محویت میں ڈھل جائے تو اسے عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (**العشق افراط الحب و یکون فی عفاف و دعارۃ**)
ابن منظور نے لسان العرب میں اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے

العشق فرط الحب بالمحبوب یکون فی عفاف الحب و دعارتہ

عشق، محبت کی زیادتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عشق محب کا محبوب کے ساتھ والہانہ شغف ہے
جو محبت کی پارسائی اور غیر پارسائی دونوں طرح ہو سکتا ہے۔
ابن منظور نے عشق و محبت کا موازنہ کرتے ہوئے احمد بن یحیٰی کے حوالے سے لکھا ہے۔

و سئل ابو العباس احمد بن یحیٰی عن الحب والعشق ایھما احمد؟ فقال الحب لان العشق فیہ افراط۔

احمد بن یحیٰی سے جب پوچھا گیا کہ عشق و محبت دونوں میں کون زیادہ قابل ستائش ہے؟ تو انہوں نے کہا! "حُب" کیونکہ عشق میں انسان حد افراط کو پالیتا ہے۔
ابن منظور نے اس افراط و زیادتی کی توجیہ یہ پیش کی۔

وسمی العاشق عاشقا لانہ یذبل من شدۃ الھوی کماتذبل العشقۃ اذا قطعت، والعشقۃ شجرہ تحضر ثم ذدق و تصفر

یعنی عاشق کو عاشق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ شدت آرزو اور محبت سے دبلا پتلا

ہوتا جاتا ہے جیسا کہ ایک جھاڑی " **العشقة** "جب اسے کاٹ دیا جائے تو پتلی ہو جاتی ہے اور " عشقہ " وہ پودا ہے جو سر سبز و شاداب ہوتا ہے لیکن پھر پژمردہ ہو جاتا ہے اور زرد پڑ جاتا ہے اگرچہ زبان و ادب میں لفظ خُلق کی طرح لفظ عشق بھی اچھے اور برے دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے لیکن اکثر یہ دونوں الفاظ اچھے معنوں میں ہی استعمال ہوتے ہیں!

چنانچہ خُلق کا مذموم پہلو بیان کرتے ہوئے اہل زبان سوئے خُلق " یا خُلقِ بد " کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور عشق کا مذموم پہلو بیان کرنے کے لئے " ہوس " کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور لفظ عشق کامل وابستگی کے مثبت پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ تو بس عشق کے دلدادہ ہیں۔ ان کی نگاہ میں عشق وہ بادۂ جانفزا ہے جس سے ہاتھ کی لکیریں رگ جاں ہو جاتی ہیں۔ کیف و مستی اور جذب و شوق نہ ہو تو ان کے نزدیک من کی دنیا آباد ہی نہیں ہوتی۔ دل کی ایک مستانہ لغزش ان کے ہاں رشک صد سجدہ نظر آتی ہے۔ علم و عشق کے عنوان علامہ مرحوم نے جو نظم لکھی ہے اس کا حسب ذیل بند ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے

عشق کی گرمی سے ہے معرکہ کائنات
علم مقام صفات ، عشق تماشائے ذات
علم سکون ثبات ، عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال ، عشق ہے پنہاں جواب
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

علم کا تعلق عقل سے ہے تو عشق کا دل سے۔ " عقل و دل " کے

عنوان سے شاعر مشرق نے ایک مکالمہ پیش کیا ہے عقل اپنی برتری کا احساس دلاتی ہے۔ لیکن دل اس کی عظمت و احترام کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی فوقیت ان الفاظ میں ثابت کرتا ہے۔

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا جو' خدا نما ہوں میں
علم کی انتہا ہے بے تابی
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں
شمع تو محفل صداقت کی
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں
تو زماں و مکاں سے رشتہ بپا
طائر سدرہ آشنا ہوں میں
کس بلندی پہ ہے مقام میرا
عرش رب جلیل کا ہوں میں

علامہ اقبال کی نظم "محبت" کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک یہ پوری کائنات بس عشق و محبت کے دم قدم سے ہی آباد ہے۔ یہ عشق کا جذبہ ہی ہے جو دل کو سوز و گداز سے لذت آشنا کرتا ہے۔ اور یہ سوز و گداز روحانی زندگی کی جان ہے اسی سے روح پرور نغمے ابھرتے ہیں۔
حضرت بلال کے حضور ان الفاظ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں

اذان اول سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ بنی

گویا یہ عشق کا ہی جذبہ اور فیضان ہے۔ جو روح کو گرماتا ہے' دل کو تڑپاتا ہے' آواز میں سوز اور مستی کی ایک نشاط آفریں کیفیت پیدا کرتا ہے۔

ہوش کا دارو ہے گویا مستی تسنیم عشق

لیکن یہ عشق اس عشق سے یکسر مختلف ہے جو ہوس کی ارتقائی صورت ہوتی ہے' جو درحقیقت عشق نہیں ہوتی لیکن عشق کا روپ دھار لیتی ہے۔ اس کا اثر محض وقتی اور عارضی ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ اثر زائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ورنہ عشق حقیقی تو ہمیشہ پائندہ اور تابندہ ہوتا ہے۔
بقول مولانا روم!

زانکہ عشق مرد گان پائندہ نیست
چونکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست

اور

عشق آن زندہ گزیں کو باقی است
وز شراب جاں فزانت ساقی است

اور

عشق مے بخشد حیات جاوداں
عشق باشد زندگی عاشقاں
عشق خاصۂ انبیاء و اولیاء است
در حقیقت عشق ذات کبریاء است
گر نبودے عشق کے بودے جہاں
عشق آمد باعث کون و مکاں

یعنی یہ عشق حقیقی ہی ہے جو انسان کو اعلیٰ ارفع مقام پر لے جاتا ہے اور انگارۂ خاکی کو بال و پر روح الامین عطا کرتا ہے

چنانچہ اللہ مجدہ الکریم نے اپنی شدید محبت کو

والذین امنوا اشد حباللّٰہ

کے ارشاد میں مومن کے ایمان کا نشان قرار دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس سے عشق ہو انسان کے لئے اس کی بات ماننا آسان ہو جاتا ہے۔ وہ تعمیل کے لئے سرگرم اور مستعد نظر آتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے عشق ہے تو اس کے احکام کی اطاعت آسان ہو جاتی ہے اور اگر محبوب کریم ﷺ سے عشق ہے تو ان کے فرامین متابعت سہل ہو جاتی ہے۔

گویا عشق حقیقی کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے محبوب کے ساتھ والہانہ محبت اظہار کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و فرامین کی بے چون و چرا تعمیل کرے۔

قرآن کریم نے (جو خزینہ معرفت و بصیرت ہے) انسان کو عشق کی وادی میں یونہی دھکیل نہیں دیا بلکہ گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے اسے متعین راستہ بھی بتا دیا ہے۔ تاکہ وہ جادہ منزل عشق سے بھٹکنے نہ پائے۔

چنانچہ! اللہ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا۔

" قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ "

اے محبوب ﷺ فرما دیجئے! اگر واقعی تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا = اور اتباع اطاعت کا وہ درجہ ہے کہ تعمیل ارشاد مجبوراً نہ ہو بلکہ برضا و رغبت انجام پائے اور یہ رضا و رغبت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ جب محبوب سے محبت اور کامل وابستگی حاصل ہو۔ اسی لئے قرآن کریم نے حب الٰہی کے ساتھ حب رسول ﷺ کی تلقین بھی فرمائی۔

اور ارشاد فرمایا

قل ان کان اباؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیر تکم و اموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا و مسکین ترضونھا

احب الیکم من اللّٰہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لایھدی القوم الفاسقین

اے محبوب ﷺ ان سے فرما دو! کہ تمہارے والدین تمہاری اولاد ' بھائی - بیویاں ' تمارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں - تمہارے کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تمہیں از حد پسند ہیں - اگر یہ تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے راستے میں جہاد سے عزیز ہیں تو انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہنمائی نہیں کرتے - اس آیہ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا انحصار اتباع رسول ﷺ پر ہے اور اتباع رسول ﷺ حب رسول ﷺ پر موقوف ہے اور حب الٰہی اور حب رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار مومن ہی جہاد فی سبیل اللہ میں صحیح معنوں میں حصہ لیتا ہے - اور اپنے معبود و محبوب حقیقی کے مشن کی واقعی تکمیل میں کوشاں ہوتا ہے - گویا عشق الٰہی کا زینہ عشق رسول ﷺ ہے اور جب تک حب رسول ﷺ اپنے کمال پر نہ پہنچے مومن ایمان کامل کی حلاوت سے لذت آشنا نہیں ہو سکتا ہے -

خود نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان مبارک سے اس کی توثیق ہوتی ہے - اور محدثین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا

انت احب الی یارسول اللّٰہ من کل شئی الا نفسی التی بین جنبی -

یارسول ﷺ! آپ مجھے کائنات کی ہر شے سے عزیز ہیں سوائے اس جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے -

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔

لاتکون مومنا حتی اکون احب الیک من نفسک

تو ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں تجھے تیری جان سے بھی عزیز نہ ہو جاؤں حضرت عمر فاروق نے شدت احساس سے اسی وقت عرض کیا۔

والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الی من نفسی التی بین جنبی

اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی یارسول اللہ ﷺ اب آپ مجھے اس جان سے بھی عزیز تر ہیں۔ جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الان یا عمر تم ایمانک

اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوا۔ میزان ایمان۔ یعنی ایمان کی کسوٹی

کائنات سے کٹ کر محبوب سے ٹوٹ کر محبت کرنا

حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں الفاظ ملتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ ۔ لایومن احد کم حی اکون احب ! الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین

کائنات کے مالک و مختار نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کو اس کے ماں باپ اولاد اور

دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

حضرت امیر المومنین عمر فاروق کا قول مبارک

امیر المومین حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک مرتبہ محبوب کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان جو جان پوشیدہ ہے اس کے علاوہ آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔

یہ سن کر محبوب دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اگر ایسا ہے تو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ کتاب ہدایت دیکھ بھیجا آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں یہ سن کر محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا

ان احادیث مبارکہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مومنین کی جماعت کو فرمایا گیا کہ اے ایمان والوں تم غازی ہو' نمازی ہو' حاجی ہو'
لیکن یاد رکھو تکمیل ایمان کے لئے اور اعمال وافعال و اقوال بھی بارگاہ ایزدی میں قبولیت کے لئے تمہارے دلوں میں میری محبت دنیا و ما فیہا سے زیادہ ہونی چاہئے۔ یہ ظاہری اعمال اور اتباع تو تمہارے سامنے مدینہ کے منافق بھی کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں میری محبت نہیں ہے لہذا ان کا توحید اور

۱۔ بخاری شریف کتاب الایمان ۲۔ بخاری شریف' الشفا جلد دوم

میری رسالت کا اقرار اور میری اطاعت سب بے کار ہے سن لو! جب تک میری محبت ماں باپ اور اولاد عزیز و اقارب دوست احباب مال دولت اور اپنی جان غرضیکہ ہر چیز سے زیادہ نہ ہو گی۔ تم کامل مومن نہیں ہو سکتے۔ تمہارا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہو سکتا اس سے مسئلہ بالکل واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں وہی فنا ہو گا جو پہلے نبی کریم روف و رحیم ﷺ کی محبت میں فنا ہو چکا ہو جس سینہ میں محبوب خدا ﷺ کی محبت نہیں وہ سینہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہرگز ہرگز منور نہیں ہو سکتا اللہ جل مجدہ الکریم کی سچی محبت کا معیار آپ کی اطاعت اور تابعیت اور غلامی کا نام ہے

کسی نے کیا خوب کہا!

لو کان حبک صادقا لا طعتہ
ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اپنے محبوب کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگا رہتا کیونکہ محب تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ ﷺ سامان اوست

جزائے محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ متی الساعۃ

یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی

مخبر صادق ﷺ نے فرمایا ما اعددت لھا

تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔

اس نے عرض کیا۔

لا شئی الا انی احب اللہ و رسولہ ﷺ

میرے پاس کوئی عمل نہیں مگر اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے اس صحابی کی بات سن کر فرمایا۔

انت مع من احببت

تجھے اپنے محبوب کی سنگت ضرور نصیب ہو گی یعنی اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو گھبرا مت تجھے میری معیت ضرور حاصل ہو گی۔

تسکین دل و جان!

اٹھتی نہیں ہے آنکھ کسی اور کی طرف
پابند کر گئی ہے کسی کی نظر مجھے

اور

جب سے دیکھا ہے جلوہ تمہارا کوئی آنکھوں میں جچتا نہیں ہے
لاکھ دیکھے ہیں جہاں میں حسن والے کوئی عالم میں تجھ سا نہیں ہے

ایک صحابی محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر خود وارفتگی کے عالم میں اپنے عشق و محبت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

اے میرے آقا ﷺ میں آپ کی ذات اقدس کو دنیا و ما فیھا سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں (نہ مجھے مال سے اتنی محبت نہ اپنے متعلقین سے) جب بھی

آپ کی یاد ستاتی ہے

(اور کچھ بھی نہیں ہوتا تو) آپ کا نورانی مکھڑا دیکھ کر دل مضطرب کو تسکین دے لیتا ہوں لیکن رہ رہ کر یہ خیال دل میں چٹکیاں لینے لگتا ہے کہ آقا مرنے کے بعد یہ کس طرح ممکن ہو سکے گا کیونکہ آپ انبیاء و رسل کے سردار ہونے کی وجہ سے جنت کے اعلیٰ منازل میں ہوں گے۔ اگر مجھے جنت میں بھیجا بھی گیا تو نہ معلوم کہاں ہوں گا۔ میرے لئے وہاں یہ ممکن نہ ہو گا کہ آپ کے دیدار فرحت سے مشرف ہو سکوں۔

تو آقائے کریم ﷺ نے فرمایا

من احبني كان معي في الجنة

جو شخص مجھ سے دنیا میں محبت رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب ' نجدی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

ہاں تو ہم اطاعت اور اتباع کا فرق سمجھ رہے تھے

قارئین کرام کو سمجھنے میں آسانی کے لئے چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں

حضرت عبد اللہ ابن عباس مشہور صحابی ہیں۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس قرآن وحدیث کے بہت بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔

تفسیر و حدیث میں بہت اونچا مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ بچپن ہی سے دینی

۱۔ ترمذی شریف۔ شفا شریف

۲۔ الشفا شریف جلد دوم

کاموں میں دلچسپی رکھتے تھے ۔ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا یہ حال تھا کہ محبوب رب العالمین ﷺ کو دیکھتے رہتے تھے ۔ کہ والی دو جہاں ﷺ راستے پر کیسے چلتے ہیں ۔ کس طرح قدم مبارک اٹھاتے ہیں کہاں رکھتے ہیں، کہاں مڑتے ہیں ۔ پھر جب اسی راستے سے دوبارہ سفر کرنا ہوتا تو راستہ چلنے میں حضور ﷺ کی نقل فرماتے جیسے حضور ﷺ نے قدم مبارک اٹھایا ہوتا ویسے ہی یہ اٹھاتے جہاں حضور ﷺ رکے ہوتے یہ بھی رک جاتے جس طرح حضور ﷺ راستے میں مڑتے تھے ویسے ہی یہ بھی راستے میں مڑ جاتے اس چیز کا نام ہے کامل اتباع

محبوب ﷺ کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے لیے ایک سواری آئی ۔
آپ اس پر سوار ہونے لگے جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا بسم اللہ جب سوار ہوئے تو کہا الحمد للہ ۔ بعد یہ دعا پڑھی ۔

سبحن الزی سخرلنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون

سب تعریفیں اس کے لئے ہیں کہ جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم اس کو قابو میں نہیں کر سکتے تھے ۔ اور یقیناً ہمیں آپ نے رب کی طرف لوٹنا ہے ۔ اس دعا کے بعد کہا **الحمد للہ** اللہ اکبر تین تین بار کہا بعد یہ دعا پڑھی

سبحنک انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت لا یغفر

پاک ہے تو میں تو اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہوں ۔ پس تو میری بخشش فرما بیشک تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے ۔

جب یہ دعا پڑھ چکے تو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے ۔ عرض کیا گیا۔ یا امیر المومنین ! آپ کس وجہ سے ہنسے ؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ یعنی سوار ہونے کے بعد اسی طرح دعائیں پڑھ کر ہنسے تھے ۔ میں نے عرض کیا' یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو کس چیز نے ہنسایا ؟ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' بندہ جب عرض کرتا ہے یا اللہ میرے گناہ معاف فرما دے ۔ تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ گناہ بخشنے والا میں ہی ہوں

؎ تمہیں کیا خبر میں کیوں ہنس رہا ہوں
کسی کی محبت میں کھویا ہوا ہوں
مجھے شادمانی اسی بات کی ہے
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ آقا مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات نماز کی اثار کی اتباع کرتے تھے۔ اور اپنی اونٹنی پر سوار اسی راہ سے گزرتے جہاں سے آقا کی اونٹنی گزری تھی۔ ہر سال حج ادا فرماتے اور وقوف عرفہ میں عین اسی جگہ ٹھہرتے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرتے تھے ۔ اور راستوں اور در و دیوار کو حسرت بھری نگاہوں سے تکتے رہتے۔

مولانا روم مجنوں کے بارے میں فرماتے ہیں !

؎ پائے سگ بوسیدہ مجنوں
خلق گفتہ ایں چہ سود
گفتہ مجنوں گاہے گاہے

این سگ در کوئے لیلیٰ بود

۳۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو معاویہ کے کسی گاؤں میں تشریف لے گئے یہ انصار کا ایک گاؤں تھا آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری اس مسجد میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہاں نماز ادا کی تھی۔ تو آپ سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک نے کہا جی ہاں اور اس کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا منقول ہے کہ صحابہ اکرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے گھروں میں نماز کی ادائیگی کے لئے بلاتے تھے

امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث پاک ذکر کی ہے

کہ عتبان بن مالک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے گھر کسی جگہ پر نماز ادا فرمائیں۔ جب ان کی نظر کمزور ہو گئی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور انکے درمیان سیلاب حائل ہونے لگا۔ محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا

این تحب ان اصل لک فاشار الی ناحیه من بیته فملی فیه فصفو اخلفه

تو کس جگہ چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے نماز ادا کروں۔ انہوں اپنے گھر کی ایک طرف اشارہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں نماز ادا فرمائی۔ صحابہ کرام نے پیچھے صف باندھ لی۔

علامہ آلوسی رحمتہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کو جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد آجاتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار فرحت آثار کے لئے

موطا امام مالک **باب ما جا فی ذکر الدعاء** بخاری شریف کتاب الصلوۃ۔ ۳۔ روح المعانی۔ ۲۲!۳۹

نکل کھڑے ہوتے اور آپ کے مبارک حجروں میں تلاش کرتے۔ امہات المومنین سے عرض کرتے کہ ہمیں محبوب کریم ﷺ کے دیدار کے بغیر چین نہیں آ رہا چنانچہ بعض اوقات ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والا آئینہ لاتیں۔ جب صحابہ پاک اس آئینے کو دیکھتے تو بجائے اپنے آپ کو دیکھنے کے محبوب خدا ﷺ کو جلوہ افروز پاتے۔

روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں

روی ان بعض الصحابه احب انیری رسول ﷺ فجاء الی میحاء الیٰ میمونه فاخرجت له مراته فنظر فیها رسول ﷺ ولم یر صورة نفسه

روایت ہے کہ جب محبوب کریم ﷺ کی یاد بعض صحابہ کو تڑپاتی تو وہ حضرت میمونہ کے ہاں آ جاتے وہ آپ ﷺ کا ذاتی آئینہ اس صحابی کو دے دیتیں جب وہ صحابی اس آئینہ مبارک کو دیکھتا تو بجائے اپنی صورت کے اسے اپنے محبوب کی صورت نظر آتی۔

قاضی عیاض شفا شریف میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کو لے کر ایک جگہ گھما رہے تھے صحابہ کرام نے دیکھا تو پوچھا ابن عمر کیا کر رہے ہو؟ اونٹ کو بغیر کسی وجہ کے چکر دیئے جا رہے ہو

انہوں نے فرمایا! **لا ادری انی رایت رسول اللّٰہ ﷺ فعله ففعلته**

یہ بات تو میں نہیں جانتا البتہ ایک روز آقا کریم ﷺ کو دیکھا تھا کہ اپنے اونٹ کو یہاں گھما رہے تھے میں تو اپنے محبوب کی اداؤں کو پورا کر رہا ہوں مجھے کیا خبر کہ کیا وجہ ہے۔

ارے ایمان والے وجہ کو نہیں جانتے انہیں تو فقط محبوب ﷺ کی

اداؤں سے غرض ہوتی ہے یہی کمال عشق ہے جو ایمان کی بنیاد اصل واساس ہے کاش ہم بھی ایمان کا کوئی سبق صحابہ کرام سے سیکھ لیتے ان سے ہی اسلام کا کوئی درس لے لیتے ان سے ہی آقا دو جہاں ﷺ کے ساتھ تعلق و محبت کا شغف لے لیتے کیونکہ ان سے بہتر سبق اور بہتر اسوہ تو کسی اور کے پاس موجود ہی نہیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا

یعنی اے لوگوں میرے محبوب ﷺ کو ایسے مانو جیسے میرے محبوب ﷺ کے غلاموں (صحابہ نے مانا تو تم راہ ہدایت پر ہو ورنہ گمراہ اور محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **اصحابی کالنجوم فبایهم اقتد یتم اهتدیتم** میرے غلام (صحابہ) مثل نجوم کے ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی ہدایت پا گئے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ پاک اس تعلق محبت کو رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے استوار اور مضبوط تر رکھنے کے لئے کیا کیا جتن کیا کرتے تھے

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار و مشرکین نے عروہ بن مسعود کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ جاؤ اور حضور ﷺ کے ساتھ آئے ہوئے صحابہ کا جائزہ لیکر آؤ کہ ان کے لشکر کی پوزیشن کیا ہے کہ ہم اس قابل ہیں کہ ان مقابلہ کر سکیں

توجہ طلب ہے یہ بات یہ حدیث پاک اس لئے تحریر کر رہا ہوں اگر اس حدیث پاک کے سوا کوئی اور حدیث شریف بیان کرتا تو وہ کسی ایک صحابی کی سنت ہوتی' دو یا تین کی ہوتی۔ لیکن زیر نظر حدیث پاک کم و بیش پندرہ سو صحابہ کرام کی سنت ہے ان میں خلفائے راشدین بھی ہیں۔ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے چالیس صحابہ بھی ہیں۔

بدری صحابہ بھی ہیں ۔ غرضیکہ سب وہ صحابہ ہیں جو آقائے نامدار ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بعیت کر رہے ہیں ۔اور رب کریم فرماتا ہے کہ محبوب! ان کے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں میرا ہاتھ ہے

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق اید یھم

محبوب! (یہ صحابہ) جو تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں (جان لیں کہ تیرے ہاتھ پر نہیں بلکہ) یہ رب کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

یہ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بات ہو رہی جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ کا اعلان کر چکا ہے ۔ ہمیں یہ نکتہ ذھن نشین کر لینا چاہئے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ کُل کائناتِ صحابیت کی متفق علیہ سنت کیا ہے ؟ اور وہ آقائے دو جہاں ﷺ کے ساتھ کس نوعیت کا تعلق رکھتے تھے عروہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ اور ان کے صحابہ کی جائے قیام کی طرف گیا اور دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور تقریباً پندرہ سو صحابہ (مختلف روایات کے مطابق) قطار اندر قطار حضور ﷺ کے گرد اس طرح جھرمٹ بنا کر بیٹھے ہیں جس طرح شمع کے گرد پروانے میں نے دیکھا ۔**واذ توضا کادوا یقتتلون علی وضوئہ**

جب محبوب کائنات ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے ایک ایک قطرہ کے لئے دوڑتے اور لپک لپک کر وضو کے پانی کو سنبھالتے ۔ نبی محترم ﷺ کے وضو کے پانی کا کوئی قطرہ زمین پر گرنے نہ دیتے یہ عاشق انھیں اٹھا لیتے اور ہاتھوں پر لے لیتے

۱۔ سورۃ الفتح ۲۶: ۱۰۔ بخاری شریف جلد اول ص ۳۷۹

وضو کے پانی کے قطرات کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹتے تو اندیشہ ہوتا کہ آپس میں لڑ پڑیں گے یہ محبوب رب العالمین ﷺ کے وضو کے ماء مستعمل کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُسنِ ادب اور وفور محبت کا منظر ہے اب شریعت کا مسئلہ سمجھیں وہ یہ کہ وضو کا پانی ماء مستعمل ہوتا ہے جس کا استعمال مکروہ ہے لیکن عشق کہتا ہے کہ اوروں کے وضو کا پانی بے شک مکروہ ہو گا

لیکن اگر محبوب کریم ﷺ کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے تو وہ کوثر و تسنیم کی طہارتوں اور نظافتوں سے بھی بالا ہے۔

اس کے بعد حضرت عروہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

فواللہ ماتنخم رسول ﷺ نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجھہ وجلدہ

اللہ کی قسم! حضور اکرم ﷺ نے جب کبھی لعاب دہن یا ناک مبارک سے رطوبت نیچے پھینکی صحابہ کرام نے اسے نیچے نہ گرنے دیا۔ دوڑے اسے ہاتھوں میں لیا اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیا۔ ذرا غور فرمائیں! یہ عمل کون کر رہا ہے! ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے ہیں! فاروق اعظمؓ بھی کر رہے ہیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کر رہے ہیں پندرہ سو صحابہ بلکہ کُل کائناتِ صحابیت کر رہی ہے۔ قران مجید کی کسی آیت میں یا حضور ﷺ کے کسی ارشاد مبارک میں یہ مسئلہ موجود نہیں۔ کہ کسی کی تھوک یا ناک کی رطوبت کو منہ پر مل لیا جائے۔ اگر کوئی شخص محبوب کریم ﷺ کی ذات اقدس کے علاوہ کسی اور کے ساتھ ایسا عمل کرے تو اسے آپ یقیناً لطافت و نظافت طبیعت کی نفاست۔ پاکیزگی و طہارت کی منافی

بلکہ جہالت قرار دیں گے۔ لیکن یہ سب کچھ صحابہ کرام اپنے محبوب آقا ﷺ کی تعظیم و تکریم کے لئے کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ منع بھی نہیں فرمارہے۔ اور نہ ہی وحی کے ذریعے اس فعل کو ممنوع قرار دیا جارہا ہے تو معلوم یہ ہوا کہ۔ یہی ایمان ہے یہی ایمان کی روح اور اس کی لطافت ہے یہی اس کی حقیقت اور اس کی لذت ہے جس سے صحابہ کرام بتمام و کمال آشنا تھے عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

صحابہ کرام موئے مبارک کو نیچے گرنے نہ دیتے

اسی طرح عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ میں نے دیکھا کہ محبوب کائنات ﷺ نے داڑھی مبارک کا خط کرایا اور بال مبارک ترشوائے۔ صحابہ کرام نبی آخر الزماں ﷺ کے اردگرد جھرمٹ کی شکل میں گھیرا ڈالے کھڑے ہو گئے۔ حجام بال تراشتا تھا اور صحابہ کرام جولیاں کھول کھول کر محبوب دو جہاں ﷺ کے بال مبارک اٹھائے جاتے۔

قرآن و حدیث پاک کا بار بار مطالعہ کیجئے اور بتایئے! کیا قرآن و حدیث پاک میں کہیں کوئی ایسا حکم آتا ہے؟ کہیں ایسا نہیں ہے ہاں البتہ یہ سب کچھ بتقاضائے ادب و محبت ہے اور صحابہ کرام سراپا عشق و ادب تھے

ذھن نشین کرلی جائے یہ بات۔

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اطاعت نہیں بلکہ اتباع ہے۔ اطاعت حکم

ا۔ بخاری شریف جلد اول

کی تعمیل کو کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما اتکم الرسول فخذ وہ وما نھکم عنہ فانتھوا

میرا محبوب ﷺ جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دیں رُک جاؤ حاکم کائنات ﷺ جس چیز کا حکم دیں وہی کرنا ہے جس شئے سے منع کر دیں اس سے باز آ جانا ہے یہی اطاعت کا مفہوم و مطلب ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ **من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ** یعنی جو کوئی رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یقیناً اسی نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جو رسول خدا ﷺ کا حکم مانتا ہے در حقیقت اللہ ہی کا حکم مانتا ہے۔ لیکن قابل توجہ ہے یہ بات کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اطاعت نہیں ہے کیونکہ حضور پر نور ﷺ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا کہ میرے وضو کے پانی کے قطرے گریں تو زمین پر گرنے سے پہلے انہیں ہاتھوں میں لینا اور برکت حاصل کرنا۔ لعاب دھن پھینکوں تو چہروں پر مل لینا۔ کہیں نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ لیکن اس عمل سے منع بھی نہیں فرمایا۔ یہ سب کچھ محبوب کریم ﷺ کے ساتھ ہوتا رہا۔ پس یہ پندرہ سو صحابہ کی سنت اور محبوب کریم ﷺ اور اللہ جل شانہ کی خوشنودی ورضا لیکن چونکہ حکم نہیں دیا اس لئے اطاعت نہ ہوئی۔ حضور ﷺ کا حکم ماننا اطاعت اور تعمیل میں فنا ہو جانا اتباع ہے۔ اطاعت حد کو چاہتی اور اتباع حد سے گزر جانے کا نام ہے اس لئے فرمایا۔ " فاتبعونی" یہاں اطاعت نہ فرمایا بلکہ اتباع یعنی اے لوگو اگر کمال چاہتے ہو تو محض اطاعت پر نہ رکو اطاعت پر اکتفا نہ کرو بلکہ فنا ہو جاؤ۔ حد سے گزر جاؤ کمال

الحشر (۲۸)

چاہتے ہو تو تعظیم اور ادب رسول ﷺ میں حدیں پھلانگ جاؤ۔ اور حضور ﷺ کی غلامی میں فنا ہو جانا ہی اتباع نصرت کا کمال ہے۔ صحابہ کرام کا یہ عمل لاریب حد سے گزر جانے اور محبت و تعظیم میں فنا ہو جانے والی بات ہے اے امت مسلمہ کے افراد! اگر چاہتے ہو کہ اعمال میں پھر سے بہار آجائے اور دینِ زندگی میں اصل روح، جان پڑ جائے تو واپس اسی ادب محبت کی طرف پلٹ آؤ جس کا سبق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دیا ہے۔ اگر کامل ہدایت و اللہ جل جلالہ کی رضا چاہتے ہو، تو صحابہ جیسا ایمان لے آؤ اور آؤ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ پر عمل کرو

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد هتدوا اگر اس جانب آ گئے تو ایمان زندہ ہو جائے گا ہدایت پا جاؤ گے

اتباع بھی بحال ہو جائے گی۔ اور اطاعت و نصرت کی اثر افرینی بھی۔ اطاعت اتباع میں اس وقت بدلتی ہے۔ جب اس میں فنائیت کا رنگ آجائے۔ اور فنائیت عشق و محبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ایک اور عظیم نکتہ سمجھاتا چلوں۔

جب انساں آقا کریم ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو اسے اللہ کی اطاعت کی صورت میں اس کا انعام ملتا ہے

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ جو کوئی رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرتا اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی اور اگر انسان محبوب کریم ﷺ کی اتباع کرے تو اسے انعام میں اللہ کی محبت ملتی ہے ارشاد ہوتا ہے

فاتبعونی یحببکم اللّٰہ

پس میری اتباع کرو اللہ کی محبت مل جائے گی۔ اتباع کا صلہ محبت ہے۔

اللہ کی محبت اور محبوبیت کا مرکز و محور

اتباع شروع بھی محبت سے ہوتی ہے اور ختم بھی محبت پر

فرمایا قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ

(اے محبوب ﷺ) آپ فرما دیجئے انھیں اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (تب) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو رسول ﷺ کی اتباع کرو نتیجۃً" اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ یعنی مرکز و محور حضور ﷺ ذات اقدس ہے۔ اگر کوئی اللہ کا محب بننا چاہے تو اس کے لئے بھی حضور ﷺ کی اتباع کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی خدا کا محبوب بننا چاہے تو اس کے لئے بھی محبوب کریم ﷺ کی اتباع شرط لازم ہے تو گویا عشق و محبت کا مرکز محبوب کی ذات اقدس ہے۔ ﷺ

مرکز محبت

لی حبیب قرشی مدنی عربی
کہ بود درد و غمش ماینہ شادی و خوشی

میرا محبوب ﷺ قرشی مدنی اور عربی ہے۔ وہ اس قدر جاذب نظر اور

---

۱ سورۃ النساء ۲۔ سورۃ آل عمران

دل نشیں ہے کہ اس کا درد و غم ہزارہا خوشی و شادمانی کا سرمایہ ہے۔

فہم لازش نکنم او عربی من عجمی
لاف یاری چہ زنم او قرشی من حبشی

میں اپنے اس محبوب کے رازوں کو کماحقہ سمجھنے سے عاجز ہوں) کیونکہ وہ عربی ہیں اور میں عجمی ہوں میں اس کے ساتھ اپنی دوستی کی کیا بات کروں) کیونکہ وہ عالی نسب خوب شکل ہے اور میں بد شکل حبشی ہوں

گرچہ صد مرحلہ دوراست زپیش نظرم
جعد فی نظری کل غداۃ وعشی

اگرچہ میرا محبوب میری نظروں سے سینکڑوں میل دور ہے مگر میری وابستگی کا یہ عالم ہے کہ اس کی مشکبو زلفیں رات اور دن ہر وقت میری نظروں میں ہیں

صفت بادہ عشقش زمن مست مپرس
ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

میرے محبوب کے عشق کے شراب کی خوبی مجھ دیوانے سے مت پوچھو۔ خدا کی قسم اس شراب کے لطف کو ہرگز نہ سمجھ سکو گے جب تک کہ پی نہ لو

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات
ضاعف اللہ بہ کل زماں عطشی

اس محبوب کی محبت کے سرچشمہ آب حیات سے سیر اور لاتعلق ہونا میرے لئے ہرگز مناسب نہیں بلکہ خدا کرے میری پیاس میں ہر دم ہر آن اضافہ ہوتا رہے

جامی ارباب وفا جز رہ عشقش نروند
سر مباوت گر ازیں راہ قدم باز کشی

اے جامی سچے عاشق اس محبوب کے عشق میں اضافے کے سوا دوسرا

راستہ اختیار نہیں کرتے خدانخواستہ اگر اس راستے سے قدم پیچھے ہٹے تو پھر موت ہی بہتر ہے۔

محبت اور علامات محبت

میری نماز ہے یہی میرا سجود ہے یہی
میری نظر کے سامنے جلوہ حُسنِ یار ہو

گزشتہ صفحات میں ہم نے محبت کی مختصر تشریح کی ہے تھوڑی سی مزید کر دیتے ہیں۔ مزید شوق رکھنے والے احباب ہماری دیگر کتابوں کا مطالعہ فرمائیں تو عرض ہے۔

محبت غذائے روح ہے اس سے اہل ایمان کی دنیا آباد ہے مقامات رضا میں یہ سب سے بلند اور افضل مقام ہے محبت کے معنی اور اس کی حقیقت کے کشف و بیان میں اہل محبت کی تعبیریں اُور تفسیریں مختلف ہیں۔ در حقیقت اختلاف تعبیرات' اختلاف احوال پر موقوف ہیں۔

مواہب الدنیہ میں بعض محققین سے منقول ہے کہ محبت کی حقیقت اہل معرفت کے نزدیک ایک معلوماتی کیفیت ہے جس کی الفاظ میں تعریف و تحدید نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہر کوئی اسے جان سکتا ہے جب تک کہ بطریق و جدان واردنہ ہو کیونکہ اس کی تعبیر و تشریح الفاظ سے ممکن نہیں ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ جتنی زیادہ وضاحت کی جاتی ہے اتنا ہی مفہوم مخفی ہو جاتا ہے

بعض کہتے ہیں کہ تمام احوال میں محبوب کی موافقت کرنے کا نام محبت ہے اور یہ موافقت ایثار' بخشش اور اطاعت میں ہے۔ بعض کہتے ہیں

کہ محبوب کی خوبیوں میں گم ہو جانے اور اسی کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کا نام محبت ہے

○ حضرت بایذید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی طرف سے جتنا بھی زیادہ ایثار کیا جائے اسے کم تصور کرنا اور محبوب کی طرف سے بخشش کتنی ہی کم ہو اسے بہت زیادہ جاننے کا نام محبت ہے

سچی محبت کرنے والا اگر اپنی ہر اس چیز کو جس پر وہ قدرت رکھتا ہے۔ محبوب پر نچھاور کردے تو اسے کم سمجھتا ہے اور شرمندہ رہتا ہے کہ حق محبت ادا نہ کر سکا۔

جان دے دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزہ ہی نہیں

بلکہ اگر محبوب کی جانب سے کوئی تکلیف آئے تو راحت و خوشی محسوس ہوتی ہے بابا فرید صاحب بطور تمثیل فرماتے ہیں

کہتے ہیں کہ لیلیٰ کا یہ دستور تھا
بھیک دیتی تھی جو آتا تھا گدا
ایک دن مجنوں بھی کاسہ لے کے
در پہ جا پہنچا کہ کچھ للہ دے دے
آئی لیلیٰ سبوں کو کچھ دیا
لے کے مجنوں کے ہاتھ سے کاسہ
زمیں پہ دے مارا ایک بار
مجنوں ہوا رقص سے بے اختیار

لوگوں نے کہا مجنوں خام
رقص کا اس جگہ پہ ہے کیا مقام
بولا ! مجنوں ارے تم میں کوئی عاشق نہیں
عاشقوں کے رمز سے واقف نہیں
یہ جفا ہرگز نہ تھی یہ ناز تھا
یہ بھی محبوب کا ایک انداز تھا

یعنی مشہور ہے کہ ایک دفعہ مجنوں کو خبر ملی کہ لیلیٰ بیمار ہو گئی ہے۔ اور طبیبوں نے اس کی از سر نو صحت یابی کے لئے تازہ خون کی فراہمی کی شرط کو لازم قرار دیا ہے۔ مجنوں کشاں کشاں۔ لیلیٰ کے ہاں پہنچا اور ہر روز مکمل صحت یابی تک اپنا تازہ خون لیلیٰ کو دیتا رہا۔ لیلیٰ نے صحت یابی کے بعد بطور شکرانہ خیرات کرنے کا فیصلہ کیا اور کچھ کھانا تیار کر کے یہ اعلان کیا کہ شہر کے فقراء، مساکین اور درویش آ کر کھانا کھا لیں۔ چنانچہ شہر بھر کے فقراء، مساکین اور درویش آ پہنچے۔ ان میں مجنوں بھی شامل تھا۔ جس نے جان پر کھیل کر لیلیٰ کی صحت یابی کا سامان کیا تھا۔ مجنوں کاسۂ گدائی لئے دروازے پر بنی قطار میں اپنی باری کا منتظر رہا۔ لیلیٰ بلا امتیاز و تخصیص ہر بڑھنے والے کاسہ کو معمور کرتی رہی۔ مگر جب مجنوں کی باری آئی اور اس نے اپنا کاسہ خیرات کے لئے آگے کیا تو لیلیٰ نے الٹا ہاتھ مار کر کاسہ نیچے گرا دیا اور پھر دوسرے فقیروں کو خیرات دینے میں مصروف ہو گئی مجنوں نے ٹوٹے ہوئے کاسہ کے ٹکڑے اٹھائے۔ اور ناچنے لگا۔

؎ چلے ہی جاتے ہیں تیری محفل سے جان من خفا نہ ہو
ٹکڑے تو چن لینے دے دل پاش پاش کے

؎ بچاؤ لاکھ دامن میرا پھر بھی دعویٰ ہے
تیرے دل میں میں ہی میں ہوں کوئی دوسرا نہیں ہے

مجنوں نے ٹوٹے ہوئے کاسہ کے ٹکڑے اٹھائے اور دیوانہ وار ناچنے لگا

لوگوں نے کہا کہ تو واقعی پاگل ہے کیونکہ بھری بزم میں لیلےٰ نے تیری بے عزتی کی ہے اور تو ہے کہ اسے عزت افزائی سمجھ کر جھوم رہا ہے۔

؎ بولا مجنوں ارے تم میں کوئی عاشق نہیں
عاشقوں کی رمز سے واقف نہیں
یہ جفا ہرگز نہ تھی یہ ناز تھا
یہ بھی محبوب کا اک انداز تھا

مجنوں نے کہا کہ نادانو! پاگل میں نہیں بلکہ تم ہو۔ لیلیٰ کو میری ذات سے کوئی خاص تعلق ہے۔ تبھی تو اس نے میرا پیالہ توڑا ہے کسی اور کا پیالہ کیوں نہیں توڑا۔ توڑنے کے لئے اس نے میرے ہی پیالے کا جو انتخاب کیا ہے، وہ لیلیٰ کے میرے اور تمہارے ساتھ تعلق خاطر کی نوعیت کو واضع کرتا ہے۔

یہ تو مجازی عشق والوں کا حال ہے کہ ان سے بھی جب محبوب کوئی چیز چھین لے تو انھیں زیادہ سرور آتا ہے تو ان لوگوں کی خوشی اور کیف و مستی کا کیا حال ہوتا ہو گا جو عشق حقیقی کے مسافر ہیں ان سے ان کا محبوب حقیقی کوئی نعمت چھین لے یا وہ اضافہ کرے محبوب حقیقی کی خصوصی توجہ کے تصور سے ہی جھوم جھوم جاتے ہیں ان کی نظر محبوب کی چھنی ہوئی نعمت پر نہیں ہوتی بلکہ وہ محبوب کی خوشی و رضا پر ہوتی ہے

؎ مجھے موت دی کہ حیات دی یہ سوال نہیں کہ کیا دیا
تیری نگاہ ناز نے کوئی فیصلہ تو سنا دیا

○ اور کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبوب پر اپنی ہر چیز کو قربان کر دیا جائے۔

اور اپنے لئے کوئی چیز باقی نہ رہے

؎ عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوق جنوں
عشق والے ہیں جو سب کچھ لٹا دیتے ہیں
سب کچھ لٹا کے محبت میں اہل دل
خوش ہیں جیسے کہ دولت کونین پا گئے

دل سے محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دینے کا نام محبت ہے اور یہی کمال محبت کا تقاضا ہے تاکہ دل میں غیر کے آنے اور غیر کی محبت سمانے کی جگہ ہی نہ رہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ محبوب کو پانے اور اس کے دیدار کے شوق میں دل کے سفر کرنے کا نام محبت ہے

؎ خوش آں دل کہ دارد تمنائے دوست
خوش آں کس کہ بند سودائے دوست
خوش آں دل کہ شیداست بر روئے دوست
خوش آں دل کہ شد منزلش کوئے دوست

دیگر

؎ عید شد ہر کس زیا رے عیدئے دارد ہوس
عید ماو عیدی ما دیدن روئے تو بس
عید ہر دم دیدن مہ ، عید ما دیدار تو
ایں چنیں عیدے نہ بیند در دو عالم ہیچ کس

○ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا محبت یہ ہے کہ ارادے مٹ جائیں تمام صفات و

۱۔ مزید تفصیل ہماری کتاب "صبر حسین بھی ہے عشق" میں ملاحظہ فرمائیں

درجات جل کر راکھ ہو جائیں اور بحر اشارات میں اپنے آپ کو غرق کر دیا جائے۔

؎ عِشق اول عِشق آخر عِشق کُل
عِشق شاخ و عِشق نخل و عِشق گُل

○ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت کو محبت اس لئے کہا گیا کہ یہ دل سے محبوب کے سوا تمام چیزوں کو محو کر دیتی ہے

○ حضرت عبد اللہ قرشی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کلیتہً محبوب کے حوالے کر دے یہاں تک کہ تیرے پاس اپنی ذات میں سے کچھ بھی نہ رہے

○ حضرت ابن عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت وہ ٹہنیاں اور شاخیں ہیں جنھیں دلوں میں لگایا جاتا ہے اور ان پر ان کی عقلوں کے مطابق پھل آتا ہے

○ حضرت محمد بن فضل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت دل سے دور ہو جائے سچ تو یہ ہے کہ محبوب کی محبت میں روتا تو دل ہے لیکن برستی آنکھ ہے

؎ یارب چہ چشم ایست محبت کہ من ازو
یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

یارب کریم یہ چشم محبت کیسا چشمہ ہے کہ میں نے اس سے ایک قطرۂ محبت پیا اور اب تک آنکھوں کی راہ کئی دریا بہا چکا ہوں۔

محبوب کریم ﷺ سے محبت کیوں؟

اس صاحب فضلِ عظیم ﷺ کی امت پر ان گنت انعامات و احسانات ہیں لطف و کرم، رحمت و شفقت، تعلیم کتاب و حکمت، ہدایت صراط مستقیم، نار جحیم سے رستگاری ان میں سے ہر انعام و احسان قدر و منزلت میں کتنا بڑا ہے۔ ہدایت کی طرف آپ ﷺ مسلمانوں کے لئے ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ ان کی فلاح و نجات کے داعی ہیں۔ پروردگار عالم کے حضور ان کے شفیع اور گواہ ہیں حضور اکرم ﷺ کے کمالات و کرامات کچھ تو وہ ہیں جن کے انوار و آثار اس عالم میں ظاہر و روشن ہیں کچھ وہ ہیں جن کا ظہور آخرت میں روز قیامت ہو گا۔ آپ ﷺ خلیفہ رب العالمین اور نائب مالک یوم الدین ہیں۔ روز قیامت جو مقام محبوب ﷺ کا ہو گا اور کسی کو حاصل نہ ہو گا۔

روز محشر نہ کوئی اور سہارا ہو گا
سب کے ہونٹوں پہ محمد کی دہائی ہو گی

اور

جس کی دربار محمد میں رسائی ہو گی
اس کی قسمت پہ فدا ساری خدائی ہو گی

اور سچ تو یہ ہے کہ

تجھ سے پوچھا نہ نکیروں نے ظہوری کچھ بھی
قبر میں نعت نبی تو نے سنائی ہو گی

اور

جو قدر و منزلت محبوب الٰہی ﷺ کی ہو گی اور کسی کی نہ ہو گی اور بحکم رب العالمین وہ آپ ہی کا دن ہو گا اور آپ ﷺ ہی کا حکم ہو گا۔

؎ جرم کتنا ہی نہ کیوں ہو بخش دیتا ہے خدا
وہ جسے کہہ دیں کہ جا تیری خطا کوئی نہیں

قصہ مختصر کہ! محبت کا سبب جو بھی ہو وہ تمام اسباب سید السادات' منبع برکات علیہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات میں ثابت و موجود ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ محبت کے مستحق و موجب ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے ساتھ ہماری محبت اپنی جان اپنے مال اور اپنی اولاد سے کہیں زیادہ وافر و اکثر ہے اور جو بھی اخلاص کے ساتھ حضور اقدس ﷺ پر ایمان صحیح لایا اس کا وجدان آپ ﷺ کی محبت سے خالی نہیں ہے۔

○ حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے تمام احوال میں محبوب کریم ﷺ کی ولایت نہ دیکھی اور خود کو محبوب کریم ﷺ کی ملکیت نہ جانا اس نے سنت کی چاشنی نہیں دیکھی اور دوسری طرف

؎ دامن محبوب ﷺ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جن کے محبوب ﷺ ہو گئے ان کا زمانہ ہو گیا

حقیقت میں خود کو محبوب کریم ﷺ کی ملکیت جاننا اور آپ ﷺ کی سراپا غلامی اختیار کرنا ہی ذریعہ نجات ہے

؎ جو بھی مجرم میری سرکار کے دامن میں چھپے
عرش والے اسے جنت کی سزا دیتے ہیں

علامات محبت

○ ا۔ متابعت! متابعت دلیل و علامت محبت ہے متابعت محبت کو ابھارتی ہے اس لئے طاعات و عبادات میں بوجھ اور مشقت محسوس نہ ہوگی بلکہ غذائے قلب، نعیم روح اور راحت چشم معلوم ہوگی۔ متابعت سے مراد حدود شریعت پر قائم رہنا۔ احکام ملت سے تجاوز نہ کرنا اور محبوب کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا ہے۔ محبوب کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا بلاشبہ اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اور۔ فرمایا

من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا' حقیقت میں تو محبت کا معنی ہے۔ فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔ مسلمان کا محبوب کریم ﷺ کی اطاعت کرنا اسے ہمیشہ صراط مستقیم پر چلانے کا ضامن ہے اور یہ "محبت" شریعت اور سنت کو ایک سچے مسلمان کا راستہ قرار دیتی ہے۔ جس پر وہ چلتا ہے اور اسے ہمیشہ چلنا ہے اور اس کو ایک ایسے رنگ میں رنگ دیتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کے نقش پا کی تلاش میں رہتا ہے۔

؎ منزل ملی، مراد ملی مدعا ملا
سب کچھ مجھے ملا جو تیرا نقش کف پا ملا

اور

مجھے کیا خبر تھی نماز کی مجھے کیا خبر تھی سجود کی
تیرے نقش پا کی تلاش تھی جو میں جھک رہا تھا نماز میں

محب ہمیشہ اپنے محبوب کے نقش پا کی تلاش میں رہتا ہے اور اپنے محبوب کے اس طریقے سے پیروی کرتا ہے اور اس پیروی کے ذریعے وہ بہترین نمونہ زندگی حاصل کرتا ہے۔ اللہ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

بیشک تمہارے لئے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی بہتر ہے۔ اگر تم اللہ کو اور قیامت کو مانتے ہو اور اللہ کا ذکر کرنے والے ہو قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرنے والا اگر اتباع محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کرتا تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں سچا نہیں کاذب ہے

شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

خلاف پیغمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

○ سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو کسی مرد کو دیکھے وہ ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا اور آگ کو نگلتا ہے اور وہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی ایک سنت کا تارک ہو تو اسے جوتے

۱۔ القرآن

۲۔ الشفاء شریف

مارو۔ وہ شیطان ہے اور جو اس سے صادر ہوا
وہ مکر اور استدراج ہے یعنی شعبدہ بازی ' جادو وغیرہ ہے۔

○ سیدنا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے عہد میں ایک شخص نے اپنے آپ کو ولی مشہور کر رکھا تھا آپ اس کی ملاقات کو چل دیئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ مسجد میں داخل ہو رہا تھا اس دوران اس نے مسجد میں قبلہ رو تھوکا آپ نے جب دیکھا تو بغیر ملاقات کیے واپس چلے آئے اسے سلام کرنا بھی گوارہ نہ کیا اور فرمایا

ھذا رجل غیر مامون علی ادب من آداب الشریعة فکیف یکون امینا علی اسرار الحق

○ یہ شخص شریعت کے آداب میں سے ایک ادب کا لحاظ نہیں کرتا۔ اسرار الہیہ کا کیونکر امین ہو گا

آپ کے نزدیک شریعت مطہرہ کی اتباع ہی سب سے بڑی کرامت ہے

الاستقامة فوق الکرامة

شریعت مطہرہ پہ استقامت ہی سب سے بڑی کرامت ہے اور ہم تو کریم کے چاہنے والے ہیں کرامت کے نہیں

○ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک شخص کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ سے قائم الیل اور صائم النہار ہے تو آپ نے فرمایا اس نے اپنے اندر مجاہدہ سے صفات ملائکہ پیدا کر لیں ہیں اور یہ کوئی مقام نہیں اور نہ یہ ولایت ہے اور فرمایا کمال ولایت یہ ہے اپنے اندر صفات محمدی

۱۔ نفحات الانس

ﷺ پیدا کرے۔ یعنی اپنی زندگی کے ہمہ اوقات اپنے قیام و صیام، کلام و طعام اور منام کو سنت مطرہ کے مطابق کرلے شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں)

کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندیقة

یعنی ہر وہ حقیقت جس کو رد کرے شریعت وہ زندیقہ ہے "زندیق بظاہر دین دار، بباطن بے دین بد عقیدہ"

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یعنی اے مخاطب! اگر تو نے میرے محبوب ﷺ کی اتباع کی تو یہ عالم رنگ و بو کیا چیز ہے۔ ہم تیرے ہیں لوح و قلم تیرے ہیں۔ پھر لوح محفوظ اور قلم ربانی جو تقدیر لکھتی ہے تجھے عطا کروں گا۔ اپنی مرضی سے آپنی تقدیر آپ لکھنا تو **من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ** کی تفسیر بن جاؤ گے تو گویا یہ شعر آیہ کریمہ "**فاتبعونی**" کا ترجمہ ہے جو محبوب کریم ﷺ کی عظمت اور محبت کا ثبوت ہے

معلوم ہوا شریعت کے بغیر اتباع محبوب ﷺ کے بغیر طریقت کا سرا سر باطل ہے شریعت اور طریقت میں، جسم و جان، جسد و روح، ظاہر و باطن، الفاظ و معنی، پوست اور مغز کی نسبت ہے یعنی یک قالب دو جان نہیں شریعت کو چھوڑ کر دعوئی ولایت مکر ہے اور فقر مکر سے پاک ہوتا ہے محبوب کریم ﷺ کو چھوڑ کر توحید کرنا یہ توحید رحمانی نہیں توحید شیطانی ہے توحید اصل دین ہے وہ محبوب کریم ﷺ سے وابستہ رہ کر ہی ملتی ہے

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

۱؎ من عبادت خدا بایں طور کردم
کہ او رب محمد ﷺ است

یعنی اللہ جل مجدہ الکریم کی عبادت اس وجہ سے کرتا ہوں کہ میرے محبوب کریم ﷺ کا رب ہے۔ بدلیل جلیل۔ کلام اللہ شریف میں رب جلیل نے فرمایا

قالو امنا برب العالمین رب موسیٰ و ہارون

نبی کے دامن رحمت کو چھوڑ کر رب کریم کو ماننا یہ ایمان نہیں جادوگروں نے سجدہ میں **امنا برب العالمین** کہا چاہیے تھا تکمیل ایمان ہو جاتی مگر لیکن نہیں جب انہوں نے رب موسیٰ و ہارون کہا تو اب ایمان صحیح ہوا اور عنداللہ وہ مومن اور جنتی ہوئے

○ علامہ اقبال عرض گزار ہیں

یا رسول تو فرمودی کعبہ گر یفتیم
و گرنہ منزل ما ایں نسیت

۱۔ عوارف المعارف

۲۔ مبدا و معاد

۳۔ سورۃ الاعراف ۱۲۱۔

اتباع محبوب ﷺ کا ماحاصل

مقام مطابقت کی مثالیں

○ ایک مرتبہ محبوب ﷺ کے سر مبارک میں سخت درد تھا اسی عالم میں حجرہ مطہرہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ محبوبۂ رب العالمین ﷺ نے اپنا سر بھی شدید درد سے باندھ رکھا تھا اور وارساہ وارساہ کہہ رہی تھیں

○ سہیل یمنی خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب محبوب کریم ﷺ کا دانت مبارک غزوہ احد میں شہید ہوا تو آپ کا وہ دانت خود بخود اکھڑ کر گر گیا یہ مقام مطابقت ہے ایک قول کے مطابق آپ نے ازخود سارے دانت نکال دیئے تھے یہ روایت میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں شریعت مقدسہ کے خلاف کی بو ہے۔

جب کسی راہ سے سرکار گزرتے ہونگے
ایک اک کام پہ سو چاند اترتے ہونگے

○ ایک دفعہ دو صحابی کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں نالا آگیا ایک صحابی گزر گئے لیکن دوسرے ابھی کھڑے تھے پہلے نے پوچھا کہ نالے کو عبور کیوں نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے ایک دفعہ میں محبوب دو جہاں ﷺ کے ساتھ اس نالہ سے گزرا تھا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ محبوب کریم ﷺ نے پہلے دایاں پاؤں مبارک اٹھایا تھا یا کہ بایاں تاکہ اتباع محبوب ﷺ کر سکوں اتباع قدم بقدم چلنا ہے اتباع میں یگانگت ہے "اتباع" ثمرہ محبت ہے اتباع ایمان۔ قلب اور روح سے متعلق ہے

" اتباع " قدم بقدم چلنا ہے " اتباع " میں یگانگت ہے

اتباع سنت مطہرہ کو کہتے ہیں۔ اتباع کا معنی ہے پیچھے آنا نہ بھائی بن کر برابر چلنا اور نہ باوا بن کر آگے بلکہ غلام بن کر پیچھے قدم بقدم چلنا ہے اتباع وہی معتبر ہے جو عشق رسول ﷺ کا نتیجہ ہو ورنہ محض فریب نفس ہے اتباع سے سنت کا رنگ چڑھتا ہے اور محبت سے قلب و روح پر

" اصل سنت جز محبت ہیچ نیست "

مومن کی تو سرشت میں اتباع اور عشق کا بیج رکھ دیا گیا

" ما بندۂ عشقیم دگر ہیچ نمے دانیم "

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

○ ۲۔ کثرت ذکر محبوب ﷺ

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
زلف کی، رخسار کی باتیں کریں

اگر نہیں تو

تمہیں نصیب ہوں گل اور بہار کی باتیں
کریں گے ہم تو مگر حسن یار کی باتیں

اس لیئے کہ!

یاد او سرمایہ ایماں بود
ہر گدا از یاد او سلطان بود

یاد او گر مونس جانت بود
ہر دو عالم زیر فرمانت بود
بس بزرگی است اندر یاد او
یاد او کن یاد او کن یاد او
غفلت ازوے یک زماں صد مرگ داں
زندگی یاد است نزد عارفاں
ایں جہاں و آں جہاں فانی بود
غیر یادش جملہ نادانی بود

علامہ اقبال اس تصور کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے محبوب کریم ﷺ سے براہ راست مخاطب ہو کر عرض گزار ہیں

ے ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی
کشتی و دریا و طوفانم توئی

یعنی اے محبوب کریم ﷺ میرا ذکر بھی آپ کی ذات ہے اور میرا فکر بھی آپ ہی کا طواف کر رہا ہے' میرا علم اور میرا عرفان بھی آپ ہی کی معرفت تک محدود ہے۔ میرا سفینہ بھی آپ ہی ہیں۔ طوفان کا تموج بھی آپ ہیں اور میرا ساحل مراد بھی آپ ہیں کہا جاتا ہے

من احب شیئا اکثر فکرہ

جو شخص کسی کو محبوب رکھتا ہے تو کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے

۱۔ شرح مشکوۃ ازملا علی قاری

۲۔ کتاب الشفاء

۱۔ قاضی عیاض علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ' محبوب کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ محبوب کریم ﷺ کا ذکر کرتا ہے

تو گویا کثرت ذکر لوازم محبت میں سے ہے اور بعض محبت کی تعریف دائمی ذکر محبوب سے کرتے ہیں مثلاً درود شریف پڑھنا ' حدیث شریف پڑھنا ' مولود شریف پڑھنا ' مجالس میلاد شریف میں شامل ہونا اصحاب علم حدیث کو محبوب کریم ﷺ سے ایک خاص نسبت اور ایک خاص لگاؤ ہوتا ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ان کی زبان پر ہمیشہ محبوب کریم ﷺ کے احوال و صفات کا ذکر شریف رہتا ہے وہ اسے حرز جاں بنائے رکھتے ہیں۔

ذکر محبوب پاک نے اتنا مزہ دیا
غم خانۂ حیات کو جنت بنا دیا

اس لیئے !

نہ سنا تو حور و قصور کی حکایتں اے واعظہ
کوئی بات کر حُسنِ یار کی حُسنِ یار ہی سے تو کام ہے

اسی لیے کہ

نہ حور کی تمنا نہ شوق خلد بریں
دل ازل سے ابدتلک آپ کی چاہ میں ہے

محب ہمیشہ اپنے محبوب کا ذکر کرتا رہتا ہے

اللہ جل مجدہ الکریم کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے محبت ہے اپنے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان للّٰه وملئکة یصلون علی النبی

بے شک اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتے اپنے پیارے محبوب نبی ﷺ کا ذکر کرتے رہتے ہیں

اور ایمان والوں کو حکم فرمایا اے ایمان والوں تم بھی میرے محبوب ﷺ کا ذکر کثرت سے کیا کرو ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

ورفعنالک ذکرک

اے محبوب ﷺ ہم نے تیرے ذکر کو بلند سے بلند تر کر دیا ہے

ہم نے تیرے ذکر کو اپنا ذکر بنا لیا **فمن ذکرک ذکرنی**

جس نے تیرا ذکر کیا گویا اس نے میرا ذکر کیا

○ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

لا اذکر فی مکان الا ذکرک معی یا محمد ﷺ فمن ذکرک ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب

یعنی اے حبیب جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں تیرا ذکر ہو گا اے میرے حبیب جس نے میرا ذکر کیا لیکن تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے قرآن فرماتا ہے **یسبح للّٰه ما فی السمٰوٰت وما فی الارض**

کائنات کی ہر شے اللہ جل مجدہ الکریم کا ذکر کرتی ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں جس نے میرا ذکر کرنا ہے۔ وہ پہلے میرے محبوب کا ذکر کرے۔ معلوم ہوا محبوب کریم ﷺ کا ذکر سنت الہیہ ہے اور محبوب کریم ﷺ کا ذکر کائنات کی ہر شے کرتی ہے

۱۔ تفسیر درمنثور۔ تفسیر سورۃ کوثر ص ۱۴۱ ر ۲۴ مزید تفصیل ہماری کتاب ذکر محبوب ﷺ

عشق و محبت کا انوکھا انداز

○ اویس وقت حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب یہ عاشق صادق بیت اللہ شریف کی زیارت اور محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے جاتا تو تو آپ حرم کعبہ میں کثرت کے ساتھ درود شریف اور محبوب کریم ﷺ کا تزکرہ کرتے اور جب مدینہ پاک محبوب کریم ﷺ کے بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوتے تو تو وہاں ذکر الہیٰ کثرت سے کرتے کسی نے نے پوچھا حضور لوگ تو اس کے برعکس کرتے ہیں اور آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں تو فرمانے لگے یہ دونوں ذاتیں ایک دوسرے کا ذکر سن کر خوش ہوتی ہیں اس لئے میں حرم کعبہ میں محبوب کریم ﷺ کا ذکر کرتا ہوں تاکہ اللہ جل مجدہ الکریم خوش ہوں اور حرم نبوی ﷺ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں تاکہ محبوب کریم ﷺ راضی و خوش ہوں۔ انھیں کے بارے منقول ہے کہ آپ اُمّی تھے مگر جب علماء سے احادیث مبارکہ سماعت فرماتے اگر کسی جگہ کوئی غلطی کرتا تو اصلاح فرمادیتے کئی مرتبہ سوال کیا گیا حضور آپ تو اُمی ہیں۔ آپ کو غلطی کا پتہ کیسے چل جاتا ہے تو فرماتے محبوب کی بات جس زبان میں بھی ہو سمجھ آجاتی ہے

○ اکابر دیو بند مسٹر مودودی صاحب رقمطراز ہیں

درود تو فطری طور پر ہر اس مسلمان کے دل سے نکلے گا جسے یہ

۱۔ تفہیم القران جلد چہارم ص ۱۲۷

احساس ہو کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں اسلام اور ایمان کی جتنی قدر انسان کے دل میں ہوگی اتنی ہی زیادہ قدر اس کے دل میں نبی ﷺ کے احسانات کی بھی ہوگی' اور جتنا زیادہ آدمی ان احسانات کا قدر شناس ہو گا اتنا ہی زیادہ وہ حضور ﷺ پر درود بھیجے گا۔ پس در حقیقت کثرت درود ایک پیمانہ ہے جو ناپ کرتا دیتا ہے کہ دین محمد ﷺ سے ایک آدمی کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے اور نعمت ایمان کی کتنی قدر اس کے دل میں ہے

○ زلیخا کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں اسیر ہوئی تو اس کا مال وجمال سب کچھ چلا گیا۔ بے شمار جواہرات اور ہار رکھتی تھی۔ اس نے سب مال اپنے محبوب کی محبت میں لگا دیا جو آدمی حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کرتا بتاتا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے اسے ہار دے کر مالدار کر دیتی۔ آخر اس کے پاس کچھ نہ رہا۔ اس کا نام پڑ گیا " ہر چیز بنام یوسف " وہ شدت شوق میں سب کچھ بھلا بیٹھی آسمان کی طرف دیکھتی تو ستاروں پر بھی یوسف کا نام لکھا پاتی

حدیث حسن یوسف را کجا داند اخوانش
زلیخا ز بپرس از دے کہ صد شرح و بیاں دارد

○ شیخ مسعود درازی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ بلاد فارس کے علماء میں سے تھے ان کا طرہ امتیاز یہ تھا کہ وہ عاشق رسول ﷺ تھے ان کا شغل یہ تھا کہ اس جگہ پر " جہاں مزدور لوگ آ کر بیٹھتے ہیں تاکہ ضرورت مند لوگ ان کو مزدوری کے لئے لے جائیں " جاتے ان کو اپنے مکان میں لے آتے اور ان مزدوروں کو گمان ہوتا کہ شاید کوئی تعمیر وغیرہ کا کام ہو گا جس کے لئے ہم بلائے گئے ہیں

مگر حضرت موصوف ان کو وضو' طہارت کرا کر اعلیٰ وارفع مقام پر بیٹھا کر فرماتے میرے محبوب کا ذکر کرو درود شریف پڑھو! اور خود بھی ساتھ بیٹھ کر پڑھتے - جب عصر کے وقت چھٹی ہونے لگتی تو جیسے کام لینے والے لوگ مزدوروں سے کہا کرتے ہیں تھوڑا سا کام اور کر لو! ایسے ہی حضرت موصوف ان سے فرماتے

زیدوا مایسر بارک اللّٰہ فیکم

یہ ہے مقام محبت پھر ان کو پوری پوری مزدوری دے کر رخصت کرتے اور شیخ مسعود رحمتہ اللہ علیہ اپنے عشق و محبت کی بنا پر بیداری میں محبوب کریم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

○ خواجہ اویس قرنی - کے بارے میں محبوب کریم ﷺ نے فرمایا

انی لا جد ریح نفس الرحمن من قبل الیمن

میں رحمن کی خوشبو یمن کی طرف سے پاتا ہوں -

نسیم رحمان' محب ﷺ کو آئی یہ کس محبوب کی خوشبو ہے یہ محبوب حضرت اویس قرنی ہیں جن کا ذکر پاک رب العزت کے محبوب ﷺ نبوی شریف کے منبر پر بوقت خطبہ جمعتہ المبارک میں فرمایا رہے ہیں یہ غیبی خوشبو حب محبوب ﷺ کی خوشبو تھی جو یاد مصطفیٰ ﷺ درود شریف سے ملتی ہے

محبت کی خوشبو محب کو آہی جاتی ہے' مقام محبت میں بُعد' بُعد نہیں رہتا قربُ ہو جاتا ہے اگرچہ بظاہر ماہ قرن سہیل یمن رضی اللہ عنہ آفتاب رسالت ﷺ سے دور تھے لیکن بباطن قریب اور ہمہ وقت صاحب

حضور تھے

؎ بوئے جان من آید از سوئے عدن
از دمے جان پرور اویس قرن
سر بمہر دوستی اویس قرن
بے خطاچوں نامہ مشک ختن
قرنہا اندر مسجود آمد زمین در ہر زمن
بایذید اندر خراساں یا اویس اندر قرن
؎ ایں حسن فرمودہ و صفش مصطفیٰ ﷺ
از یمن ہمے آیدم بوئے خدا

○ آپ قافلہ عشق کے سالار اعظم ہیں آپ کا ذکر عشق و محبت کا ذکر ہے۔ جو تا قیامت محبان رسول ﷺ کے قلوب کو زندہ و تابندہ کرتا و گرماتا رہے گا۔ آپ کو بکثرت درود شریف ذات رسول ﷺ میں فنا ہو گئی تھی اور ہر وقت استغراق ' حضوری اور دیدار میسر تھا آپ مستور اولیاء کرام سے ہیں۔ دنیا میں بھی مستور اور قبر بھی مستور اور قیامت کے روز بھی مستور اٹھیں گے۔ اللہ جل مجدہ الکریم آپ کو آپ کے ہم شکل ایک ہزار فرشتوں میں اٹھائے گا۔

یعنی **اولیاءی تحت قبائی لایعرفھم غیری**

کی کمال تفسیر ہونگے اور قباء رحمانی اوڑھے ہوئے داخل خلد ارم ہوں گے۔

۹۔ سلسلہ اویسیہ کا فیضان بغیر کسی ظاہری بیعت آپکی قبر مطہرو معطر سے تا قیامت جاری رہے گا اور یہ نسبت اویسیہ درود شریف سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر بعنائیت عنایات فرماتا ہے اس نسبت سے بڑے بڑے اولیا مستفیض ہوئے ہیں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

سیدنا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے ایک سو سال بعد ان کی قبر سے فیض پایا۔ اور حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ نے سیدنا امام جعفر صادق کی قبر اطہر سے نسبت اویسی میں فیض پایا

○ نسبت اویسیہ۔ مشائخ طریقت کبرائے حقیقت کو نسبت اویسیہ میں بلا واسطہ مرشد' رسول اللہ ﷺ اپنی عنایات کی گود میں پالتے ہیں جس طرح خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو پالا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکثر مشائخ عظام سلوک میں اسی نسبت کے پروردہ ہیں۔ درود شریف ولایت محمدی ﷺ جو تمام ولائیوں کی جامع ہے بہت جلد پالیتے ہیں

نور القمر مستفاد من نور الشمس

○ لطائف خمسہ۔ لطیفہ روح کا نور سرخ لطیفہ سر کا نور سفید' لطیفہ اخفی کا نور سرمئی' لطیفہ خفی کا نور سبز ہے یہ سب درود شریف کے نور کے ظہورات ہیں۔ یا در ہے غنچہ میں خوشبو بند ہوتی ہے جب وہ کھلتی ہے تو خوشبو اور رنگ ظاہر ہوتا ہے اسی طرح ذکر محبوب ﷺ سے دل کا غنچہ کھلتا ہے تو پھر بدن لباس اور پسینہ سے خوشبو آتی ہے تو درود شریف کا نور رحمت کے بادل سے پھولوں اور برف کے سفید گالوں کی شکل میں برستا ہے

○ سائیں توکل شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے جب میں درود شریف پڑھتا ہوں تو محبوب ﷺ کی روح مبارک خوش ہو کر میرے گلے میں درود شریف کے انوار کے پھولوں کے ہار ڈالتی ہے اور تربیت روحانی کرتی ہے۔ (ذکر خیر)

ے کون بسا ہے تیرے دل میں گلبدن اے زماں
کہ تیرے پسینے سے خوشبوئے چمن آتی ہے۔

○ واقف اسرار معنوی محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کتابوں میں

منقول ہے کہ آپ روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور سارا وقت اسی میں مشغول رہتے۔ جس سے نظام سلطنت میں خلل آنے لگا تو محبوب کریم نبی رؤف و رحیم صاحب خلق عظیم ﷺ کو کب گوارہ تھا تو آپ نے خواب میں جمال جہاں آرا سے نوازا اور فرمایا یہ درود شریف یعنی درود لکھی بعد نماز فجر ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ تو اس کا ثواب لاکھ مرتبہ درود پاک پڑھنے کا ملے گا اور میری محبت کامل ہو گی۔

○ سرتاج اولیاء سیدنا داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری رضی اللہ عنہ کو یہ درود شریف بہت پسند تھا محبوب کریم ﷺ کے اذن سے اپنے عقیدت مندوں کو یہ وظیفہ فرمایا کرتے۔ دربار عالیہ میں اس درود شریف کے پڑھنے سے آپ کی روح خوش ہوتی ہے اور ایسی توجہ فرماتے ہیں کہ قاری کی مراد بہت جلد پوری ہو جاتی ہے

○ علامہ عالم فقری صاحب داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ایک روز میں پیر ہجویر کے آستاں پر بیٹھا ہوا تھا تو میں نے حضرت سے کہا کہ سرکار ولی تو اور بھی ہیں جو اس خطہ پاک میں آسودہ خاک ہیں۔ لیکن جو شان روحانیت کا منظر آپ کے در پر پاتا ہوں وہ کہیں اور نظر نہیں آتا۔ تیرے آستان پر عرش تا مرقد بارش نور ہی نور ہے جس سے کیفیت میں ایسا سرور ہے کہ آنے والے کو سکوں ملتا ہے۔ تیرا مرقد مرکز کر تجلیات ہے اہل دنیا کو تو صرف تیرا سنگ آستان دیکھ پاتا ہے۔ تیرے روضے کی جالیوں سے لپٹ کر تسکین پاتا ہے تیرے مرقد کے خوبصورت گنبد اور درو دیوار نظر کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس اہل نظر نگاہ باطن سے تیرے مقام اور تیری شان کو دیکھتا ہے۔ تو اللہ اللہ پکار اٹھتا ہے تیرے آستان پر مخلوق خدا کا دن رات تانتا بندھا ہے کوئی طلب سکوں کی خاطر آ رہا ہے۔ کوئی

روحانیت سے مسرور ہو کر جا رہا ہے کوئی کاسۂ گدائی لئے در پر ڈیرا جمائے بیٹھا ہے۔ طالباں حق و صداقت تیرے آستان پر یاد الٰہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ عالم گڑگڑا کر دعا مانگ رہا ہے۔ کوئی عجز و نیاز کا پیکر بنے بیٹھا ہے۔ اہل فقر بھی جذب مستی کے عالم میں عشق حقیقی میں کھوئے ہوئے ہیں کہیں گنہگار تیرے توسل سے بارگاہ رب العزت میں اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر گردن جھکائے ہوئے ہیں

بادشاہوں نے تیرے در پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں اور خدا جانے قیامت تک کرتے رہیں گے بے شمار ولی تیرے آستان پر حقیقت کا جلوہ پانے آئے اور جام روحانیت بھر کر چل دیئے۔

○ حضرت خواجہ اجمیری تیرے آستان پر معتکف رہے۔ آخر گنج بخش کے راز کو مظہر نور خدا کہہ کر چل دیئے آخر یہ تو بتا کہ تیرا بلند مقام کیسے ہوا ولی تو اور بھی ہوئے لیکن جو مقام تجھے ملا وہ پاک و ہند میں کسی اور کو نہیں ملا۔ جوں جوں وقت گزر رہا ہے تیرا نام اور دو بالا ہو رہا ہے۔ آخر یہ راز کی بات کیا ہے؟ مرقد پیر ہجویر سے آئی صدا ناوان سوچتا ہے کیا۔ یہ تو خالق کائنات کا کرم ہے جو محبوب کریم ﷺ کے صدقے سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی نگاہ کرم نے ہمیں بھی محبوب کر دیا۔ یہ اس حب الٰہی کا بدلہ ہے جو ہمیں قریہ قریہ لئے پھری۔ یہ اس اتباع شریعت کا نتیجہ ہے جس نے مجھے محبوب کریم ﷺ کا سچا خادم کر دیا۔ یہ صحبت مرشد کا فیض ہے۔ جس نے صاحب فیض کر دیا یہ تو میرے اللہ نے کفرزار لاہور میں شمع توحید روشن کرنے کا اعزاز دیا ہے کہ آج کُل زبان خلق پر علی ہجویری کا نام ہے گر تو بھی خدا سے کچھ چاہتا ہے تو عشق محبوب ﷺ میں کھو جا' اتباع شریعت میں نام پیدا کر یاد الٰہی اور یاد محبوب الٰہی ﷺ

میں کھو جا

○ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایک اور ملنگ کی عقیدت و محبت ' و ذکر محبوب ﷺ کی بات بتاتا چلوں حکیم الامت علامہ اقبال سے کسی نے سوال کیا کہ آپ حکیم الامت کس طرح بنے۔

○ تو داتا نگری کا قلندر برملا پکار اٹھا۔ میں نے ایک کروڑ مرتبہ محبوب کریم ﷺ پر درود پڑھا ہے تم بھی اتنا ذکر میرے محبوب ﷺ کا کرلو تو حکیم الامت بن جاؤ گے

علامہ موصوف اپنے ایک شعر میں محبوب کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی کیفیت بیان کرتے ہیں

ے چوں بنام مصطفیٰ خوانم درود
از خجالت آب می گردد وجود

ذکر محبوب ﷺ درود شریف کیا ہے؟

نشاط روح ہے ' جاں فزا ہے ' صبح خنداں ہے ' نوید بہاراں ہے ' بہار جاوداں ہے۔ وجدان کا اٹھتا بادل ہے عشق کا بہتا دھارا ہے ' عرفان و آگہی کی امڈتی گھٹا ہے ' مچلتے احساسات کی شیریں جوئے بار ہے محبت کی مترنم ابدی آبشار ہے دل کی آبیاری درود شریف سے ہوگی اس لئے کہ دلوں کو اطمینان ' سکون ذکر محبوب ﷺ سے ہوتا ہے۔

۱۔ تذکرہ اولیا لاہور ص ۴۹

ذکر محبوب ﷺ سے تسلی ہے دل کو!

ارشاد باری تعالیٰ ہے

الابذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

یہ اللہ ہی کا ذکر ہے جس سے دلوں کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے اس آیت کا اسلوب حصر والا ہے یعنی دلوں کا سکون اگر کسی چیز میں ہے تو وہ صرف اللہ کا ذکر یعنی محبوب ﷺ کی ذات ہے ورنہ کسی شے میں اطمینان قلب کا سامان نہیں۔

حصر کیسے؟

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شے کو محدود اور کسی ایک شے کے ساتھ خاص کرنا مقصود ہو اور دیگر اشیاء سے نفی کرنی ہو تو اس شے کو فعل سے پہلے ذکر کر دیتے ہیں

مثلاً عبادت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کرنے اور دیگر سے نفی کے لئے "اللہ" کہ فعل سے پہلے ذکر کیا گیا۔ فرمایا! **ایاک نعبد محولہ بالا آیئہ** مبارکہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ اصل میں ہونا چاہئے تھا تطمئن القلوب بذکر اللہ۔ مگر ذکر کو تطمئن سے پہلے ذکر کرنے سے اس کا معنی ہو گیا کہ راحت دو جہاں ﷺ کی ذات مقدسہ کے علاوہ دنیا کی کسی شے میں اطمینان اور سکون دینے کی صلاحیت نہیں اور آپ ﷺ نے جس چہرے کو تک لینے کے علاوہ مضطرب دلوں کو کسی طرح

ا۔ سورۃ الرعد۔ ۲۸:۱۳ ' ۲۔ الفاتحہ ۱ ' ۴۔ شوق رکھنے والے احباب ہماری کتاب محبوب کائنات ﷺ کا مطالعہ فرمائیں

چین میسر نہیں آسکتا اور یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسوہ مبارکہ کے ذریعے واضح ہے

ے نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے محبوب خدا کو یاد کرنے سے

○۔ ۳ حسن کریمہ کا منقش ہونا

محبوب کریم ﷺ کا حسن کریمہ اصحاب محبت کے قلوب پر منقش ہوتا ہے آپ ﷺ کی خیالی تصویر و شبیہ اتصال باطنی میں قوی و متصل ہوتی ہے

ے دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور جب آپ ﷺ کے اسم گرامی کا ذکر شریف ہوتا ہے تو اسی کی لذت ان کے ہونٹ بھی محسوس کرتے ہیں۔

ے میں نے لیا جو نام رسالت ﷺ کا
اک پھول میرے ہونٹوں پہ مہکا گلاب کا

محاسن نبوی ﷺ ان کے دل میں مستحضر ہوتے ہیں محبوب کی عظمت دل میں بھی مشاہدہ کرتی ہے اور یوں وہ ہمیشہ حاضر خدمت اقدس رہتے ہیں

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

ے حب احمد ازل سے سینے میں ہے

میں یہاں ہوں مرا دل مدینے میں ہے
ہر گھڑی سامنے طیبہ کا سماں ہوتا ہے
دور ہو کر بھی یہ دل دور کہاں ہوتا ہے
گویا آنکھوں میں بس گیا چہرہ حضور کا ﷺ

محبوب کریم ﷺ کے حسن و جمال ' جسم اطہر اور صورت مبارکہ کے تذکرے سے عظیم الشان فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کا دل و دماغ اور ذہن محبوب ﷺ کے تصور سے مالامال اور معمور ہو جاتا ہے کبھی آپ کا حسین و جمیل رخ انور ' کبھی والیل زلفیں ' کبھی پر انور جبین مقدس ' کبھی نرم و ملائم دست اقدس اور کبھی معطر و مطہر جسم کا تصور ذہن کو معطر کئے رکھتا یہی وجہ ہے ' تابعین ' صحابہ سے محبوب کریم ﷺ کے بارے میں سوال کرتے تھے کہ آپ کا چہرہ مبارک کیسا تھا! آپکی گفتگو کیسی تھی آپ کی رفتار کیسی تھی؟ حتی کہ آپ کے جسم کے ہر ہر عضو کے بارے میں پوچھتے۔ مقصد یہ تھا کہ ہم بھی اپنے ذہن و دل میں محبوب ﷺ کا پیارا تصور جما سکیں۔

○ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں محبوب کریم ﷺ کے وصال کے وقت بہت چھوٹا تھا۔ اس لیے میں اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ سے آپ ﷺ کے حسن و جمال اور شمائل و خصائل کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا تاکہ میں بھی محبوب کریم ﷺ کے حلیہ مبارک کا نقشہ اپنی لوح دل پر نقش کر سکوں

روایت یوں ہے

۱۔ شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول ﷺ

سالت خالی هند بن ابی هاله وبهب النبی ﷺ وانا اشتهی ان یصف لی منها شئی اتعلق به

یعنی میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو محبوب کریم ﷺ کے پروردہ تھے) سے

محبوب کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ مقصد یہ تھا کہ میں ان اوصاف کے ذریعے اپنے دل کو آپ کی طرف متوجہ کروں

○ شیخ عبداللہ سراج الدین شامی رحمتہ اللہ علیہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کی حکمت بیان کرتے ہیں کہ آپ محبوب کریم ﷺ کے وصال کے وقت چھوٹے تھے۔ اس لیئے چاہا کہ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہو جائے تاکہ میں آپ ﷺ کی صورت مبارکہ کو اپنی دل کے خزانے اور خیال تختی پر نقش کرلوں

○ حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ "**اتعلق به**" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں

اتشبت بذلک الوصف واجعله محفوظا فی خزانة ضیالی

یعنی ان اوصاف کے ذریعے آپ ﷺ سے اپنا تعلق پختہ کر لوں اور آپ کو اپنے ذھن و خیال میں بہتر طور پر بسالوں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ " **انا اشتهی ان یصف لی منهاشئی اتعلق به**(میں چاہتا ہوں کہ اوصاف کے ذریعے آپ کی حسین و جمیل صورت کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کرلوں)

واضع طور پر اس بات پر دال ہیں کہ صحابہ کرام محبوب ﷺ کی حسیں یادوں کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت مبارکہ کو اپنے قلوب و اذہان میں ہر وقت محفوظ رکھنے کے لیئے کوشاں رہتے اور وہ آپ کی ہر ہر ادا کو کبھی بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے بلکہ جب بھی آپ کے حسن و جمال کا

تذکرہ چھڑتا تو ہر صحابی آپ کی کسی نہ کسی ادا کا اسی طرح ذکر کرتا جیسے وہ اب بھی اس حیات آفریں منظر کا مشاہدہ کر رہا ہے

صحابہ کرام نے جس طرح آپ کی سیرت مبارکہ تا قیامت انسانوں کے لئے محفوظ کی اسی طرح انہوں نے آپ کی صورت مبارکہ بھی تقریر و تحریر کے ذریعے محفوظ کی

○ مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات ان راستوں پر کھڑے ہو جاتے جو دیہاتوں سے شہر مدینہ آتے تھے جب کسی دیہاتی کو پالیتے تو پوچھتے تو نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی؟ اگر وہ ہاں میں جواب دیتے تو اسے جانے دیتے اگر وہ کہتا کہ میں نے زیارت نہیں کی تو آپ اسے بٹھا لیتے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ کر کے اپنے دل کو تسلی دیتے۔

الفاظ روایت یوں ہیں

ان ابا هريرة كان اذا راى احدا من الاعراب اواحدا لم ير النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الا اصف لكم النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كان ششن القدمين هدب العينين ابيض الك حين يقبل معا و يدبر معا فدى ابى وامى مارائيت مثله قبله ولا بعده

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب کسی شخص کو پالیتے جس نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا نظارہ نہ کیا ہوتا تو اسے کہتے کہ میں تجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و شمائل سناتا ہوں اور

سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۱۶ '۲ ۔ جمع الوسائل ۱: ۳۳

اس کے بعد آپ ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے آپ کے مبارک جسم خوبصورت آنکھوں اور مختلف جسم کے اعضاء کا ذکر کر کے کہتے میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا

○ حضرت الجریری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صحابی رسول حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ طواف کر رہا تھا تو آپ نے طواف سے فارغ ہو کر اعلان فرمایا: لوگو آؤ مجھ سے اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں جو پوچھنا ہے پوچھ لو کیونکہ!

مابقی احد رای رسول ﷺ غیری۔

یعنی اب میرا بھی وصال ہو جائے گا اس لئے آپ کے حلیہ کے بارے میں مجھ سے پوچھ لو۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا ہمیں محبوب کریم ﷺ کے حسن و جمال کے بارے میں بتایئے **کیف کان صفتہ** آپ کا حسن و جمال کیسا تھا؟ تو انہوں نے یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا۔

کان ابیض ملیحا مقصدا آپ کا رنگ سفید' روشن اور من ٹھار تھا

○ حضرت خشرم بن بشار سے مروی ہے کہ صحابی رسول ﷺ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے کہا: اے ابو امامہ آپ عربی اور نہایت فصیح اللسان ہیں آپ جب بھی کسی شے کے بارے میں بیان کرتے ہیں تو مجھے اس کے بارے میں تسلی ہو جاتی ہے۔

فصف لی رسول ﷺ حی کانی اراہ

۱۔ طبقات ابن سعد' ۱: ۴۱۷

۲۔ شمائل ترمذی' باب ماجاء فی خلق رسول ﷺ

آج میرے محبوب آقا ﷺ کے اوصاف اس طرح بیان کرو کہ میں ان کو سن کر یو محسوس کروں کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے

اس پر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا حلیہ مبارک بیان کیا آپ کا رنگ مبارک سفید مگر سرخی مائل تھا آنکھیں سیاہ' ابرو باریک کندھے عظیم' بازو اور سینہ اقدس پر بال اور دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی

جب حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا ہر گوشہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا تو وہ آدمی پکار اٹھا

قدو صفت لی لفتہ لو کان فی جمیع الناس لعرفتہ

اپنے کیا ہی خوب حلیہ و سراپا بیان کیا ہے اگر آپ ﷺ تمام مخلوق کے درمیان بھی موجود ہوں تو میں پھر بھی آپ کو پہچان لوں گا۔

دوستو اگر آج آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے دل بھی تصور محبوب ﷺ سے پر نور ہوں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم آپ کے جسم اطہر کے بارے میں پڑھیں اور لکھیں اور اس کے تزکرہ کے لئے محافل کا انعقاد کریں

○ حضرت عبداللہ سراج الدین شامی رحمتہ اللہ علیہ اس فائدہ کو یوں بیان کرتے ہیں

انسان کو آپ ﷺ کے اوصاف عظیمہ اور شمائلہ کریمہ کی اطلاع سے یہ فائدہ نصیب ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی صورت علمیہ قلب میں نقش ہو جاتی ہے اور خیال میں اس طرح بیٹھ جاتی ہے کہ گویا اس نے محبوب کریم ﷺ کو دیکھا ہے

ا۔ ابن سعد' ۱/۴۲۱ ' ۲۔ سیدنا محمد رسول ﷺ

محبوب ﷺ کا ذکر کرنے والا

لوگوں کی محبت کا مرکز بن جاتا ہے

دنیا میں لوگ رفعت کے متلاشی رہتے ہیں لیکن انہیں عزت و رفعت کا نام تک نصیب نہیں ہوتا اور اگر کہیں کسی کو عزت نظر آئے تو وہ چند دن کی اور عارضی عزت ہوتی ہے جو زیادہ عرصہ باقی نہیں رہتی بعض اوقات عزت ملتی ہے لیکن ان شخصیت کا ادب و احترام دلوں میں پیدا نہیں ہوتا

مثلاً اس دنیا میں ہم اکثر صاحب علم شخصیتوں کو دیکھتے ہیں کہ لوگ ان کے علم کے گیت گاتے ہیں مگر ان کا دل ان کے ادب و احترام سے خالی ہوتا ہے دل میں ان کے بارے میں محبت کے جذبات نہیں ہوتے بلکہ اگر کسی محفل یا اجتماع میں آئیں تو اٹھ کر استقبال کرنا بھی پسند نہیں کیا جاتا بخلاف ان لوگوں کے جو محبوب کریم ﷺ کے عقیدت اور محبت و عشق کے جذبات رکھتے ہوئے کبھی حسن یار کی بات کرتے ہیں کبھی والیل زلفوں کی سیاہی کو یاد کرتے ہیں کبھی آپ کے جسم اطہر کی نورانیت و تابانی کا ذکر کبھی حسین پیشانی اور آنکھوں کا تذکرہ کرتے، سنتے رات دن بسر کر دیتے ہیں۔ آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ اگرچہ علمی طور پر ان کی شخصیت اتنی نمایاں نہ بھی ہو پھر بھی ان کے ساتھ لوگوں کے دلی جذبات وابستہ ہو جاتے ہیں۔ اتنا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے دیدار ہی کو نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ آج اگر سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر مسلمان اپنا قائد و محبوب مانتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا حضور

ﷺ سے عشق کا تعلق تھا آج اویس قرنی کو لوگ کیوں آنکھوں پر بٹھاتے ہیں! اس لئے کہ وہ آپ کے حسن و جمال میں وارفتہ تھے آپ سے عقیدت و محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ رفعت و بلندی عطا فرمائی کہ ہر کوئی رشک کرتا ہے۔ کاش یہ بات ہماری سمجھ میں آجائے کہ رفعت و عزت صرف آپ ﷺ کے ذکر محاسن و شمائل سے مل سکتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ورفعنالک ذکرک ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا

اس آیت کریمہ میں ذکر محبوب اور رفعت کو جمع کر دیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ذکر محبوب ﷺ کو بلند فرما دیا ہے۔ اور جو ذکر محبوب ﷺ ہو گا وہ لازماً بلند ہو گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ذکر بلند ہو

اور ذاکر بلند نہ ہو۔ گویا ہر بلند کو بلندی آپ کے ذکر سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا تزکرہ یوں کرتے ہیں

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالی بمحمد

(میں اپنے الفاظ و اشعار سے محبوب کریم ﷺ کی مدح کو بلند نہیں بلکہ آپ کے ذکر و مدح سے اپنے الفاظ کو بلندی و رفعت بخش رہا ہوں

بلکہ

اس قدر ہم نے تیرا ذکر کیا

قابل ذکر ہو گئے ہم بھی

یہ بات ذہن نشین رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر ہر جگہ تا قیامت بلند فرما دیا ہے اسے رفعت دینے کے لئے کسی کا محتاج نہیں رکھا۔ لہٰذا آپ کا تزکرہ کرنے والا کبھی بھول کر بھی یہ گمان نہ کرے کہ "

معاذ اللہ " اس دور میں فلاں جگہ میری وجہ سے آپ ﷺ کا ذکر بلند ہوا ہے۔ ایسا گمان آتے ہی انسان رفعت و بلندی کے مقام سے پستی میں گر جاتا ہے ہاں: ہمیشہ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ مجھے بلندی اس ذکر کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے

جب بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
آپ نے خرید کے ہمیں انمول کر دیا
تیری عاشقی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا۔
غم مصطفیٰ ﷺ تیرا شکریہ تو نے مرنا جینا سکھا دیا

بقول خاور صاحب کہ

سرکار کی مدحت مری پہنچان بنی ہے
یہ ان کا کرم ہے ان کی نظر ان کی عطا ہے

اور

۱ مدحت شاہ میں کٹتا ہے جو لمحہ خاور
حاصل عمر لگے حاصل ایمان لگے

سچ تو یہ ہے

نازاں ہیں شہنشاہ مرے بخت پہ خاور
آقا کی غلامی نے مجھے اتنا دیا ہے

کیونکہ

زندگی جب سے مری ان کی تمنائی ہوئی
ہر نفس اوقات سے بڑھ کر پزیرائی ہوئی

۱۔ کتاب الشفاء جلد دوم ص ۲۵

بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کچھ لوگوں نے محبوب کریم ﷺ کا تذکرہ کیا ' امت مسلمہ کے عشاق کے جذبات ان سے وابستہ ہوئے ۔ مگر جوں ہی آپ کے ذکر سے منہ پھرا ' لوگوں نے بھی منہ پھیرلیا

تیرے روٹھنے سے ہے روٹھی ساری خدائی

○ ۴۔ اشتیاق لقائے محبوب ﷺ

کامل محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ محب ہمہ وقت وصال محبوب کے لئے بے قرار اور مضطرب رہے ۔ محبوب کی حسرت دید اسے دن رات بے چین رکھے ۔

کیونکہ

فکل حبیب یحب لقاء حبیبه

ہر محب کی تمنا اور آرزو ہے کہ وہ اپنے محبوب کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اور اسی خیال میں وہ زندگی کے لحات گزارتا ہے

دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا
اور رات کو تو ہے اکثر خوابوں میں نظر آتا ہے

اور دعا یہ ہوتی ہے

کبھی یوں بھی ہو کہ یہ بے کلی مجھے ایسا درد عطا کرے
میں جہاں رہوں ' رُخِ محبوب میری چشم تر میں رہا کرے
خاور نثار اس پہ دو عالم ہزار بار
وہ زندگی جو آپ کی سوچوں میں ڈھل گئی

علماء کرام فرماتے ہیں۔ **بعض المحبة هی الشوق الی الحبیب**۔یعنی محبت کا ایک حصہ یعنی شوق لقائے محبوب ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ محبوب کی جدائی میں بہاریں روٹھ جاتی ہیں اور عاشق کو کہنا پڑتا ہے

ے میرا رنگ روپ بگڑ گیا میرا محبوب مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا میں اسی کی فصل بہار ہوں

محبت کرنے والے جدائی کے علاوہ کسی اور قیامت اور موت کے قائل نہیں ہوتے

ے موت کا نام ہی دنیا میں بڑا ہے ورنہ
زندگی میں بھی ہزار اسے مقام آتے ہیں

○

ے ڈراتے کیوں ہو جہنم سے جینے والوں کو
غم حیات سے بڑھکر کوئی عذاب نہیں

○چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خیال تھا کہ جب ذوق مضطرب کرتا تو وہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ میں حاضر ہونے کا قصد کرتے اور جمال جہاں آرا سے شفا کے متمنی ہوتے اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک مجلس میں آجاتے تو ہم نشین سے لذت و سرور حاصل کرتے اور تشنہ کامان دید' محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے تاباں کو جو تسکین جاں ہے اپنی نظروں میں سمو لیتے صحابہ کرام کی خوش بختی اور اقبال مندی کا کیا مقام تھا جو ہمہ وقت جلوہ حسن محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظارہ کرتے

ے کاش ہم اس دور میں ہوتے تو ہم بھی دیکھتے
سرور عالم کو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے
ہم بھی ہجرت کے سفر میں بن کے گرد کارواں

والہانہ آپ کے نقش کف پا چومتے ﷺ

رات دن پڑھتے نمازیں اقتداء میں آپ کی ﷺ

ہم بھی سنتے دیکھتے نور ازل کو بولتے ﷺ

آپ سے ہوتا عطا ذوقِ قدم بوسی جنہیں ﷺ

چومتے پلکوں سے خاور وہ مبارک راستے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبوب کریم ﷺ کا چہرہ اقدس دو گھڑی کے لئے اوجھل ہو جاتا تو آتش فرقت میں پروانہ وار جلنے لگتے

محبوب ﷺ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والہانہ محبت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

میرے والد گرامی سارا دن محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے جب عشا کی نماز سے فارغ ہو کر گھر آتے تو جدائی کے یہ لمحے کاٹنا بھی ان کے لئے دشوار ہو جاتا وہ ساری ساری رات ماہی بے آب کی طرح بے تاب رہتے۔ ہجر و فراق میں جلنے کی وجہ سے ان کے جگر سوختہ سے اس طرح آہ سرد اٹھتی جس طرح کوئی چیز جل رہی ہے اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی جب تک محبوب ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھ نہ لیتے

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا سبب بھی ہجر و فراق محبوب ﷺ ہی تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک محبوب ﷺ کی فرقت میں نہایت ہی لاغر ہو چکا تھا۔

كان سبب موت ابى بكر الكمد على رسول ﷺ ! فمازال جسمه يحوى حتى مات

ابو بکر صدیق کی موت کا سبب غم وصال نبی ﷺ ہے یہی وجہ ہے کہ فراق میں آپ کا جسم نہایت کمزور ہو گیا تھا حتی کہ آپ کا انتقال ہو گیا علامہ اقبال اسی سوز و گداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قوت قلب و جگر گردد نبی ﷺ
از خدا محبوب تر گردد نبی ﷺ
ذرہ عشق نبی از حق طلب ﷺ
سوز صدیق وعلی از حق طلب ﷺ

○ محبوب کے ساتھ محبت کرنے والے کس طرح چہرہ محبوب ﷺ کی دیدار فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے۔ اور ان کے نزدیک پسند و دل بستگی کا معیار کیا تھا۔ اس کا اندازہ اس روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے

دنیا سے بے خبر ہو کر تجھے دیکھا کروں

ایک دفعہ محبوب کریم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہو فرمایا۔ مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں

ا خوشبو ۲۔ نیک خاتون ۳۔ اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں

النظر الی وجہ رسول ﷺ وانفاق مالی علی رسول ﷺ وان یکون ابنتی تحت رسول اللہ ﷺ محبوب کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مال محبوب کریم

ﷺ کے قدموں میں نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ ﷺ کے عقد میں آنا

ے تمنا ہے کہ ہر نظر تجھے دیکھا کریں
ایک طرف ہو دنیا ساری
ایک طرف ہو صورت تیری
ہم دنیا سے بے خبر ہو کر تجھے دیکھا کریں

○

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت
ہم جہاں میں تیری تصویر لیئے پھرتے ہیں

○

ے دیکھا جو تیرا حسن تو کھولی نہیں آنکھیں
دنیا کی ہر اک شے تیرے معیار سے کم تھی
ہمہ شہر پر زخوباں منم و خیال ما ہے
چہ کنم کہ چشم خوشخو نکند بکس نگاہے
محبتوں کی یہ منزلیں ہیں کہ کوئی بھی ہم سفر نہیں
بسا ہے من میں کوئی ایسا کہ ما سوا کوئی خبر نہیں

○

ے میری نماز ہے یہی میرا سجدہ ہے یہی
میری نظر کے سامنے جلوہ حسن یار ہو

○

ے کسی کی یاد میں میں ہر دم بے قرار رہتا ہوں

فقط دید کی خاطر سراپا انتظار رہتا ہوں

اس لئے کہ

؎ سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

○ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک دن محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت گھر سے باہر تشریف لائے کہ

لا یخرج فینا ولا یلقاہ احد

پہلے کبھی بھی اس وقت باہر تشریف نہ لائے تھے اور نہ ہی یہ ملاقات کا وقت تھا۔

اچانک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آگئے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **ما جاء بک یا ابا بکر** اے ابوبکر ایسے وقت میں تم کیسے آئے ہو۔ آپ نے عرض کیا

خرجت القی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **وانظر وجھہ والتسلیم علیہ**

دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں اور چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی طبیعت کو سیراب کروں اور سلام عرض کروں

قابل توجہ ہے یہ واقعہ اس واقعہ میں بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے نکلنے میں فقط یہ خواہش کار فرما تھی کہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کریں، رخ انور دیکھیں اور سلام عرض کریں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے وقت میں باہر تشریف لانے کی وجہ شارحین حدیث نے یہ بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوق ملاقات کو ملاحظہ فرمالیا تھا

○ امام عبد الرؤف المناوی شرح شمائل میں لکھتے ہیں

اس گھڑی محبوب ﷺ نے اپنے غلام کے شوق ملاقات کو نور نبوت سے ملاحظہ فرمالیا تھا اس لیے خلاف معمول باہر تشریف لائے اور ابوبکر کو نور ولایت کی بنا پر یقین ہو گیا تھا کہ محبوب کریم ﷺ اس موقعہ پر زیارت سے محروم نہیں فرمائیں گے

○ اسی بات کو سید امیر شاہ گیلانی قادری نقل کرتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے نور نبوت سے ابوبکر صدیق کے حاضر ہونے کو معلوم کر لیا تھا اسی لئے خلاف معمول باہر تشریف لے آئے ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور ولایت کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ محبوب کریم ﷺ میری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے باہر تشریف لے آئے

○ مولانا محمد زکریا سہارنپوری شرح شمائل میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وقت خلاف معمول آنا "دل را بدل راہ است" حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاجت کا پرتو پڑا اور قبل اس کے کہ وہ حضور ﷺ کو ندا دیتے حضور ﷺ خود باہر تشریف لے آئے

دیگر صحابہ کرام کی فراق محبوب میں پر کیف عشق کی داستانیں کتابوں میں ملتی ہیں جن کی تفصیل ہماری دوسری کتاب محبت اور علامات محبت میں

۱۔ شرح شمائل ۔ ۲ ۔ ۱۸۹ اصل عبارت عربی میں ہے

۲ غوثیہ انوار شرح شمائل النبویہ ' ۵۳۵ اصل عبارت فارسی کی ہے اختصار کے پیش نظر ترجمہ پر اکتفا کیا گیا۔

ملاحظہ فرمائیں اشارتاً تحریر کردیے ہیں

مجھے زندگی کی دعا نہ دے مجھے زندگی کی طلب نہیں
کبھی جینا مجھ کو عزیز تھا یہ بجا سہی مگر اب نہیں

○ فراق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ کیا گزری
○ مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیارت کے بغیر اذان میں لطف نہیں آتا
○ حضرت حسان وصال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرو فراق میں کیا کہتے ہیں
○ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرو فراق میں انسان تو کجا خشک لکڑیاں بھی روتی ہیں
○ جب کھجور کا خشک تنا فراق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں تڑپتا ہے تو امت کا کیا حال ہو گا
○ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گدھا مبارک یعفور پہ کیا گرزی کیسے ہجر فراق میں جان دی
○ آستانہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر قابل رشک موت۔
○ صحابی نے دعا مانگی یا اللہ میری نظر اچک لے
○ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ اونٹ ہجرو فراق میں چل بسا
○ ملائکہ ہر لمحہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پہ حاضری دیتے ہیں۔
○ ملائکہ کے امام جو جبرائیل بار بار حاضر خدمت ہوتے ہیں

اور پکارتے ہیں۔ **انی اشد شوقا الیک**

بے لقائے محبوب چین مل جاتا گر انکو
بار بار آتے نہ یوں جبرائیل سدرہ چھوڑ کر۔

○ ۵۔ تعظیم و توقیر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامات محبت میں سے یہ بھی ہے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالانا اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسم مبارک کے سننے پر اظہار خشوع و خضوع اور انکساری کرنا بھی ہے کیونکہ دعویٰ محبت اور اظہار عاجزی و انکساری لازم و ملزوم ہیں

○ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کا یہ حال تھا جب وہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تو رونے لگتے اور خشوع و خضوع کا اظہار کرتے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غایت درجہ تعظیم کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت و جلال سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے یہی حال تابعین اور تبع تابعین کا تھا۔

○ حضرت ابراہیم یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب وہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کرے یا اس کے سامنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو وہ خشوع و خضوع کا اظہار کرے اور بدن کو ساکن کرکے جنبش نہ دے خود پر ہیبت و جلال طاری کرے گویا اگر وہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ہوتا اور اس وقت جو ادب و احترام فرض تھا ویسا ہی ادب و احترام اب بھی بجالائے

ادبو النفس ایھا الاصحاب

فالطرق العشق کلھا اداب

اے لوگوں! اپنے آپ کو ادب سکھاؤ کہ عشق کے انداز سارے کے سارے ادب پر منحصر ہیں

سحری کو چمن میں جو گرتی ہے شبنم

ہاکہ پتہ پتہ کرے با وضو یاد تیری

محبوب سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز کا ادب و احترام تعظیم و تکریم تقاضائے محبت ہے۔ اور محبت محبوب ﷺ تقاضا ایمان ہے محبوب سے منسوب ہر ہر چیز سے محبت تقاضائے محبت ہے

احب لحبها السودان حتی

احب لحبها لسودا لکلاب

یعنی اس محبوب کی وجہ سے میں حبشیوں سے محبت کرتا ہوں اس کی محبت کی وجہ سے میں کالے کتوں سے محبت کرتا ہوں

ادب تقاضائے محبت ہے لیکن محبوب کریم ﷺ کی محبت تو تقاضائے ایمان ہے

اے ایمان والو۔ جان ایمان ﷺ سے محبت کرو ان درجہ در ادب و احترام کرو ان سے منسوب ہر ہر شے کا ادب و احترام کرو ان سے متعلق ہر ہر چیز کا ادب و احترام کرو اسم محبوب ﷺ لبوں کی دہلیز پر جلوہ فگن ہو یا کانوں کے محلات میں نزول اجلال فرمائے۔ تو فوراً ادب و احترام کی تصویر کامل بن جاؤ

○ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ روزانہ قصیدہ بردہ شریف اس غرض سے بطور وظیفہ پڑھتے کہ سرکار سلطان الانبیاء محبوب کبریا ﷺ کی زیارت ہو تو حصول مقصد نہ پائے۔ کسی محرم راز سے کہا تو انہوں نے فرمایا قصیدہ بردہ شریف کا ہی درود شریف اول و آخر پڑھا کرو آپ نے ایسا کیا تو محبوب ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہوگئے آپ ہمیشہ باوضو رہتے اور اسم محبوب محمد ﷺ کبھی بے وضو نہ لیتے۔ اور فرماتے شرمم آمد کہ بے وضو نام محمد ﷺ برزباں رانم

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

○ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پسر ایاز ہمہ وقت کمر بستہ رہتا اس فرزند ایاز کا نام محمد تھا ایک دن سلطان طہارت خانہ کی طرف متوجہ حکم صادر کرنے لگے کہ پسر ایاز کو کہا جائے کہ آب طہارت حاضر کرے۔ ایاز نے یہ سخن سنا تو تفکرات کے سمندر میں غوطہ زن ہونے لگا خدا جانے میرے فرزند ارجمند سے کونسی غلطی سرزد ہوئی، جو کہ سلطان معظم کی ناراضگی کا سبب بنی۔ یعنی تب ہی تو سلطان نے اس کا نام نہ لیا سلطان معظم وضو خانہ سے باہر آئے دیکھا کہ ایاز کے چہرہ پر خوف و ملال اور تفکرات و حیرت کی گھٹا ٹوپ گھٹا چھا رہی ہے سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا! اے ایاز تیرے چہرے پر یہ دردو الم کے بادل کیسے
ایاز نے حال دل کہہ سنایا۔ سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کے لبوں پر مسکراہٹوں کے پھول کھلنے لگے ارشاد فرمایا اے ایاز! اپنے دل کو مکدر نہ کر، تیرے فرزند سے کسی غلطی کا صدور نہیں ہوا حقیقت یہ ہے کہ میرا وضو نہ تھا اور تیرے لخت جگر کا نام محمد ہے اور یہ ہی نام میرے محبوب ﷺ کا ہے مجھے شرم و حیاء دامن گیر ہوئی کہ بے وضو اس نام کو لبوں کی دہلیز پر لا کر بے ادبی کے زمرہ میں داخل نہ ہو جاؤں۔

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

○ اورنگ زیب عالمگیری اپنے ایک خادم خاص محمد قلی کو ایک دن فقط قلی کہہ کر پکارتا ہے۔ وہ فوراً پانی لیکر بارہ گاہ عالمگیریہ میں حاضر ہوتا ہے شاہ

وقت وضو کرتا ہے مصاحب انگشت بد نداں ہیں کہ نماز کا وقت نہیں، پھر خادم کو کیسے علم ہوا کہ بادشاہ کو وضو کی حاجت ہے پوچھنے پر وضاحت کی جاری ہے شاہ وقت نے غایت ادب و تعظیم کے پیش نظر کبھی اسے آدھے نام سے نہیں پکارا آج اس نے نصف نام سے آواز دی تو میں فوراً سمجھ گیا کہ بادشاہ با وضو نہیں ہے اس لئے لفظ محمد کو زبان پر نہیں لایا

جو نام محمد کی تعظیم نہیں کرتے
در اصل وہ اللہ کی تکریم نہیں کرتے

یہ تو محبت و عشق کے انوکھے اور نرالے انداز ہیں یہ عقیدتیں، یہ محبتیں اور یہ ادب و تعظیم کی منزل رفیع تو با نصیب احباب ہی کو میسر ہوتی ہے

ادب گاہیت زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا
نظروں کو جھکائے ہوئے خاموش گزر جا
بے تاب نگاہی یہاں بے ادبی ہے

○ سیدنا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مشہور محدث اور آئمہ مجتہدین سے ہیں آپ حدیث محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم مبالغہ کی حد تک کرتے تھے اول غسل فرماتے اور پھر فرش بچھایا جاتا اور مسند ٹھیک ہوتی۔ لوبان خوشبو سلگتی پھر منبر شریف پر بیٹھ کر کمال تعظیم ادب سے حدیث پاک بیان کرتے۔ کسی نے پوچھا جناب اتنا اہتمام کیوں کرتے ہو تو فرمایا

تعظیما و ادبالحدیث

○ مشہور محدث عبد اللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک دن سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا آپ درس حدیث

پاک بیان کر رہے تھے یک دم آپ کا رنگ متغیر ہو گیا مگر آپ نے تسلسل حدیث پاک بدستور جاری رکھا۔ اور بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا جب درس حدیث مبارک ختم ہوا تو دعا مانگی گئی تو میرے استفسار پر ارشاد فرمایا آج بچھو نے مجھے سولہ مرتبہ ڈنگ مارا ہے لیکن میں نے محبوب کریم ﷺ کی حدیث پاک کی عزت و عظمت و جلال و اکرام ادب و احترام کے باعث صبر کیا

ادب کا یہ عالم تھا ساری زندگی مدینہ منورہ میں گزاری لیکن کبھی سواری نہیں کی فرماتے مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے میں اس سرزمین میں گھوڑے پر سواری کروں جس زمین پاک میں محبوب کریم ﷺ استراحت فرما رہے ہوں اور مدینہ منورہ سے محبت کا یہ عالم تھا ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ فریضہ حج کے لئے مکہ معظمہ گئے ساری زندگی یہیں گزار دی کہ کہیں موت مدینہ منورہ سے باہر نہ آ جائے اور محبوب کریم ﷺ کی آپ پر وہ نظر عنایت تھی کہ کبھی آپ نے مشاہدہ جمال جہاں آرا سے انہیں محروم نہیں رکھا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں **مابت لیلہ الا رایت رسول اللہ** ﷺ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں محبوب کریم ﷺ کی زیارت سے مستفیض نہ ہوتا ہوں

محبت و ادب کا کیا مقام ہے۔

○ حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین اولیاء چشتی دہلوی بدایونی نور اللہ مرقدہ

ایک مرتبہ آپ مریدین کے ساتھ دہلی کی شاہراہ سے گزر رہے تھے اچانک سامنے ایک کتا نظر آیا تو آپ ایک طرف ہٹ کر ادبا کھڑے ہو گئے اس کے چلے جانے کے بعد جب واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو کسی نے عرض کیا ۔ سرکار وہاں ادبا کھڑا ہونا چہ حکمت دارد ؟ فرمایا ایک کتا نظر آیا ایسا کتا ایک

مرتبہ میں نے پاکپتن شریف کی گلی میں دیکھا تھا

اگر پائے سگ مے بوسم اے ناصح مزن طعنہ
کہ من چنداں بکوئے آشنائے دیدہ ام او را

۶۰۔ محبتِ اہلِ بیتِ محبوب ﷺ

اللہ جل مجدہ الکریم نے محبوب ﷺ کو ہر چیز سے برگزیدہ اعلیٰ و افضل مقام عطا فرمایا۔

ویخلق مایشاء و یختارہ اور اللہ جل مجدہ الکریم جسے چاہے پسند اور بلند و بالا مقام سے نوازتا ہے۔

اور فضیلتوں سے آپ ﷺ کو مخصوص فرمایا ہے۔ محبوب کریم ﷺ کی برکت سے اس فضیلت کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو حسب نسب، صحبت، قربتِ قریب یا قربتِ بعید سے آپ ﷺ سے نسبت ہے حقیقت میں ہر اس شخص سے محبت لازم ہے جو محبوب خدا ﷺ جس طرح محبوب کریم ﷺ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ہے

یعنی اہل بیت کی محبت محبوب کریم ﷺ کی محبت ہے اور محبوب کریم ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے

○ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **ما بال اقوام یوذینی فی نسبی وذوی رحمی**

الا ومن اذی نسبی و ذوی رحمی فقداذانی

ومن اذانی فقداذی اللہ۔ یعنی ان لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ جو میرے نسب اور

رشتہ داروں کے بارے میں اذیت دیتے ہیں ۔ جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی

○ او فرمایا محبوب کریم ﷺ نے **من مات علی حب محمد وال محمد ﷺ مات مومنا**

ومن مات علی حب محمد و ال محمد ﷺ مات شهیدا
جو اہل بیت کی محبت میں مرا وہ حالت ایمان پہ مرا اور جو بھی آل محبوب ﷺ کی محبت میں فوت ہوا وہ شہادت پا گیا

ومن مات علی حب محمد و آل محمد ﷺ مات علی آلسنة و والجماعت ومن مات علی حب محمد و آل محمد ﷺ بشره ملک الموت بالجنة جو محبوب کریم ﷺ کی اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا وہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے پر فوت ہوا اور جو اہل بیت کی محبت میں مرا موت کا فرشتہ اس کی جان قبض کرنے سے پہلے اس کو جنت کی خوشنوی دے گا۔

ومن مات علی بعض محمد و آل محمد ﷺ مات کافرا اور جو بد بخت اہل بیت کے ساتھ بغض و عناد اور عداوت و دشمنی میں مرا وہ کافر مرا اور وہ جنت کی خوشبوں تک بھی نہ پائے گا

و حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی۔ جس بد بخت نے میری اہل بیت اطہار پر ظلم کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی معلوم ہوا محبت اہل بیت

ا محبت وادب کے بارے میں تفصیل ہماری دیگر کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں

۲۔ برکات اہل رسول ﷺ

ایمان ہے اور بغض اہل بیت اطہار کفر ہے محب ' اہل بیت جنتی ۔ دشمن اہل بیت جہنمی

محبوب کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا آلِ محمد ﷺ کو پہچاننا آتش دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے اور آل محمد ﷺ سے محبت پل صراط سے گزارتا ہے اور آل محمد ﷺ سے عقیدت و محبت عذاب الٰہی سے امان ہے پہچاننے سے مراد ان کی منزلت اور مرتبہ کو پہنچانا ہے کہ محبوب کریم ﷺ سے انھیں کتنا قرب اور نسبت ہے اور جب ان کی اس نسبت کو جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پہچان لیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح ان کی خلاف ورزی سے گمراہی لازم آتی ہے اور ان کے احترام سے کس طرح گمراہی سے نجات ملتی ہے

○ سیدنا امام شافی رحمتہ اللہ علیہ عرض گزار ہیں

یا اهل بیت رسول اللّٰه حبکم
فرض من اللّٰه فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوة له

اے اہل بیت رسول ﷺ تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے فرض کی ' اور قرآن گواہ ہے

اے اہل بیت تمہاری عظمت شان کے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود شریف نہ پڑھے اس کی نماز نہیں

۱۔ نزہتہ المجالس جلد دوم ۔ تفسیر روح البیان جلد سوم ۔

۷۔ اصحاب محبوب ﷺ سے محبت

محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ادب و حقوق کے سلسلے میں صحابہ کرام کی عزت و عظمت ان کے حق و احسان کی معرفت اور اس کی ادائیگی اور ان کا اتباع و اقتدا کرنا ہے اور ان کے افعال و اعمال اور ان کے آداب و اخلاق کی روشوں اور سنتوں پر عمل کرنا ان کے ادب کا لحاظ رکھنا اور انھیں دعا و استغفار سے یاد کرنا یہ صحابی کا حق ہے کیونکہ اللہ جل مجدہ الکریم نے ہر صحابی کی یہ تعریف فرمائی ہے

رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ

اور محبوب کریم ﷺ نے فرمایا

اصحابی کا النجوم فبا یھم اقتدیتم اھدیتم

ان پر بے جا نکتہ چینی اور تنقید نہ کریں بلکہ ان کی نیکیوں' خوبیوں اور فضائل و محاسن ہی کو بیان کرنا چاہئے۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس سے اغماض و سکوت کرنا چاہئے۔ اس بنا پر کہ محبوب خدا ﷺ کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے اور اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ ظنی اور خیالی ہے

○ حضرت سہیل ابی عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ وہ شخص محبوب کریم ﷺ پر ایمان نہیں لایا جو محبوب کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر نہیں کرتا اور انھیں عزیز نہیں رکھتا اور نہ وہ رسول ﷺ کے حکم کی قدر و منزلت کرتا ہے

○ حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہے وہ یقیناً دین اسلام پر قائم ہے اور جو حضرت عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہے یقیناً اس نے راستے کو روشن کیا ہے اور جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی یقیناً وہ نور خدا سے منور ہو گیا

اور جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت کی' بلاشبہ اس نے عروۃ وثقٰی کو تھام لیا اور جس نے صحابۂ کرام کو بھلائی اور خیر کے ساتھ یاد کیا تو وہ بلاشبہ نفاق سے بچ گیا اور جس کسی نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھا وہ سنت اور طریقہ سلف کا مخالف ہوا اور مجھے خطرہ ہے کہ اس کا کوئی عمل یعنی آسمان پر صعود نہ کرے گا جب تک وہ ان سب سے محبت نہ کرے

○ حافظ الحدیث ابو ذرعہ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اذارایت رجل تنقص احد من اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاعلم انہ زندیق

اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تنقیص کرتا ہے تو یقین کر لو کہ زندیق ہے یعنی بظاہر علامہ فہامہ بباطن خبیث بے دین گمراہ ہے

○ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی ایمان نہیں جو میرے صحابہ کا تعظیم و توقیر کے ساتھ ذکر نہیں کرتا۔ نیز فرمایا میرا کوئی صحابی ایسا نہیں جسے روز قیامت حق شفاعت نہ دیا گیا ہو۔

گستاخ صحابہ بے ایمان ہے

کسی ایک صحابی کا بے ادب و گستاخ اور منکر محروم عن الایمان ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلوب پر جو انوار وحی برستے تھے وہ منقسم ہو کر

صحابہ کرام کے قلوب کو منور کرتے تھے اور کلام الٰہی کے اول مخاطب صحابہ ہی ہیں اور "من رانی" کے مظہر اول بھی یہی۔ صحابہ نے رنگ و روپ اور سیرت وہی پائی جو سیرت و صورت محبوب رب العالمین ﷺ تھی یہی چہرے قابل زیارت ہیں اور ان کے دامن میں جو کچھ بھی ہے وہ عطیہ بارگاہ محبوب کریم ﷺ تھا شمس النبوت کی جلوہ افروزیوں سے وہ منور اور قمر الرسالت کی تابانیوں سے رنگین تھے

○ صحابہ کرام نگاہ محبوب کریم ﷺ کے پروردہ اور درس محمدی ﷺ کے فارغ التحصیل تھے کسی کو نگاہ سے کسی کو دعا سے نوازا جس کو جو دیا وہ وہی بن گیا اور صاحب خلق عظیم محبوب رب العالمین ﷺ نے اپنے صحابہ کو اپنی کسی نہ کسی وصف خاص کا مظہر و منبع بنا دیا۔ جو آیا دامن بھر کر گیا یہ سب باغ مصطفوی کے برگزیدہ اور پسندیدہ پھول ہیں ان پھولوں میں محبوب کرم ﷺ کی خوشبو ہے

باغ محبوب ﷺ کے خوشنما پھول

○ شریعت و طریقت کے بحر ذخار حقیقت و معرفت کے دریائے بے کنار' صحابہ کبار سیدنا عتیق کو صدیق اکبر' سیدنا عمر کو فاروق اعظم سیدنا عثمان غنی کو ذوالنورین' سیدنا علی کو حیدر کرار بنا دیا اور سیدنا حسن کو شکر سیدنا حسین کو صبر ' کا منبع بنا دیا چھوٹی سی عمر شریف میں ابو الخلفاء سیدنا عبد اللہ بن عباس کو مفسر قرآن سیدنا ابی بن کعب کو سید القراء سیدنا ابو ہریرہ کو حافظ الحدیث " محدث " سیدنا انس کو عمر' مال' اولاد کی برکت سے نواز دیا' سیدنا معاذ بن جبل کو قاضی و فقیہ فی الصحابہ' سیدنا سعید بن زید کو علم اسرار اور سیدنا ابوذر

غفاری کو مستجاب الدعوات ' سیدنا عبداللہ ابن مسعود کو فقیہ امت ' سیدنا خذیفہ بن یمان کو واقف اسرار نبوت ! سیدنا عبد اللہ بن سلام کو عالم علم الاولین والاخرین عالم تورات وانجیل بنا دیا

سیدنا ابو ایوب انصاری کو میزبان رسول ﷺ ' سیدنا خالد بن ولید کو سیف اللہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو ماہر جہاد بنا دیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو اپنے کسی نہ کسی وصف کا جامع بنا دیا اور اپنی صفت کمال کا مظہر بنا دیا

صدیق عکس حسن کمال محمد است ﷺ
فاروق ظل جاہ و جلال محمد است ﷺ
عثمان ضیاء شمع جمال محمد است ﷺ
حیدر بہار باغ خصال محمد است ﷺ

اور

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدین
اسلام ما محبت آل محمد است ﷺ

○

۸۔ پیام محبوب ﷺ سے محبت

○ یعنی قرآن مجید فرقان حمید قرآن مجید از اول تا آخر سارا کا سارا محبوب کریم ﷺ کی نعت پاک ہے۔ قرآن پاک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ پیام محبوب ﷺ ہے علامات محبت میں سے قرآن کریم سے محبت رکھنا بھی ہے کیونکہ محبوب کریم ﷺ اللہ جل مجدہ الکریم کی طرف قرآن مجید فرقان حمید لائے جو کتاب ہدایت ہے کتاب اخلاق و سیرت

ہے

○ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

کان خلقہ القرآن

یعنی محبوب کریم ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کو سمجھنا، اس میں غور و تدبر کرنا اور اس کی حدود کو قائم کرنا علامات محبت میں سے ہے

○ حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کریم سے محبت کی نشانی قرآن کریم سے محبت رکھنا ہے اور قرآن کریم سے محبت محبوب کریم ﷺ سے محبت کی علامت ہے ○ حضرت قبلہ و کعبہ والد محترم ایک روز مجھ سے فرمانے لگے۔ بیٹا قرآن مجید کیسے پڑھتے ہو؟ میں عرض گزار ہوا جس طرح لوگ پڑھتے ہیں فرمایا قرآن مجید پڑھتے ہوئے یہ تصور کر لیا کرو کہ میں کہاں اور وہ کہاں لیکن کتنا خوش قسمت ہوں کتنا اعزاز ہے میرے لیئے کہ ادنیٰ غلام ہو کر وہ حروف و الفاظ ادا کر رہا ہوں جنہیں پیام محبت کی صورت میں جبرائیل امین لے کر آتے تھے یعنی الفاظ جبرائیل امین کی زبان پر آئے ہیں الفاظ محبوب کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی زبان پر آتے رہے۔ میری خوش قسمتی کی انتہا ہے کہ وہ کام آج میں کر رہا ہوں جب اس تصور سے کلام اللہ شریف کی تلاوت کرو گے تو لطف زیادہ آئے گا

○ در حقیقت اللہ جل مجدہ الکریم اور محبوب ﷺ کی محبت کا معیار و مصداق قرآن و حدیث ہے اس لیئے کہ محبوب کا کلام محبوب ہوتا ہے اور صد حیف ہے کہ کلام اللہ شریف کی محبت سے زیادہ لہو لعب اور گانے باجے سے محبت رکھی جائے حالانکہ یہ فساد قلب اور خرابی باطن کا نشان ہے قرآن کریم کی صوت حسن سے سماعت نصیب ہو جائے تو زیادتی ایمان اور تقویت ایمان کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں

؎ گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نسیت ممکن جز بقرآن زیستن

○ قرآن میرے محبوب ﷺ کا ایک کمال وصف ' خوبی ' صفت ' نعت تعریف و توصیف ذکر، عظیم معجزہ ہے

یا محمد محمد میں کہتا رہا ﷺ
نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی
آیتوں سے ملاتا رہا آیتیں
پھر جو دیکھا تو نعت نبی بن گئی ﷺ

اللہ جل مجدہ الکریم فرماتے ہیں

الرحمن علم القران خلق الانسان علمہ البیان

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا " **ما کان و ما یکون** " کا بیان سکھایا قرآن کریم محبوب کریم ﷺ کا دائمی اور زندہ اور تابندہ معجزہ ہے یہ صرف ایک معجزہ نہیں بلکہ حقیقت بین نگاہ سے دیکھا جائے تو اس میں ہزار ہا معجزات پوشیدہ ہیں یہ تا قیامت اظہر من الشمس معجزہ ہے اور قرآن پاک مختلف رنگ برنگے خوشبودار پھولوں کی توحید و رسالت ' احکامات ' اسماء و صفات الہیہ و جمال و کمالات محمد ﷺ کا گلدستہ ہے اور ہر ایک آیۂ کریمہ کے دامن میں صورت و سیرت محبوب کریم ﷺ کی رنگینی و نکہت ہے اور صفات حمیدہ کا تذکرہ ہے۔ قرآن پاک بتمامہ نعت رسول ﷺ بھی ہے اور ذکر رسول بھی ' اور قرآن پاک شان محبوب کریم ﷺ کا محافظ بھی ہے اور عظیم تر معجزہ بھی

؎ مصحفے را ورق ورق دیدم

ہیچ سورت نہ مثل صورت اوست

جب نعت محبوب ﷺ ذکر محبوب ﷺ کمال محبوب ﷺ خوبی محبوب ﷺ کی کوئی نظیرو مثال نہیں تو خود محبوب کریم ﷺ کی مثل کون ہو سکتا ہے

حق تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنی ربوبیت میں بیمثل اور قرآن کریم اپنی شان میں بے مثل اور محبوب کریم ﷺ اپنی عظمت میں بے مثل ہیں رب کریم شان رب العالمین ۔ قرآن ذکر للعالمین محبوب کریم ﷺ ۔ رحمتہ للعالمین ' رب العزت اپنی شان میں **لیس کمثلہ شیئی**

اور قرآن مجید کی ایک ایک سورت اور ایک ایک آیت پاک کا دعویٰ

فاتو بسورۃ من مثلہ

اور صاحب قرآن ﷺ اپنی ذات و صفات میں بے مثال آپ کا ایک ایک رونٹا بیمثل ' بیمثل محب کا بیمثل محبوب ' بیمثل کتاب لائے ۔ جس کے سامنے قحطان کے بلند پایہ شاعر فصحاء اور عدنان کے نامور خطباء جیسے فصیح و بلیغ کلام اللہ کے اعجاز کے سامنے دم بخود ہیں اس مصحف پاک کی کسی ایک سورت یا آیت کریمہ کا مثل لانا ناممکن ہے بعینہٖ صاحب قرآن محبوب دو جہاں ﷺ کے کسی ایک رونٹے کی مثال لانا ناممکن اور محال ہے **قیل کریم لنزولہ من عند کریم بواسطہ الکرام الیٰ اکرم الخلق**

کریم ہے کیونکہ رب کریم کی طرف سے اتری ہے ۔ کریم فرشتہ لے کر آیا ہے اور کریم الخلق رسول پر نازل ہوئی

اللہ تعالیٰ کریم ہے ' قرآن بھی کریم اور بعطاء کریم ۔ رسول بھی کریم اور جبرائیل بھی کریم ﷺ قرآن مجید دوا ہے اور دعا بھی ' دماغی روحانی اور قلبی امراض کے لئے شفا بھی ہے ۔

علیکم الشفا بالعسل والقران خیر الدواء القران

تم پر لازم ہے قرآن اور شہد سے شفا چاہو اور فرمایا بہترین علاج قرآن ہے

تو معلوم ہوا ذکر محبوب ﷺ میں شفاء ہے۔ قرآن نعت ' ذکر محبوب ﷺ اور شہد بنتا ہے جب اس پر مکھیاں محبوب ﷺ کا ذکر کرتی ہیں ذکر محبوب ہیں ' ذکر محبوب ﷺ میں دماغی ' روحانی ' قلبی ' جملہ امراض کی دوا شفاء ہے

اللہ جل مجدہ الکریم نے **علم القران** فرما کر جملہ علوم اولین تورات انجیل زبور صحیفہ جات اور علوم اسرار الہیہ اور غیبیہ عطا فرما دیئے علم قرآنی تو میرے محبوب ﷺ کا علم شریف ہے اور آپ ﷺ کی سیرت پاک قرآن پاک کی مکمل عملی تفسیر ہے

بر دفتر جلال تو تورات یک رقم
وز مصحف جمال تو انجیل یک ورق

آپ کی صفت جلال کا کیا کہنا تورات صرف اس کا نمونہ ہے اور آپ کی صفت جمال کی کیا بات ہے انجیل تو صرف ایک حرف ہے

عشق میں ہم تمہیں کیا بتائیں

لوگوں نے کیسے زندگیاں گزاریں؟

عاشقوں کے معمولاتِ زندگی کے چند اوراق

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر پر نظر رکھتے ہوئے چند اوراق ملاحظہ

فرمائیں

عاشق راشش نشان اے پسر
آہ سرد، رنگ زرد، چشم تر
کم گفت، کم خور و خفتن حرام

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ عاشق کی چھ نشانیاں علامتیں ہیں قارئین کرام ذرا غور فرمائیں

حضرت اسود بن یزید نخعی علیہ الرحمتہ

نے عشق میں کیسے زندگی گزاری

○ حضرت اسود بن یزید نخعی رحمتہ اللہ علیہ یہ حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں ہیں جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داوا استاد ہیں۔ حضرت اسود بن یزید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور صاحب فتویٰ تھے علمی مشاغل کے باوجود روزانہ سات سو رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ روزہ و عبادت کی کثرت اور شب بیداری کی مشقتوں کی وجہ سے ان کے بدن مبارک کا رنگ پہلے زرد پھر سبز ہو گیا تھا۔ روتے روتے آپ کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی

کوفہ ان کا وطن تھا کوفہ کے عوام و خواص آپ کو اسود جنتی کہہ کر پکارا کرتے تھے عرض زماں پر واقعہ پڑھتے ہوئے شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا

ا۔ عمدہ القاری، طبقات

مندرجہ بالا شعر ذہن میں رکھیئے

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاشقانہ زندگی

○ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بن ثابت رحمتہ اللہ علیہ نے عشق میں چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی آپ کثیر العبادات رات بھر عبادت میں مصروف رہتے رات بھر قیام الیل کی وجہ سے لوگ آپ کو "کھونٹی" کیا کرتے تھے۔ رات کو خوف الٰہی سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے پڑوسیوں کو آپ کے حال پر رحم آنے لگتا تھا۔ قرآن پیام محبت ہے 'نعت محبوب ہے' ذکر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے قرآن کو نعت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھکر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات ہزار مرتبہ ختم قرآن پاک پڑھا تھا رمضان المبارک میں آپ اکسٹھ ختم قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ تیس ختم دن میں اور تیس ختم رات میں اور ایک ختم تراویح میں آپ کی وفات کے بعد قاضی القفاۃ حسن بن عمارہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنا کر قاضی القضاۃ نے ہزاروں کے مجمع میں بھرائی ہوئی آواز سے چلا کر یہ اعلان فرمایا کہ اے ابو حنیفہ! آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آپ نے تیس سال تک مسلسل روزہ رکھا اور چالیس سال تک رات میں بستر سے پیٹھ نہیں لگائی یہ سب کچھ کیا ہے؟ محبت کا کرشمہ ہے۔

حضرت ابو العالیہ رحمتہ اللہ علیہ نے کیسی محبت کی؟

○ حضرت ابو العالیہ رحمتہ اللہ علیہ بہت ہی جلیل القدر محدث تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سینکڑوں بڑے بڑے محدثین ہوئے ہیں۔ علم کے کمال کے ساتھ زہد و تقویٰ، محبت و عبادت میں بھی بہت ممتاز و مشہور تھے سفر اور وطن میں بھی کبھی آپ کی نماز تہجد فوت نہیں ہوئی۔ آپ کا قول ہے کہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ عالم و حافظ ہو کر رات بھر سوتا رہے اور نماز تہجد میں قرآن مجید نہ پڑھے

حضرت ابوبکر بن عیاش کوفی رحمتہ اللہ علیہ محبت میں کیا کرتے ہیں

○ حضرت ابوبکر بن عیاش کوفی رحمتہ اللہ علیہ بہت بلند مرتبہ محدث ہیں۔ کوفہ کے محدثین اور قاریوں میں ان کو بے پناہ شہرت حاصل تھی۔ عشق و محبت میں عبادت کا یہ عالم تھا کہ تیس برس تک مسلسل روزانہ ایک ختم قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہے اور ستر برس تک متواتر بیدار رہ کر نوافل پڑھتے۔ اور دن کو روزہ رکھتے انتقال کے وقت ان کی صاحبزادی رونے لگی۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری پیاری بیٹی تم کیوں روتی ہو؟ کیا تم ڈرتی ہو کہ تمہارے باپ کو عذاب دیا جائے گا؟ اے نور نظر تمہیں کیا خبر؟

۱۔ تحفہ السلطان فی مناقب النعمان۔ مناقب النعمان، مناقب الامام مناقب الامام ابی حنیفہ، عقود الجمان فی مناقب النعمان

میں نے اپنے اس مکان کے صرف اس ایک کونے میں ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے

○ حضرت بشر بن منصور اسلمی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم کرتے

○ حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمتہ اللہ علیہ۔ پچاس سال تک تمام رات نوافل پڑھتے روزانہ ایک ختم کلام مجید کرتے وفات کے بعد دیکھا گیا قبر میں نماز پڑھتے ہوئے اور قبر انور سے تلاوت کلام مجید کی آواز آتی

○ حضرت خطیب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ آپ روزانہ سفر و حضر میں تجوید و ترتیل کے ساتھ ایک ختم قرآن مجید پڑھتے جس کو لفظ بہ لفظ تمام لوگ سنتے سفر اور بیماری وغیرہ کی وجہ سے بھی کبھی ناغہ نہ کرتے تھے

○ حضرت زبیر بن محمد مروزی رحمتہ اللہ علیہ رمضان شریف میں دن رات ملا کر تین قرآن پاک تلاوت کرتے اور سال بھر میں نوے قرآن ختم کرتے۔ اور اس کے علاوہ اکثر اوقات میں بھی تلاوت کلام مجید کرتے رہتے

○ حضرت عبدالرحمن بن قاسم عتقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ دو ختم شریف کرتے مگر جب لوگوں نے ان کو تعلیم حدیث پاک کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم موقوف کر دیا اور ایک ہی ختم آخر عمر تک پڑھتے رہے

○ حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار ان محدثین میں ہے جو حدیثوں کی جانچ پڑتال اور روایتوں کے پرکھنے میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ بیس سال تک بلا ناغہ ہر رات نماز تہجد میں ایک ختم قرآن مجید پڑھتے رہے

○ حضرت ربیع بن صبیح سعدی رحمتہ اللہ علیہ بصرہ کے باکمال محدثین میں سے ہیں۔ آپ کے گھر کا بچہ بچہ عابد شب زندہ دار و تہجد گزار تھا رات کو ان

کے گھر سے تلاوت کی کثرت اور تہجد کے باعث شہد کی مکھی کے چھتوں کی سی آواز آیا کرتی تھی

○ حضرت ضرار بن مرہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ محدثین کے استاد ہیں آپ نے وفات سے ۱۵ برس پہلے ہی اپنی قبر تیار کرلی تھی اور روزانہ اس قبر میں بیٹھ کر ایک ختم قرآن مجید پڑھا کرتے تھے

○ حضرت ابن علیہ رحمتہ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں اور ان کے شاگردوں میں حضرت امام احمد بن حنبل اور امام شافعی بھی ہیں۔ محدثین کرام عام طور ان کو سید المحدثین وریحانۃ الفقہاء (فقہاء کا پھول) کہا کرتے تھے زہد و تقویٰ اور پیام محبوب کے ساتھ لگن و محبت کا یہ عالم تھا کہ حضرت علی بن مدینی محدث اعظم کا بیان ہے کہ ایک رات میں ان کے مکان پر رہا تو میں نے دیکھا کہ رات میں آپ نے ایک تہائی قرآن مجید کی تلاوت کی اور پھر نوافل میں ساری رات گزار دی

○ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ آپ نے نو سو مشائخ سے علم حدیث پاک پڑھا آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں جو آپ ہی کے ہم پلہ علم و فضل والے ہیں آپ کو علم طلب کرنے کی خواہش بلکہ حرص بہت زیادہ تھی آپ کی تصانیف کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب موطا امام مالک ہے جس کو ایک ہزار محدثین کرام نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر تحریر کیا ہے۔ درس حدیث پاک کے بعد تلاوت

۱۔ تہذیب التہذیب و نودی ۲۔ تہذیب التہذیب ۳۔ اکمال و تہذیب التہذیب ۴۔ بستان المحدثین ۵۔ تزکرۃ الحفاظ ۶۔ بستان الحدیث ۷۔ بستان المحدثین ۸۔ تہذیب التہذیب ۹۔ تہذیب التہذیب۔

کلام پاک آپ کا بہترین مشغلہ تھا اور آپ نے اتنی بار کلام اللہ شریف ختم کیا کہ شمار نہیں ہو سکا

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اختصار کے پیش نظر چند عاشقوں کا ربط و تعلق کلام محبوب کے ساتھ عشق و محبت و شغف تحریر کر کے نوک قلم کو شرف بخشا۔ مزید تفصیل اگر مطلوب ہو ہماری کتاب محبت و علامات محبت ' عشق و اہل عشق ' عشق و عقل ' کا مطالعہ فرمائیں

○۹۔ فرمان محبوب ﷺ سے محبت

یعنی حدیث پاک

محبوب کریم ﷺ کی تعظیم میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث شریف سے محبت کی جائے اور تعظیم کی جائے۔ حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے جب حدیث شریف پڑھی جائے تو اپنی آواز کو بلند نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ دھیمی کر دینی چاہیئے۔ جیسا کہ حیات شریف میں محبوب کریم ﷺ کے تکلیم کے وقت ہوا کرتا تھا اور مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پر بیٹھ کر پڑھی جائے۔ حدیث شریف پڑھتے یا پڑھاتے۔ کسی کی تعظیم کے لئے اٹھنا مکروہ ہے

○ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک برابر آتا جاتا رہا۔ مگر انھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی وقت بھی بے تعظیمی سے قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا۔ اور جب کہ ایک دن بے خیالی میں ان کی زبان پر یہ جاری ہو گیا تو وہ اتنے شرمندہ ہوئے کہ ان کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور وہ پسینہ پسینہ ہو گئے ایک اور روایت میں ہے کہ ان کا چہرہ گرد آلود جیسا ہو گیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ایسی ہچکی بندھی کہ گردن کی رگیں سوج گئیں

○ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ وادی عقیق کی طرف جا رہا تھا میں نے راستے میں ان سے ایک حدیث شریف کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ مجھے تم سے یہ توقع نہ تھی کہ راستہ چلتے ہوئے مجھ سے حدیث شریف کے بارے سوال کرو گے

○ جب لوگ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس طلب علم کے لیئے آتے تو خادمہ دولت خانہ سے نکل کر ان سے دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہیں یا مسائل فقہ کے لئے اگر وہ کہتے کہ مسائل کے لئے تو امام صاحب جلدی باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے ہم حدیث شریف کے لئے آئے ہیں تو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ غسل کر کے خوشبو لگاتے پھر لباس تبدیل کر کے باہر نکلتے آپ کے لئے ایک تخت بچھا رہتا جس پر بیٹھ کر آپ روایت حدیث پاک کرتے۔ اثنائے روایت مجلس میں عود جلایا جاتا۔ یہ تخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس

۱۔ تہذیب التہذیب ۲۔ اکمال ' طبقات شعرانی ' بستان المحدثین

طرح محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی تعظیم کروں

○ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے نو سو مشائخ سے علم حدیث پاک پڑھا اور آپ کے بے شمار شاگرد محدثین کرام ہیں آپ کی تصنیف کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب موطا امام مالک ہے جس کو ایک ہزار محدثین نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر تحریر کیا امام صاحب مدینہ پاک کے درودیوار کا حدیث پاک کا ازحد احترام کرتے

○ حضرت امام محمد بن اسماعیل امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ کو تین لاکھ حدثین یاد تھیں دو لاکھ حدیثیں مسجد حرام شریف میں لکھیں ایک لاکھ سے زیادہ محدثین کرام آپکے شاگرد ہیں اور ان کی کتاب صحیح بخاری شریف کا اگر کوئی ختم کرائے تو معیبت ٹل جاتی ہے۔ پہلے لوگ ختم قرآن پاک کی طرح بخاری شریف کا ختم بھی حصول برکات کے لئے کراتے

○ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ آپ کو دس لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں

○ حضرت ابو العالیہ علیہ الرحمتہ بہت ہی جلیل القدر محدث تھے آپ کے شاگردوں میں سینکڑوں

بڑے بڑے محدثین کرام ہوئے آپ حدیث پاک کا ازحد احترام کرتے

○ حضرت ابوبکر بن محمد انصاری رحمتہ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے قاضی تھے بہت ہی کثیر الحدیث محدث تھے

۱۔ شرح الزرقانی للموطا ۲۔ تفصیل ہماری کتاب محبت اور علامات محبت میں ملاحظہ فرمائیں ۳۔ اکمال، طبقات شعرانی

○ حضرت ابن جریج رحمتہ اللہ علیہ ان نام مبارک عبد المالک بن عبد العزیز ہے بہت ہی بلند پا یا حافظ حدیث تھے۔ محدثین میں سب سے پہلے علم حدیث کی کتابیں نصنیف فرمانے والے یہی ابن جریج ہی ہیں

○ حضرت ابو قلابہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کا اسم مبارک عبد المالک رقاشی ہے آپ بڑے پائے کے محدث ہیں محمد بن طبری نے تو یہاں تک کہا کہ میں نے ان سے بڑھکر حدیث پاک کا حافظ کسی کو نہیں دیکھا

○ حضرت یونس بن یوسف لیثی رحمتہ اللہ علیہ آپ بھی بہت بڑے فاضل حدیث ہیں آپ کے علم وفضل کا اندازہ لگانے کے لئے یہی کافی ہے کہ حضرت امام مالک و حضرت ابن جریج نے بھی آپ کی درسگاہ میں حاضری دے کر علم حدیث پاک کی تحصیل کی ہے

○ حضرت ابوزرعہ رحمتہ اللہ علیہ علم حدیث شریف کے مشہور امام ہیں اور فن حدیث میں امام بخاری کے ہم مرتبہ سمجھے جاتے ہیں ایک بار امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے علم میں صحیح حدیثوں کی تعداد سات لاکھ ہے اور ابوزرعہ ان میں سے چھ لاکھ حدیثوں کو زبانی یاد کر چکے ہیں۔ آپ یقیناً اپنے زمانے کے امیر المومنین فی الحدیث ہیں

○ حضرت ابن علیہ رحمتہ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں اور ان کے شاگردوں میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں محدثین عام طور پر ان کو سید المحدثین وریحانۃ الفقہاء' فقہاء کے پھول کہا کرتے تھے

○ حضرت یحییٰ بن معین بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس زمانے کے محدثین "جبل الحدیث" (حدیث کا پہاڑ) کہتے تھے آپ کے والد صوبہ ایران

کے امیر خراج تھے لاکھوں روپے آپ کو اپنے والد کی میراث میں ملے تھے مگر آپ نے یہ ساری رقم علم حدیث پاک حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالی۔ دس لاکھ حدیثوں کو آپ نے اپنے قلم سے تحریر کیا۔ محمد بن نصر طبری کا بیان ہے کہ میں یحیٰ بن معین کی ملاقات کے لئے گیا تو انھوں نے حدیثوں کے بہت سے دفتر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جو حدیث ان دفتروں میں نہ ملے سمجھ لو کہ وہ جھوٹی ہے۔ انتقال کے بعد تیس الماریاں اور بیس تھیلے حدیثوں کے دفتروں سے بھرے ہوئے آپ کے گھر سے نکلے یہی آپ کا ترکہ تھا

تبرکاً چند عاشقوں کا ذکر کیا تفصیل ہماری دیگر کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں چند صفحات کے مطالعہ کرنے سے آپ بخوبی سمجھ چکے ہونگے کہ

قرآن حکیم سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روزانہ تلاوت کی جائے اس کو سمجھ کر اس کے احکامات پر عمل کیا جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے تو آپ سمجھ چکے ہونگے کہ کس طرح عاشقوں نے قرآن کریم کی شب اور روز تلاوت کی۔ اسی طرح محبت حدیث سے مراد۔ آدب حدیث ہے

○ جس طرح حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ عمدہ لباس پہن کر موؤدب بیٹھ کر حدیث محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے منصب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ اس لئے

۱۔ اکمال و طبقات شعرانی ۲ تہذیب التہذیب ۳۔ تزکرۃ الحفاظ ۴۔ تزکرۃ الحفاظ، تہذیب

اس کی تعظیم و توقیر لازمی ہے اس طرح حضرت لیث اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معمول تھا کہ بے وضو حدیث پاک کی کتابت نہیں کرتے

یہ سب کچھ کیا ہے محبت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ثمر ہے ورنہ عام لوگ عشق سے خالی فرمان محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب و احترام یا جدوجہد کہاں کرتے ہیں۔ یہ عشق کا ہی کمال ہے۔

ارے تم میں کوئی عاشق نہیں اور عاشقوں کے رمز سے واقف نہیں

خوشا آتش شوق ارباب عشق

خوشا لذت درد اصحاب عشق

○ ۱۰۔ محبوب کی دل نواز اداؤں پر مرنا

○ حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا انھوں نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی جس سے اس کے پتے گرنے لگے پھر مجھ سے کہنے لگے کہ اے ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ میں نے ایسا کیوں کیا میں نے کہا بتا دیجئے ایسا کیوں کیا انھوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑ کر اسی طرح کیا تھا جس سے اس ٹہنی کے پتے جھڑنے لگے تھے پھر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمان پوچھتے کیوں نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا

۱۔ تہذیب التہذیب ۲۔ الشفاء

میں نے عرض کیا بتا دیجئے ایسا کیوں کیا محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسے ہی گر جاتی ہیں جسے یہ پتے گر رہے ہیں۔ پھر محبوب کریم ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

واقم الصلوۃ طرفی النھار و زلفا من الیل ان الحسنت یذھبن السیات ذلک ذکری للذکرین

یعنی آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں ' بے شک نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو ' یہ نصحیت ہے نصحیت ماننے والوں کے لئے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو عمل کر کے دکھایا یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کی ادنیٰ مثال ہے جب کسی شخص کو کسی شخص سے محبت ہو جاتی ہے تو پھر اس کی ہر ایک ادا بھاتی ہے اور اسی طرح ہر کام کرنے کو جی چاہتا ہے جس طرح محبوب کو کرتے دیکھتا ہے جو لوگ محبت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ اپنی اونٹنی کو ایک مکان کے گرد اگرد پھرا رہے ہیں ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا مگر اتنا کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لئے میں نے بھی کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنھم امور عادیہ میں بھی محبوب کریم ﷺ کا اقتداء کیا کرتے تھے۔

○ ۱۱۔ محبوب ﷺ کی پسند سے محبت

محبوب کریم ﷺ کے لئے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہ کی جاتی تھی ۔ حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بروایت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے محبوب کریم ﷺ کو بن چھانے آٹے کی روٹی کھاتے دیکھا ہے اس لئے میرے واسطے آٹا نہ چھانا جائے

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے محبوب کریم ﷺ کو کھانے پر مدعو کیا میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا۔ جو کی روٹی اور شوربا محبوب ﷺ کے سامنے رکھا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا میں نے محبوب دو جہاں ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے اطراف سے کدو کی قاشیں تلاش کرتے تھے اس لیئے میں اس دن کے بعد سے کدو ہمیشہ پسند کرتا ہوں۔

○ حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ محبوب کریم ﷺ کدو شریف کو پسند فرماتے تھے ۔ ایک شخص نے کہا میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر امام موصوف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا تجدید ایمان کرو ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔

○ حضرت عبید بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ بیل کے دباغت کیئے ہوئے چمڑے کا بے بال جوتا کیوں پہنتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ ایسا جوتا پہنا کرتے تھے جس میں بال نہ ہوں اس لئے میں

اس کو محبوب رکھتا ہوں کہ ایسا جوتا پہنوں

شعر ؎ فدا ہو آپ کی کس کس ادا پر
اداائیں لاکھ اور بے تاب اک دل

○ ۱۲۔ محبوب ﷺ کی ناپسند سے نفرت

جس طرح محبوب ﷺ کی پسندیدہ چیزوں سے محبت تقاضائے عشق و محبت ہے اسی طرح ان اشیاء و امور سے نفرت کرنا بھی عین علامت محبت ہے۔ جن سے محبوب کو نفرت ہو یعنی جو چیزیں محبوب کریم ﷺ نے اپنی سنت مطہرہ میں مکروہ فرمائیں اور ان کے کرنے کو عام حالت میں ناپسند فرما۔ مثلاً لباس کھانے پینے کی بعض اشیاء اور دوسرے روز مرہ کے معمولات میں بعض امور وغیرہ سے اجتناب کرنا محبوب کریم ﷺ سے عشق و محبت رکھنے والے کامل نمونہ تھے

○ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے ایک عاشق صادق کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے اسے نکال کر پھینک دیا یعنی ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے = محبوب کائنات ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس عاشق سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی کو اٹھا۔ اور بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا اس نے جواب دیا نہیں رب کائنات کی قسم! اسے میں کبھی نہیں لوں گا کیونکہ اسے محبوب کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے

○ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں

ہے کہ یہ عاشق صادق محبوب ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا اوپر ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سے رنگی ہوئی تھی ۔ محبوب دو جہاں ﷺ دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے ؟ فرماتے ہیں مجھے اس سوال سے محبوب کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے ۔ گھر آیا گھر میں چولہا جل رہا تھا وہ چادر جو پہلے بڑی محبوب تھی ' من پسند تھی ۔ اس میں ڈال دی ۔ صحابی فرماتے ہیں دوسرے وقت حاضری نصیب ہوئی محبوب کائنات ﷺ ارشاد فرمانے لگے ۔ وہ چادر کہاں گئی عرض کی جلا دی ۔ فرمانے لگے عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی عورتوں کے پہننے میں تو کوئی مضائقہ نہ تھا

○ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ محبوب دو جہاں ﷺ کے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میرے بال بہت بڑھے ہوئے تھے جب مجھ پہ نظر کرم فرمائی فرمایا ذباب ' ذباب میں نے سمجھا کہ میرے بالوں کے متعلق ارشاد فرمایا ۔ میں فوراً اٹھا اور بال کٹوا دیئے ۔ دوسرے روز جب قسمت عروج پر تھی اور دوبارہ زیارت سے مشرف ہوا ۔ محبوب ﷺ نے دیکھ کر فرمایا ۔ تمہیں نہیں کہا تھا ۔ لیکن یہ اچھا کیا ہے

○ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نو عمر بھتیجہ خزف سے کھیل رہا تھا ۔ انھوں نے دیکھا اور فرمایا ۔ برادر زادہ ایسے نہ کرو کیونکہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے اور نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے ۔ اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے ۔ دانت ٹوٹ جائیں ۔ بھتیجہ کم عمر تھا ۔ اس نے

---

۱ ۔ مشکوۃ ' مسلم شریف باب الخاتمہ ۔ ۲ ۔ ابوداؤد

۳ ۔ ابو داؤد ۔ ۴ ۔ دارمی ابن ماجہ

جب چچا جان کو ادھر سے غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ نے دیکھ لیا۔ فرمایا میں تجھے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر بھی اسی کام کو کرتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ دوسری روایت میں ہے۔ خدا کی قسم تیرے ساتھ کلام نہیں کرونگا۔ عیادت نہیں کروں گا نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں گا

نوٹ آج مسلمان اپنے حالات پر غور کریں کہ احادیث محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ارشاد محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابندی ہم پر کتنی ہے

○ ۱۴۔ محبوب کے ہم وطنوں، ہم زبانوں سے محبت

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اية الايمان حب الانصار روايه النفاق بغض الانصار

انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض منافقت ہے

○ اہل عرب سے محبت کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

من احب العرب فبعبی احبهم ومن ابغضهم فبیغفی ابغضهم

جس نے اہل عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھنے کی بنا پر رکھی

○ میرے پیر و مرشد اہل عرب کی بہت قدر کرتے ہیں۔ اب بھی اگر آستانہ عالیہ سیال شریف میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ہم وطن ہم زبان تشریف

لے آئے تو حضرت صاحب بہت عزت ' احترام کرتے ہیں ۔ سر آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں حضرت خواجہ خواجگان شیخ الاسلام والمسلمین نے کفن مبارک مدینہ کی گلی میں بچھا دیا اور اوپر سے جب سگ مدینہ منورہ گزرا تو اٹھا لیا اور وصیت فرمائی اس کفن کو سگ مدینہ سے نسبت ہے مجھے اسی میں دفنانا

○ اسی طرح پیر جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ محبوب ﷺ کے در اقدس کے زخمی سگ کو دیکھا تو اپنے سر انور سے دستار مبارک اتار کر پٹی کرنے لگے اور اس فعل کو اپنے لیئے غنیمت سمجھا عشق و محبت والے لوگ اس چیز کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں

اگر پائے سگ ے بوسم اے ناصح مزن طعنہ
کہ من چنداں بکوئے آشنائے دیدہ ام اورا

○ مولانا روم صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجنوں کے بارے میں فرماتے ہیں

پائے سگ بوسیدہ مجنوں ' خلق گفتہ ایں چہ بود
گفتہ مجنوں گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ بود

فرماتے ہیں کہ مجنوں کے قریب سے ایک کتا گزرا ۔ مجنوں کتے کے پیچھے بھاگا اور کتے کو پکڑ کر کتے کے پاؤں چومنے لگا ۔ لوگوں نے کہا مجنوں پاگل ہو گئے ہو مجنوں نے کہا پاگل میں نہیں تم ہو

ارے تم میں کوئی عاشق نہیں
عاشقوں کے رمز سے واقف نہیں

میں اس کتے کے قدم اس لئے چوم رہا ہوں کہ یہ کوئے یار سے ہو کر آیا ہے

۱۔ متفق علیہ صحیح بخاری کتاب الایمان

۲۔ البیھقی فی شعب الایمان

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

بلکہ ہمارے اکابرین تو عشق و محبت اور ادب محبت میں کمال درجہ رکھتے ہیں خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ آپ اپنے پیر و مرشد کے ہم زبان ہر پٹھان کی قدر، عزت و احترام کرتے ہیں اور اپنے پیرو مرشد کی خدمت و ادب میں دن و رات مصروف رہتے خواجہ شمس الملت و الدین اپنے پیرو مرشد پیر پٹھان خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ ۱۴ مرتبہ تونسہ شریف سے مہار شریف اس حال میں تشریف لے گئے کہ خواجہ تونسوی علیہ الرحمتہ کا سامان اپنے کاندھوں پر اٹھا کر حضرت کی گھوڑی کے آگے آگے دوڑتے جاتے تھے

○ میرے پیرو مرشد کے عشق و محبت و ادب کا کیا کہنا عجز و انکسار طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا محبوب ﷺ سے کمال درجہ کا عشق تھا۔ اسی طرح سادات، علماء مشائخ سلسلہ اور ہم سلسلہ حضرات سے بڑی تواضع سے پیش آتے۔ حضرت خواجہ فیض بخش للہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گھنٹوں مراقب رہتے تھے اور فرماتے تھے یہاں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت خواجہ محمد سلمان تونسوی قدس سرۃ کی مجلس میں پہنچ گیا ہوں۔ خاندان تونسوی کے ہر چھوٹے بڑے کا احترام کرتے۔ معصوم بچوں تک کے لئے بھی ادب سے کھڑے ہو جاتے۔ غایت احترام کی وجہ سے تونسہ شریف میں جوتا نہیں پہنتے تھے۔ فضل و کمال اور علوشان کے باوجود ادب و احترام اور عجز و انکسار میں اس زمانہ میں آپ اپنی مثال آپ تھے چونکہ آپ محقق عالم اور مرد باخدا تھے اس لئے آپ کے اندر تعصب کا شائبہ تک نہ تھا بلکہ حق تو یہ ہے

کہ مجھے اپنے پیرو مرشد کو دیکھتے ہی اس بات کا احساس ہوا کہ علم کی غرض و غایت عجز و انکساری کے سوا کچھ نہیں

۱۴۰- محبوب ﷺ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت

علماء ' اولیاء صلحاء اور متبعین سنت یہ حضرات محبوب ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں

علماء ' صلحا ' اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا یقیناً آئینہ دل کے رنگ کو صاف کرتا ہے دنیا کی آلائش اس سے دھلتی ہیں - روح کو پاکیزگی میسر آتی ہے - ان کی بابرکت مجلس میں دل نور ایمان سے منور ہوتے ہیں اور مردہ دلوں کو حیات نو ملتی ہے

شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات کا رخ نہیں موڑ سکتا گو عمر بھر مجاہدہ کرتا رہے لہٰذا جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ بن کر رہ تاکہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرو اور جس چیز سے وہ روکے اس سے احتراز کر اگر

۱- مزید تفصیل ہماری کتاب آداب محبوب ﷺ ' ذکر محبوب ﷺ میں ملاحظہ فرمائیں

پیشہ کرنے کا حکم کرے پیشہ کر، مگر اس کے حکم سے، نہ کہ اپنی مرضی سے۔ بیٹھ جانے کا حکم کرے تو بیٹھ جا۔ لہذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کر تاکہ وہ تیری ذات کو محبوب حقیقی سے ملا دے۔

○ علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں اتباع سنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں۔ مخلوق خدا پر شفیق ہوں، تعصب و عناد ان میں نہ ہو، اپنے بزرگوں کی صحبت و خدمت آداب و محبت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے۔

ؔ صحبت نیکاں اگر باشد نصیب
دولت جاوید یابی اے حبیب

○ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کریم کے ساتھ محبت کرنے والے بندے وہ ہیں جنھیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے

ارشاد ربانی ہے

یا ایها الذین امنو اتقو اللّٰه وکونوا مع الصدقین

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ سے محبت کرنے والے سچوں کے ساتھ رہو مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سچوں سے مراد مشائخ صوفیہ ہیں جب کوئی شخص ان کی دہلیز کے خدام میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو ان کی تربیت اور قوت ولایت کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا ہے

چوں تو خواہی ہم نشینی با خدا
رو نشیں تو در حضور اولیا

۱۔ البقرہ ۴، ۱۱۹

اگر تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو جا اور اولیاء کرام کی محبت و صحبت اختیار کر

چوں شدی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

اگر تو عاشقوں کی محبت سے دور ہو گیا تو اچھی طرح سمجھ لے' درحقیقت تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا

چوں تو پیوندی بداں شہ شہ شوی
ذرہ باشی ولیکن مہ شوی

جب تو اس بادشاہ یعنی مرشد کامل سے جا ملا۔ تو سمجھ لے اب تو بھی بادشاہ بن جائے گا اگرچہ ذرے کی مانند حقیر ہے لیکن ان کی برکت محبت سے چمکتا ہوا چاند بن جائے گا

ہیں بشو تو خاکپائے اولیاء
تا بہ بینی ز ابتداء تا انتہاء

میری گزارش سن جا اور محبت کرنے والوں کے قدموں کی دھول بن جا۔ تاکہ تجھ کو ابتداء اور انتہا سب نظر آنے لگے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
آنچہ دروہمت نیاید آں دہد

محبوب کامل شیخ کامل کی مقدس ذات وہ سنگ پارس ہے کہ تیری مردہ جان تجھ سے لیکر تجھ کو سو جان عطا فرمائے گا

اور جو کچھ تیرے ذہن میں بھی نہیں آسکتا وہ تجھ کو عنایت فرمائے گا۔

○ ۱۵۔ محبوب ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی

ابولہب محبوب ﷺ کا حقیقی چچا ہے۔ لیکن وہ محبوب خدا کا دشمن ہے۔ آپ ﷺ کی شان اقدس میں جب بکواس کرتا ہے تو جواباً اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں **تبت یدا ابی لھب وتب**

اے ابولہب تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیونکہ تو میرے محبوب ﷺ کا دشمن ہے علامات محبت میں یہ چیزیں بھی شمار کی گئی ہیں کہ اس سے دشمنی و عداوت رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبوب ﷺ کا دشمن ہو۔ سنت محبوب ﷺ کی مخالفت کرنے والے سے کنارہ کشی اختیار کرے اور اس شخص کی صحبت سے بھی احتراز کرے جو دین میں ایسی باتیں ایجاد کرے جو فساد کا سبب بنیں اور خلاف شریعت باتوں کو گوارہ نہ کرے

۲۔ اللہ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا

لاتجد قوما یومنون با اللّٰہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللّٰہ و رسولہ ولو کانو اباء ھم او ابنائھم او اخوانھم اوعشیر تھم

آپ ﷺ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں۔ یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے۔

○ محبت کرنے والا محبوب کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیتا ہے ان میں سے چند قریبی رشتوں کا صراحتاً ذکر فرمایا۔ اولاد کو اپنے والدین سے محبت بھی ہوتی ہے اور

ان کا ادب و لحاظ بھی ہوتا ہے۔ لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو بیٹا اس کی پروہ تک نہیں کرتا اس طرح باقی رشتے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی محبت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے چنانچہ چشم فلک نے دیکھا کہ جب غلامان محبوب علیہ تحیہ والثناء بدر و احد کے میدانوں میں اپنے قریبی رشتہ داروں کے سامنے صف آرا ہوئے تو جو بھی ان کا مد مقابل بنا انھوں نے بلا تامل اس کو خاک و خون میں ملا دیا

۴۔ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

○ عاشقوں کے انداز محبت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

محمد ﷺ اللہ کے محبوب رسول ہیں۔ ان کے ساتھ محبت کرنے والے دشمنوں' کافروں پہ سخت اور آپس میں رحم دل' اخلاص و محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہیں

یعنی ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا غصہ اور محبت سب محبوب کے لئے اور محبوب کی وجہ سے ہے

۱۔ القرآن ۸۴۔ ۲۱

۲۔ القرآن سورۃ الفتح

○ ۱۶۔ امت محبوب ﷺ سے محبت

محبوب کریم ﷺ کی امت پر شفقت فرمانا، مہربانی کرنا اور ان کی خیر خواہی چاہنا ہر امتی کا فرض ہے اور علامات محبت میں سے ہے ہر امتی کا فرض ہے کہ عام مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھے امت محبوب ﷺ کے ساتھ شفقت و مرحمت کے ساتھ پیش آئے ان کو کلمات خیر سے یاد کرے ان کی خیر خواہی کرے اور ان کو نفع پہنچائے اور ان کی اصلاح کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ ان سے نفرت و کدورت اور حسد بغض، کینہ وغیرہ بھی محبت محبوب ﷺ کے منافی ہے اور امت محبوب ﷺ پر شفقت و محبت سنت محبوب ﷺ کے اتباع میں ہے کیونکہ محبوب کریم ﷺ بھی امت مسلمہ پر نہایت شفیق اور مہربان تھے

ایک خالق اللہ جل مجدہ الکریم ایک مالک دو جہاں ﷺ ایک قرآن کو ماننے والی قوم امت مسلمہ آج گروہ بندی کا شکار نظر آتی ہے نئے نئے فرقے جنم لے رہے ہیں ایک قبلہ کیطرف منہ کر کے بارگاہ رب العالمین میں سر بسجود ہونے والے ایک دوسرے پر کفر، شرک، بدعت کے اور نہ جانے کیا کیا فتوے لگا رہے ہیں دشنام طرازی کی توپوں کے دھانے کھلے ہوئے ہیں، ایک فرقہ کا پیرو کار دوسرے پر پھبتیاں کسنا، مذاق اڑانا اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا۔ گویا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے دین متین کے محافظ علماء کرام کی روپ میں کچھ ایسے علماء سوء، پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کا مقصد ہی محبوب دو جہاں ﷺ کی امت کو لڑانا اور بھڑکانا ہے افسوس صد کہ علم قرآن و حدیث رکھنے کے دعویدار علماء اپنے ہاتھوں منبر و محراب کے تقدس کو

پامال کر رہے ہیں۔ اس صورت حال میں کسی دوسرے سے بھلائی کی توقع یقیناً عبث ہوگی کیونکہ

؎ جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون راہ بتلا سکے جب خضر بھکانے لگے

وہ مساجد وخانقاہیں وہ دینی مدارس اور ادارے کہ جہاں سے اتحاد ملت کی صدا بلند ہونی چاہئے تھی۔ وہاں سے افتراق ملت شور و غوغا برپا ہو رہا ہے افسوس کہ

چوں کفراز کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی

بندہ ناچیز اپنے ذی وقار علماء کرام کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا۔

کی عملی مثال بن کر وارثان علوم انبیاء کرام ہونے کا صحیح حق ادا کریں اور قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے میں بھرپور کردار ادا فرمائیں۔ ورنہ آپ یہ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ گرفت آپ ہی کی ہوگی۔ اس لیے کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس قوم میں قطع رحمی کرنے والے افراد موجود ہوں اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ اور تنبیہہ فرماتے ہوئے محبوب کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اے میری امت خیال رکھنا کہیں تم میں وہ منحوس چیز پیدا نہ ہونے پائے جس کے باعث تم سے پہلے امتیں برباد ہو چکی ہیں اور وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم ہے مجھے رب ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس وقت تک ہرگز جنت میں داخل نہ ہونے پاؤ گے جب تک ایک دوسرے سے دوستانہ، محبت نہ رکھو گے۔ اور یاد رکھنا۔

میری امت کے لوگ جنت میں نماز ' روزوں کی وجہ نہیں بلکہ سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی بدولت داخل ہونگے دوزخ سے نجات چاہتے ہو تو خلق خدا کی خدمت کرو اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔ ذیل میں چند بزرگوں کے خیالات و اقوال تحریر کئے جائے ہیں مذید تفصیل ہماری کتاب "خیر و شر" یعنی محبت و نفرت میں ملاحظہ فرمائیں

○ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی معتقد نے بطور تحفہ ایک بہترین قیمتی خوبصورت قینچی پیش کی آپ نے فرمایا ہے سوئی لے آ کر دے دو۔ اس نے بازار سے سوئی لی سوئی اور قینچی پیش کی سوئی قبول فرمائی۔ قینچی واپس کر دی۔ اور فرمایا مجھے سوئی پسند ہے اس لئے کہ اس کا کام ہے ملانا اور قینچی سے سخت نفرت ہے اس لئے کہ اس کا کام ہے قطع کرنا

بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد بتیغ
تلوار عشق بیں کہ دو کس را یکے کند

○ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے بعد بہترین دانائی اور عبادت انسانوں سے محبت کرنا ہے

○ تم میں سے وہ شخص جو بیت محبوب ہے جس کا اخلاق اچھا ہے

○ انسانوں سے ہمدردی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ پسند فرماتا ہے

○ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ جو تجھ سے تعلق توڑنا چاہے۔ تو اس کے ساتھ تعلقات جوڑے۔

○ جو دوسروں کے غم سے بے غم ہے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اس لئے گزارش ہے۔ دوست

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انسان کو
اخوت کا بیان ہو جا محبت کی زباں ہو جا

اے دوست اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرتا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی مدد و محبت کرتا ہے
اس لئے حاجتمند، فقیر و محتاج کو نا امید مت کرو۔ یہی لوگ کائنات کی جان ہیں۔

○ جس انسان میں محبت رحم نہیں اس میں کوئی صفت اچھی نہیں
○ محبت اور خلوص آپس کے فاصلے کو مختصر کر دیتے ہیں
○ کائنات کی ہر چیز کو ٹھکرا دو۔ مگر کسی کے خلوص، محبت کو نہ ٹھکراؤ ورنہ یقیناً سزا پاؤ گے
○ سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے انسانوں کی سب سے زیادہ خدمت کی
○ کسی کا دل جان بوجھ کر توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کسی کو بے وجہ قتل کر دیا جائے
○ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے۔ خواہ مومن کا ہو یا کافر کا
○ کسی کا دل نہ دکھاؤ ایسا نہ ہو کہ دکھی دل کی آہ تمہارے صبر و قرار کو لوٹ لے۔
○ اخلاق کا اچھا ہونا محبت الٰہی کی دلیل ہے
○ خوش کلامی ایک ایسا جادو ہے جو سامعین کو یقیناً اپنی طرف متوجہ کرتا ہے
○ خوش مزاج آدمی ٹوٹے ہوئے دلوں کی دوا ہے
○ اگر کسی سے محبت نہیں کر سکتے تو نفرت بھی نہ کرو
○ سخت کلامی آگ کا وہ شعلہ ہے جو ہمیشہ کے لئے داغ چھوڑ جاتا ہے
○ اسلام میں کافر کی بھی دل آزاری جائز نہیں۔ چہ جائیکہ کسی مومن

مسلمان کا دل دکھایا جائے

○ حقیقت میں محبت وہ ہے جو نفرت کرنے والے سے کی جائے۔

○ انسانوں سے محبت کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے

○ محبت وہ پاک جذبہ ہے جس کی عظمت آسمان اور زمین کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے

○ محبت ایک ایسی فتح ہے جس میں انسان سب کچھ کھو کر بھی سب کچھ پا لیتا ہے

سب کچھ لٹا کے محبت میں اہل دل
خوش ہیں جیسے کہ دولت کونین پا گئے

○ مسکراہٹ ایک ایسا عظیم تحفہ ہے جو دینے والے کو مفلس کئے بغیر پانے والے کو بہت کچھ دے جاتی ہے

○ مسکراہٹ ایک ایسا تحفہ ہے جو غریب ترین انسان بھی پیش کر سکتا ہے

○ اپنے لئے تو ہر کوئی جی لیتا ہے مزہ تو تب ہے دوسروں کے لئے جیا جائے

بڑھا سکو تو بڑھاؤ وقار انسانی
جو ہو سکے تو شکستہ دلوں سے پیار کرو

○ کسی کے زیست کے لمحے سنوارنے کے لئے اپنی ذات کو مد نظر نہیں رکھنا چاہیے

○ اخلاق عطیہ خداوندی ہے جسے نصیب ہو وہ خوش قسمت ہے

○ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو مخلوق خدا سے محبت کرو!

○ اگر زندگی بچانے کی قیمت زندگی بھی مانگی جائے تو انکار نہ کرو

○ جو محبت انسانی کو ٹھکرائے وہ اس بے وقوف کی مانند ہے جو گھر آئی ہوئی دولت کو ٹھکرا دے

ے حوروں سے کیا نباہ کرے گا وہ خلد میں
جو پیار کر سکے نہ یہاں آدمی کے ساتھ

آرزوئے زماں

کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کائنات میں بکھرے ہوئے لوگوں کے دکھ اپنے دامن میں سمیٹ لوں کسی کی پلکوں پر لرزتے ہوئے آنسو ایک ایک کر کے اپنے دل میں اتار لوں اور خود ایک سمندر بن جاؤں

میرا ظرف ایسا اعلیٰ ہو جائے کہ بڑی سے بڑی خطا کو بھی معاف کر دوں ' نظر انداز کر دوں اپنی ذات کو مٹا دوں اپنے آپ کو فنا کر دوں ۔ میری ذات دوسروں کے لئے وقف ہو کر رہ جائے ۔ میں خود کیا ہوں میری خواہشیں کیا ہیں ؟ یہ سب ختم ہو کر رہ جائے ۔ رہ جائے تو صرف ایک احساس جو انسانوں کی عظمتوں کا آئینہ دار ہوتا ہے

مجھے کائنات میں ہر شخص مسکراتا ہوا ملے ۔ کاش مجھ میں اتنی طاقت ہو کہ میں لوگوں کے دلوں سے درد و غم کے سائے دور کر سکوں ۔ کاش میری زندگی کسی دوسرے انسان کے کام آ سکے تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصد حیات حل ہو گیا ۔ کاش ایسا ہو سکے ۔ انسانیت سے مجھے اس لئے اتنی محبت ہے کہ یہ میرے محبوب کی امت ہے

ے یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

۱۷۔ محبوب کو ہر عیب سے مبرا جاننا

محبت کی بڑی اہم علامت و پہچان یہ بھی ہے کہ محب اپنے محبوب کو تمام عیوب و نقائص سے مبرا و منزہ ہونے پر عمیق قلب سے یقین رکھتا ہو۔ لہذا محبوب کریم ﷺ سے محبت یہ تقاضا بھی کرتی ہے کہ آپ ﷺ کو جملہ ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا جامع ہونے پر صدق دل سے یقین رکھا جائے۔ نیز آپ ﷺ کو عام مخلوق میں علم، حلم، خلق، خلق اور جملہ صفات و کمالات کے اعتبار سے کامل اور اتم تسلیم کیا جائے آپ ﷺ کے جود و سخا اور رحمت و احسانات اور کرم و عطا کو پوری مخلوق بشری کے لئے اسی طرح

فیض رساں جاننا جس طرح آپ ظاہری حیات مقدسہ میں تھا، بھی جز و ایمان ہے ورنہ دعوی محبت مبنی بر عشق نہیں ہو گا اور عمر بھر عقل و خرد کی گھتیاں سلجھانا پڑیں گی اور ہر قدم پر عقل تنقید کرتی رہے گی جو سرے سے دستور محبت و عشق میں نا قابل برداشت ہے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ محبوب ﷺ میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں

؎ واحسن منک تری قط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبراء من کل عیب
کانک قد خلقت کماتشاء

اے محبوب ﷺ آپ سے بڑھکر حسین پوری کائنات میں میری آنکھوں نے نہیں دیکھا

اور ایسا ہو ہی کیوں کہ آپ سے جمیل تو کسی ماں نے جنا ہی نہیں

اے محبوب ﷺ آپ کو ہر عیب اور نقص سے مبرا اور منزہ پیدا فرمایا گیا گویا کہ آپ ﷺ کے خالق نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا فرمایا

قصہ مختصر کہ محبوب کے دشمنوں سے دشمنی محبوب کے غلاموں سے محبت بلکہ ہر چیز کا تعلق محبوب سے ہو جائے وہ بھی محبوب کی نظروں میں پیاری ہو جاتی ہے' مکاں ہو یا زماں۔ حجر ہو یا شجر لباس ہو طعام۔ خاک کا ذرہ ہی کیوں نہ ہو محبوب کی ہر شے بے نظیر اور بے مثال اور محبوب ہے قرآن مجید اس پر شاہد و ناطق ہے

محب صادق وہی ہے جو محبوب ﷺ کے حسن و جمال۔ ادائے ناز کی تعریف کرتا ہے

یا ایھا المزمل   یا ایھا المدثر

والعصر   وھذا البلد الامین

والضحی والیل اذا سجیٰ

اے محبوب میرے نورانی چہرے کی قسم اور تیری سجی ہوئی سیاہ زلفوں کی قسم شاہ عبد العزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وبعضے گویند کہ مراد از والضحیٰ روئے پیغمبر است
و از والیل موئے اوکہ درسیاہی ہمچو شب است

○ ۱۸۔ متعلقات محبوب ﷺ سے محبت

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو محبوب دوجہاں ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و

توقیر کرنا، حرمین شریفین میں آپ ﷺ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا یا وہ چیزیں جو محبوب کائنات ﷺ کے دست کرم سے چھو گئی ہوں یا محبوب کریم ﷺ نے ان کی معرفت کرائی ہو۔ ان سب کا اکرام کرنا ۔ محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم میں داخل ہے اور ان سب کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان کے لئے لازمی و ضروری ہے

منقول ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کے بال اتنے لمبے تھے کہ جب بیٹھتے تھے ان کے بال زمین تک پہنچ جاتے تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا ان بالوں کو اتنا لمبا کیوں کر رکھا ہے، انھیں ترشواتے کیوں نہیں جواب میں فرمایا۔ میں انھیں اس بنا پر نہیں ترشواتا کہ ایک مرتبہ محبوب کریم ﷺ کا دست مبارک ان سے مس ہو گیا تھا۔ میں تبرکاً ان کی حفاظت کرتا ہوں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب کریم ﷺ کی نشست گاہ پر اپنے ہاتھوں کو پھیرتے پھر ان ہاتھوں کو اپنے چہرے پر ملتے۔

○ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کو قید کرنے اور اس پر تین درے مارنے کا فتویٰ دیا۔ جس نے یہ کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے حالانکہ وہ شخص لوگوں میں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا۔ اور کیا تعجب کہ اس شخص کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا جائے جو معاذ اللہ یہ کہتے کہ وہ مٹی خراب ہے اور غیر خوشبو دار ہے جس میں محبوب کریم ﷺ استراحت فرمائیں

○ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کیا کرتے تھے کیونکہ وہ حضرت محبوب دوجہاں ﷺ کی باندی تھی

اسی طرح بالوں کو بھی محبوب ﷺ کے ساتھ خاص نسبت ہے۔ اور

گیسوئے محبوب ﷺ جو دیکھ لے بے قرار ہو جائے عشق میں گرفتار ہو جائے۔ اور جب گیسوئے محبوب ﷺ لہرائیں تو فضا مشک بار ہو جائے دیکھنے کی آرزو کرے اور اس نور کے حسین پیکر کے موئے مبارک بھی خدا کی قسم! بے نظیر و بیمثال جس مقدر والے کو حاصل ہو جائیں۔ وہ برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ محبوب دو جہاں ﷺ کے بال باکمال تو زندہ معجزہ ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کے وجود مسعود پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی آج بھی دھوپ یا روشنی میں موئے مبارک کا سایہ نظر نہیں آتا میرے محبوب ﷺ کے گیسوئے مبارک اتنے خوبصورت ہیں کہ اللہ جل مجدہ الکریم نے قرآن مجید میں ان کی قسم فرمائی ہے۔

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

گیسوئے محبوب صحابہ کی نظر میں

○ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کا نمائندہ بن کر محبوب دو جہاں ﷺ کے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام کے والہانہ جذبہ سے بہت متاثر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ یہ جانثار محبوب کریم ﷺ کی اتنی عزت عظمت و توقیر کرتے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔

محبوب کائنات ﷺ کا غسالہ وضو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرتے ہیں۔ اور محبوب دو جہاں ﷺ تھوکتے یا کھنگارتے تو اس کو حاصل کر کے اپنے چہروں پر مل لیتے اگر سرور دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بال مبارک ہاتھ آتا تو اس کو محفوظ کر لیتے اور سعادت دارین سمجھتے عروہ نے یہ منظر دیکھ کر کفار مکہ کو جا کر بتایا کہ میں نے قیصرو کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں۔ حبشہ اور نجاشی کا دربار بھی دیکھا ہے۔ لیکن خدا کی قسم جو منظر میں نے دربار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا کہیں نظر نہیں آیا اسیران گیسوئے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے جانثار مجھے کہیں نظر نہیں آئے یہ تو ایسے عاشق باصفا ہیں جو اپنے محبوب کے اشارہ پہ جان قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں

گیسوئے محبوب سیدنا صدیق اکبر کی نظر میں

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفوں کی قدر پوچھنی ہے تو صدیق یار غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو کہ غار ثور میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لئے ہوئے نورانی چہرے اور سیاہ زلفوں کے نظارہ میں اس قدر دیوانہ اور مستانہ ہو چکا ہے۔ کہ سانپ ڈس جاتا ہے زہر وجود میں دھار رہا ہے۔ اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیوانہ وار ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے

اعجاز و کمالات موئے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک تھے جو انہوں نے چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھے آپ کے پاس جب کوئی بیمار آتا تو آپ فرماتیں پانی کا پیالہ لاؤ پھر آپ اس

مبارک ڈبیہ کو اس پیالہ میں چکر لگا کر دے دیتیں اس پانی کو جو بیمار پیتا شفایاب ہو جاتا چنانچہ مشکوۃ شریف میں بحوالہ صحیح بخاری ہے

عن عثمان بن عبد اللّٰہ بن موھب قال ارسلنی اھلی الی ام سلمة بقدح من ماء و کان اذا اصاب الانسان عین او شئی بعث الیھا مخضبة فاخرجت من شعر رسول اللّٰہ ﷺ وکانت تمسکه فی جلجل من فضلة فخفخضته له فشرب منه قال فاطلعت فی الجلجل فرایتشعرات حمراء

رواہ البخاری ص ۸۷۵ ر ۲ (مشکوۃ ص ۳۹۱)

یعنی حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے گھر والوں نے مجھے ام المومنین ام سلمہ کے ہاں پانی کا پیالہ دیکر بھیجا کیونکہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ تھی اس میں آپ نے رحمت دو عالم ﷺ کے بال مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے اور جب کوئی کسی قسم کا بیمار آتا آپ اس چاندی کی ڈبیہ مبارکہ کو پیالہ میں حرکت دیکر دے دیتیں وہ بیمار اس مبارک پانی کو پی لیتا اسے شفا مل جاتی راوی فرماتے ہیں میں نے اس ڈبیہ مبارکہ میں غور سے دیکھا تو سرخی مائل بال مبارک نظر آئے بالوں کو تو خاص محبوب کریم ﷺ کے جسم اطہر سے نسبت ہے

محبوب کریم ﷺ کے پیراھن مبارک کو جو کہ حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا دھو کر مریض کو پلایا جاتا تھا۔ صحابہ کرام لعاب دھن مبارک دفع مرض کے واسطے چاٹتے اور شفا پاتے تھے بلکہ مدینہ پاک کی مٹی میں بھی شفا ہے۔ کیونکہ اس مٹی کو بھی محبوب کریم ﷺ کے ساتھ نسبت ہے

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد

" اکلام الاضح " میں ہے کہ ایک بزرگ شیخ ابن حبیب الٰہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میں نے اپنے پھوڑے پر جو کسی دوا سے ٹھیک نہ ہوتا تھا نقش نعل پاک رکھا فوراً ٹھیک ہو گیا

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

صحابہ کرام کے نزدیک موئے مبارکہ کی قدر

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تھے ایک جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے آپ کی وہ ٹوپی گر گئی آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی کو اٹھایا بعد میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے آپ پر سوال کر دیا کہ آپ کے ایسا کرنے سے کتنے جان نثار شہید ہو گئے ہیں آپ نے ایسا کیوں کیا تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے یہ صرف ٹوپی کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ ان موئے مبارکہ کی خاطر ایسا کیا ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے ہیں کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں موئے مبارکہ کی برکت سے محروم ہو جاؤں اور یہ ٹوپی کسی کافر کے ہاتھ لگ جائے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۷ ر ۳ شفا شریف ص ۵۶ جلد ۲، نسیم الریاض و شرح شفاء ص ۳۴۴ ر ۳

حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قلت لعبیدۃ عندنا من شعر رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس اومن قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیھا

(صحیح بخاری ص ۲۹ ر ۱

یعنی حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ ہمارے پاس رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارکہ سے ایک بال مبارک ہے جو کہ ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا ان کے گھر والوں سے عطا ہوا ہے تو حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس ایک بال مبارک بھی ہو تو یہ میرے نزدیک دنیا ومافیہا سے محبوب ہے۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ **قال لقد رایت رسول اللّٰہ** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **والحلاق یحلقہ وطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل**

(صحیح مسلم ص ۲۵۶ ر ۲' شفا ص ۳۹ ر ۲

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال اتروائے بال اتارنے والا بال اتار رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گرداگرد گھومتے تھے ان کی کوشش تھی کہ جو بھی بال مبارک اترے وہ کسی صحابی کے ہاتھ میں جائے

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی شاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بال مبارک تھا جس کے متعلق حضرت ثابت بنانی کو وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو یہ بال مبارک میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ اصابہ میں ہے

قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک ھذہ شعرۃ من شعر رسول

اللّٰہ ﷺ فضعھا تحت لسانی قال فوضعتھا تحت لسانہ فدفن وھی تحت لسانہ

(الاصابہ ص ۷۱ جلد ۱

یعنی سیدنا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثابت بنانی کو وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ بال مبارک جو کہ سید دو عالم ﷺ کے موئے مبارکہ سے ایک ہے اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا تو حضرت ثابت بنانی نے وہ وصیت پوری کی اور بال مبارک صحابی کی زبان کے نیچے رکھ دیا گیا پھر آپ کو دفن کیا گیا تو وہ بال مبارک تاحال صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان کے نیچے ہی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محبوب ﷺ کی قمیص مبارک چند موئے مبارک اور ناخن مبارک تھے۔ انہوں نے وقت وصال وصیت کی محبوب کریم ﷺ کی قمیص مبارک میرے کفن کے بیچ میں رکھ دینا ناخن شریف اور بال مبارک میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور پھر مجھے ارحم الرحمین کی رحمت پر چھوڑ دینا۔ (الکلام الاوضح بحوالہ مرقاۃ)

○ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو انہوں محبوب کریم ﷺ کے کچھ بال مبارک اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی کہ میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا

(مدارج النبوت)

○ علماء کرام فرماتے ہیں۔ اگر محبوب کریم ﷺ کے گیسوئے مبارک یا آپ ﷺ کا عصا مبارک یا درا مبارک کسی گنہگار کی قبر پر رکھا جائے تو وہ گنہگار اس تبرک کی برکت سے نجات پا جائے اور اگر کسی انسان کے گھر یا قبر میں ہو تو اس کے رہنے والوں کو اس کی برکت سے کوئی بلا و آفت نہ پہنچے

(جواہرالبحار)

جنازہ ساتھیوں میرا نہ یوں لے کے چل دینا
یہی میری وصیت ہے بس اتنا ساتھ کل دینا
پس مردن بہر صورت میری صورت بدل دینا
کفن پہناؤ تو خاک مدینہ منہ پہ مل دینا

اللھم صلی وسلم وبارک علی حبیبک ورسولک سید العلمین وعلی الہ وعلی و اصحابہ اجمعین

محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں قریش مکہ نے عروہ بن مسعود کو بھیجا اور انہوں نے جائزہ لیا اور واپس آکر جو رپورٹ قریش مکہ کو دی وہ یہ تھی اے قریش مکہ میں قیصرو کسریٰ کے ہاں گیا ہوں میں نے شاہ نجاشی کو بھی دیکھا ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ جیسی تعظیم محمد (ﷺ) کی ان کے اصحاب کرتے ہیں، کہیں نہیں دیکھی وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وضو کا قطرہ نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ قریب ہوتے ہیں کہ آپس میں لڑ پڑیں وہ تھوکتے ہیں تو آپ کا تھوک مبارک نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنی ہتھیلیوں میں لیتے ہیں۔ اگر آپ کے جسم پاک سے بال مبارک جدا ہو تو وہ نیچے نہیں گرنے دیتے اور جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو سب کے سب اپنے سر جھکا لیتے ہیں اور یوں خاموش ہو کر سنتے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی تعظیم کے لیے آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے (ﷺ)

گیسوئے محبوب کی توہین کرنے والے پر جنت حرام ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ محبوب کریم ﷺ اپنا ایک موئے مبارک لیئے ہوئے فرمارہے ہیں جس نے میرے ایک بال مبارک کو بھی ایذادی تو اس پر جنت حرام ہے حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے

جو محبوب کریم ﷺ کے ایک بال مبارک کی بھی توہین کرے گا تو میں اسے کافر کہوں گا محبوب ﷺ کی عزت و توقیر اور تعظیم عین ایمان ہے۔ محبوب ﷺ کی معمولی سی بے ادبی و گستاخی بھی کفر ہے

○ خود سید دو عالم ﷺ کے بال مباک کی قدر و منزلت مندرجہ ذیل آپ کے ہی ارشاد گرامی سے حاصل کی جاسکتی ہے

اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذ اللّٰہ

یعنی جس نے میرے بال مبارک کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذادی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو ایذا دی

(الامان الحفیظ)

رونق المجالس میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر مالدار رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے جب وہ تاجر فوت ہوا تو اس کی جائیداد دونوں بیٹوں نے آدھی آدھی لے لی لیکن اس خوش بخت و خوش نصیب تاجر کے پاس سید العلمین

۱۔ کنزالعمال

۲۔ جواہر البحار

ﷺ کے تین بال مبارک تھے، جب موئے مبارکہ کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے لڑکے نے اور ایک چھوٹے نے لے لیا تیسرے موئے مبارکہ کے متعلق بڑے بھائی نے کہا ہم اس کو توڑ کر آدھا آدھا کر لیتے ہیں یہ سن کر چھوٹے بھائی نے (جو کہ بڑا ہی خوش عقیدہ اور خوش نصیب تھا) حبیب خدا ﷺ کی شان عظیم اس سے بالا تر ہے کہ آپ کے بال مبارک کو توڑا جائے جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اس نے کہا یوں کریں تینوں موئے مبارکہ تو لے لے اور باپ کی ساری جائیداد مجھے دیدے چھوٹے نے کہا مجھے اور کیا چاہیے اس خوش نصیب نے فانی دنیا کی ساری جائیداد بڑے بھائی کے حوالے کردی اور (ابدی دولت) یعنی تینوں بال مبارک لے لیے اور ان کو محفوظ جگہ ادب کے ساتھ رکھ دیا جب شوق آتا موئے مبارکہ کے سامنے درود پاک پڑھتا اور زیارت کرتا اللہ تعالیٰ بے نیاز کے دربار ایسی غیرت آئی کہ بڑے کا سارا مال دنوں میں ختم ہو گیا اور وہ کنگال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے چھوٹے بھائی کو موئے مبارک کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے عطا کیا۔ پھر وہ چھوٹا بھائی وہ عاشق رسول جب فوت ہوا تو کسی نیک آدمی نے جواب میں دیکھا کہ والی امت نبی رحمت ﷺ جلوہ نما ہیں اور اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا تو لوگوں میں اعلان کردے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ اس (موئے مبارکہ والے) کی قبر پر آئے اور یہاں آکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کر کے اس عاشق رسول (ﷺ) کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جو کوئی اس قبر والے علاقہ سے گزرتا سواری سے اتر کر پیدل چلتا (ادب و تعظیم) کے لیے۔

رونق المجالس،

امام الاولیا سیدی داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت ابوالعباس مہدی سیاری مرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی تھی آپ کو پتہ چلا کہ فلاں کے پاس رحمت عالم حبیب مکرم ﷺ کے دو موئے مبارکہ ہیں آپ نے وہ خرید لیے ان موئے مبارکہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنا ولی بنا لیا (واہ رے قسمت) پھر آپ نے یعنی خواجہ مہدی سیاری نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے اور پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کا مزار مبارک مرو میں مشہور ہے چنانچہ سرکار داتا گنج بخش قدس سرہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں "و امروز گوراو بمرو ظاہر است مردماں بحاجت خواستن آنجا شوند و مہات از آنجا طلبند و مجرب است۔

(کشف المحجوب ص ۱۴۳)

یعنی مہدی سیاری کا مزار شریف مرو میں مشہور ہے لوگ وہاں اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی مہات (حاجتیں) طلب کرتے ہیں ان کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ مجرب ہے

ثابت ہوا کہ شاہ کونین ﷺ کے بال مبارک کی بے شمار برکتیں ہیں بال مبارک کی برکت سے ایک دنیا دار کو ولایت ملی بلکہ ولیوں کے

القول البدیع ص ۱۳۸، سعادۃ الدارین ص ۱۳۲

سردار بنے اور بال مبارک کی برکت سے لوگوں کی حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں

اللھم صلی وسلم وبارک علی من بعثتہ رحمۃ للعلمین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تنبیہ : مندرجہ بالا دو واقعات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اولیاء کرام کے مزارات مبارکہ پر اپنی حاجتیں لے کر جانا جبکہ صاحب مزار کو مظہر عون الہی اور وسیلہ مان کر جائیں یہ ہرگز ہرگز شرک نہیں بلکہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت براری کیلئے اولیا کرام کے مزارات پر بھیجتے ہیں جیسا کہ آپ نے گزشتہ واقعہ میں پڑھا اور سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تائید فرمائی بلکہ خود سرکار داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ مشکل و مصیبت کے وقت اولیاء کرام کے مزارات پر جاتے رہے ہیں چنانچہ آپ نے کشف المحجوب میں فرمایا خود مجھے ایک واقعہ پیش آیا تو میں خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر پر مجاور ہوا تو وہ مشکل حل ہو گئی

کشف المحجوب ص ۵۰

اور سیدنا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

من یستمد بہ فی حیاتہ یسمد بہ بعد مماتہ۔

(حاشیہ مشکوۃ ص ۱۵۴

یعنی جس کسی سے اس کی زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد مانگ سکتے ہیں۔

نیز سیدنا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

قبر موسیٰ الکاظم تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء

(حاشیہ مشکوۃ ص ۱۵۴

یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک دعا کی قبولیت کے لئے تریاق و مجرب ہے اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا کرے ۔ کچھ لوگ اپنے کو عالم کہلانے والے بتوں اور کافروں والی آیات مبارکہ پڑھ کر خواہ مخواہ عوام الناس کو مشرک قرار دے رہے ہیں ۔

فالی اللّٰہ المشتکی اللہ جل جلالہ ایسے علماء کے شر سے ہم سب کو بچائے ۔

سوال : یہ بال مبارک کہاں سے آئے ہیں

جواب : خود سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال مبارک اتروا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمائے کیونکہ نبی رحمت والی امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک باذن اللہ دیکھ رہی تھی کہ یہ بال مبارک مجھ سے محبت کرنے والوں کے پاس پہنچیں گے اور وہ برکات حاصل کریں گے اور تعظیم و توقیر کر کے جنت الفردوس حاصل کرینگے یہ بات کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال مبارک خود تقسیم فرمائے ۔ حدیث پاک میں ہے :

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتی منی فاتی الجمرة فرماها ثم اتی منزله بمنی ونحر نسكه ثم دعابالحلاق و ناول الحلاق شقه الایمن فحلقه ثم دعا ابا طلحته الانصاری فاعطاه اياه ثم ناول الشق الا يسر فقال احلق فحلقه فاعطاه اباطلحة فقال اقسمه بين الناس

(مسلم شریف ص ۴۲۱ مشکوۃ شریف ص ۲۳۲) یعنی سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایام حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے تو پہلے آپ جمرہ عقبیٰ کے پاس تشریف لائے اور اسے کنکریاں ماریں پھر اپنے خیمہ میں جو کہ منیٰ میں تھا تشریف لائے پھر قربانی ذبح کی اس کے بعد جب آپ نے احرام کھولنے کا ارادہ فرمایا تو سر مونڈنے والے کو بلایا اور شاہ کونین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر مبارک کی دائیں جانب اس کو دی جب اس نے بال مبارک اتار لیے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بال مبارک حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے پھر بائیں جانب مونڈنے والے کو دی جب اس نے بال مبارک اتار لیے تو سرکار نے وہ بال مبارک بھی حضرت طلحہ انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے اور فرمایا یہ لوگوں میں تقسیم کر دو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لہٰذا وہ بال مبارک جن خوش نصیب لوگوں کو پہنچ گئے وہ انکے پاس محفوظ چلے آرہے ہیں۔ نیز صحیح بخاری میں ہے

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلق راسہ وکان ابو طلحہ اول من اخذ من شعرہ

(صحیح بخاری ص ۲۹)

یعنی سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال اتروائے تو سب سے پہلے بال مبارک حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیے۔

بلکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد بار اپنے بال مبارک تقسیم فرمائے شواہد النبوۃ میں ہے حدیبیہ کے مقام پر سید العلمین نے حجامت بنوائی اور بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیے یہ دیکھتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور موئے مبارکہ کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے حضرت ام عمارہ صحابیہ فرماتی ہیں میں نے چند موئے مبارک حاصل کر لیے اور جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر جس مریض کو پلاتی اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے دیتا۔

بلکہ ہمارے آقا امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بھی جسے چاہیں اپنے

بال مبارک عطا فرماسکتے ہیں کیونکہ اس تصریح

فنبی اللّٰہ حی یرزق

کے مطابق ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی (علیہ السلام) زندہ نبی ہیں
۔

آگے درج شدہ واقعات پڑھیں اور ایمان مضبوط کریں

○ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتی کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی اسی دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے شیخ عبد العزیز کو دیکھا وہ تشریف لا رہے ہیں اور فرمایا بیٹا رسول اللہ ﷺ تیری عیادت (بیمار پرسی) کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو انھوں نے چارپائی کا رخ پھیرا ہی تھا کہ امت کے والی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا

کیف حالک یا نبی

اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے ۔ اس ارشاد گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آگیا اور زاری و بیقراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوئی پھر مجھے میرے آقا رحمت دو عالم ﷺ نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور پیراہن مبارک میرے

ا۔ ﷺ (شواہد النبوۃ مترجم ص ۱۴۸

آنسوؤں سے تر ہو گیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی ۔ زاں بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی ہے اس شوق میں کہ کہیں سے سید دو عالم امت کے والی ﷺ کے بال مبارک نصیب ہوں ۔ آج کتنا کرم ہو اگر مجھے میرے آقا ﷺ یہ دولت عطا فرمائیں بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیب خدا ﷺ میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں یہ خیال آتے ہی سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے ۔ زاں بعد حبیب کبریا ﷺ نے درازی عمر اور کلی صحت کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہو گیا میں بیدار ہوا اور میں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے میں غمگین ہوا اور پھر دوبارہ جناب رسالت ﷺ کی طرف متوجہ ہوا پھر دیکھا کہ امت کے والی ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر میں نے دونوں بال مبارک تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیے ہیں وہاں سے لے لو میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارک لے لیے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لیے ۔ مجھے چونکہ بخار کے بعد کمزوری غالب آگئی تھی بدیں وجہ حاضرین نے سمجھا کہ شاید موت کا وقت آگیا ہے لہٰذا وہ رونے لگ گئے مجھے چونکہ کمزوری غالب تھی اس وجہ سے مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہ تھی تو میں نے اشارہ سے سمجھایا میں ابھی مرتا نہیں پھر کچھ عرصہ بعد مجھے طاقت حاصل ہو گئی اور میں بالکل تندرست ہو گیا

الحمد للّٰہ رب العلمین

گیسوئے محبوب ﷺ کے برکات

تفسیر روح البیان میں ہے:

قالو لو وضع شعر رسول اللہ ﷺ اوعصاہ اوسو طه علیٰ قبر عاص لنجا ذلک العاصی ببرکات تلک الذخیرۃ من العذاب

(روح البیان ص ۲۵۹ جلد ۳)

یعنی اگر سید دو عالم رحمت مجسم ﷺ کا بال مبارک یا آپ کا عصا یا کوڑا مبارک کسی بڑے سے بڑے گنہگار کی قبر پر رکھ دیے جائیں (بشرطیکہ وہ صحیح العقیدہ مومن ہو) تو ضرور وہ گنہگار ان تبرکات کی وجہ سے بخشا جائے گا۔

اگر سید محبوب دو جہاں ﷺ کا موئے مبارکہ یا عصا مبارک یا کوڑا مبارک کسی مسلمان کے گھر میں یا شہر میں ہو تو ان تبرکات کی برکت سے وہاں کے رہنے والوں کو کوئی آفت کوئی بلا نہ پہنچے گی اگرچہ وہ نہ جانتے ہوں

(روح البیان ص ۲۵۹ ر ۳

سیدنا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اس کی تائید میں ایک مثال بیان کرتے ہیں فرمایا:

فان الملکۃ یعظمون النبی ﷺ فاذاراو اذخائرہ فی دار او بلدۃ او قبر عظموا صاحبه وخففوا عنه العذاب

(روح البیان ص ۲۵۹ ر ۳)

یعنی عذاب کے معاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی غایت درجہ تعظیم کرتے ہیں تو جب وہ ایسے تبرکات کسی

کے گھر میں یا کسی قبر میں دیکھتے ہیں تو حبیب خدا ﷺ کی عظمت کی خاطر عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔

تذییل

: جس چیز کی نسبت حبیب خدا سید انبیا ﷺ کی طرف ہو مثلاً بال مبارک عصا مبارک ' پیراہن مبارک اس کی برکتوں سعادتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے جبکہ رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کے خدام کے تبرکات کی برکتوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا

○ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بی بی سائرہ کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

بی بی سائرہ رحمتہ اللہ علیہ شیخ نظام الدین ابو الموید کی والدہ تھیں اور متقدمین میں بڑی بزرگ بی بی تھیں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قحط سالی ہو گئی لوگ نماز استسقاء پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہوئی (جب مایوسی ہو گئی) تو بی بی سائرہ کے صاحبزادے شیخ ابو الموید نے اپنی والدہ کے کرتہ کا تار (دھاگہ) ہاتھ میں لیا اور عرض کی یا اللہ تیری بندی اور میری ماں کے کرتے کا تار ہے جس کے جسم پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی اس تار کی برکت سے اپنے بندوں کو بارش عطا کر دے۔ شیخ ابو الموید نے ابھی اتنا عرض کیا ہی تھا کہ بادل آگئے اور پانی برسنا شروع ہو گیا۔ (ساری قحط سالی دور ہو گئی)

(اخبار الاخیار مترجم ص ۵۸۴)

نتیجہ: سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ حبیب خدا ﷺ کی امت کی ایک نیک پاکدامن عورت کے جسم کے ساتھ جو کپڑا مس ہو گیا وہ سارا کرتہ نہیں بلکہ اس کے ایک تار کی دربار الٰہی میں یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ قحط سالی جس کے لیے مسلمان دعائیں کرتے رہے نماز استسقاء پڑھتے رہے مگر کچھ نہ بنا اور اس متبرک کرتہ کے ایک تار کی برکت سے ساری قحط سالی ختم ہو جاتی ہے تو جن کے صدقے سے یہ مرتبہ ملا ان کی اپنی عظمت و شان کیا ہوگی۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی
سردار کا عالم کیا ہوگا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ واصحابہ اجمعین

○ سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ کا ایک خادم تھا جس کو رجل مغربی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حضور خواجہ بسطامی قدس سرہ کے وصال کے بعد وہ دوستوں میں بیٹھا تھا کہ قبر میں منکر نکیر کے سامنے سوال و جواب کی بات چل نکلی رجل بولا اور کہنے لگا اگر منکیر نکیر مجھ سے سوال کریں تو میں ان کو جواب دوں گا یہ سن کر دوستوں نے کہا ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کیا سوال و جواب ہوا اس نے کہا میری قبر پر بیٹھ جانا انشاء اللہ سنا دیں گے۔ جب وہ رجل مغربی فوت ہوا تو اس کے دوست اس کی قبر پر بیٹھ گئے اور جب نکیرین نے رجل مغربی سے سوال کیے تو اس نے جواب میں کہا: **تسئلونی و قد حملت فروۃ ابی یزید علی عنقی فمضواو ترکوہ**

(تفسیر روح البیان ص ۹۵، ر ۵ سورۃ نحل)

یعنی میرے رب تعالیٰ کے فرشتو تم مجھ سے بھی سوال کرتے ہو

سوال خواب میں جو بال مبارک شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا ہوئے تھے کیا واقعی وہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک تھے کیونکہ خواب خواب ہی ہوتا ہے

جواب: حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث پاک منقول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان خواب میں میری صورت بن کر نہیں آسکتا۔ (او کما ل) اور اس بات کی تصدیق مندرجہ ذیل واقعات سے ہوتی ہے کہ وہ بال مبارک واقعی سید دو عالم حبیب مکرم نور مجسم ﷺ کے بال مبارک تھے

حضرت شاہ عبد الرحیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر درود پاک پڑھا جاتا تو وہ دونوں بال مبارک علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

○ دوم یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزہ کے منکر تھے وہ آئے اور بحث شروع کر دی کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں ان تینوں نے آزمانا چاہا مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضا مند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آکر سایہ کر دیا حالانکہ دھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر ان میں اسے ایک نے توبہ کرلی اور وہ مان گیا کہ واقعی یہ حبیب خدا ﷺ کے ہی بال مبارک ہیں مگر دوسرے دونوں منکروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے دوسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا دوسرا منکر بھی تائب ہو گیا تیسرے نے

کہا اب بھی یہ اتفاقی امر ہے۔ تیسری بار پھر بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو پھر بھی فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا تو تیسرا بھی توبہ کر گیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسول ﷺ کے ہی ہیں

○ سوم یہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارکہ کی زیارت کے لیے آئے میں وہ صندوق جس میں وہ موئے مبارکہ تھے باہر لایا کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اس پر غسل فرض ہے اس کی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ طہارت کر کے آؤ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی

والحمد للّٰہ رب العلمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ و نبیہ و رسولہ رحمۃ للعلمین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

ان تینوں واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ بال مبارک واقعی حبیب خدا سید انبیا ﷺ کے ہی بال مبارک تھے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم کیے تو ایک بال مبارک مجھے بھی عنایت ہوا

(انفاس العارفین ص ۳۹)

گیسوئے محبوب ﷺ کے برکات

تفسیر روح البیان میں ہے:

قالو لو وضع شعر رسول الله ﷺ اوعصاه اوسو طه علیٰ قبر عاص لنجا ذلک العاصی ببرکات تلک الذخیرۃ من العذاب

(روح البیان ص ۲۵۹ جلد ۳)

یعنی اگر سید دو عالم رحمت مجسم ﷺ کا بال مبارک یا آپ کا عصا یا کوڑا مبارک کسی بڑے سے بڑے گنہگار کی قبر پر رکھ دیے جائیں (بشرطیکہ وہ صحیح العقیدہ مومن ہو) تو ضرور وہ گنہگار ان تبرکات کی وجہ سے بخشا جائے گا۔

اگر سید محبوب دو جہاں ﷺ کا موئے مبارکہ یا عصا مبارک یا کوڑا مبارک کسی مسلمان کے گھر میں یا شہر میں ہو تو ان تبرکات کی برکت سے وہاں کے رہنے والوں کو کوئی آفت کوئی بلا نہ پہنچے گی اگرچہ وہ نہ جانتے ہوں

(روح البیان ص ۲۵۹ ر ۳

سیدنا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اس کی تائید میں ایک مثال بیان کرتے ہیں فرمایا:

فان الملکۃ یعظمون النبی ﷺ فاذاراو اذخائرہ فی دار او بلدۃ او قبر عظموا صاحبہ وخففوا عنہ العذاب

(روح البیان ص ۲۵۹ ر ۳)

یعنی عذاب کے معاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی غایت درجہ تعظیم کرتے ہیں تو جب وہ ایسے تبرکات کسی کے گھر میں یا کسی قبر میں دیکھتے ہیں تو حبیب خدا ﷺ کی عظمت کی خاطر عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔

تذییل

: جس چیز کی نسبت حبیب خدا سید انبیا ﷺ کی طرف ہو مثلاً بال مبارک عصا مبارک ' پیراہن مبارک اس کی برکتوں سعادتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے جبکہ رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کے خدام کے تبرکات کی برکتوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا

○ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بی بی سائرہ کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

بی بی سائرہ رحمتہ اللہ علیہ شیخ نظام الدین ابو الموید کی والدہ تھیں اور متقدمین میں بڑی بزرگ بی بی تھیں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قحط سالی ہو گئی لوگ نماز استسقاء پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہوئی (جب مایوسی ہو گئی) تو بی بی سائرہ کے صاجزادے شیخ ابو المو ید نے اپنی والدہ کے کرتہ کا تار (دھاگہ) ہاتھ میں لیا اور عرض کی یا اللہ تیری بندی اور میری ماں کے کرتے کا تار ہے جس کے جسم پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی اس تار کی برکت سے اپنے بندوں کو بارش عطا کر دے۔ شیخ ابو الموید نے ابھی اتنا عرض کیا ہی تھا کہ بادل

بال شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ کی برکت

○ اسی طرح حضرت سلطان المشائخ فوائد الفوائد میں فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی خدمت اقدس میں بیٹھا تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک کا ایک بال گر کر گود میں آگیا میں نے عرض کیا کہ حضور اگر عنایت فرما دیں تو میں اپنے پاس تعویذ بنا کر رکھ لوں' آپ نے فرمایا اچھا میں نے اسے باعزاز تمام لیا اور کپڑے میں لپیٹ کر اپنے ساتھ لے آیا۔ حضرت سلطان المشائخ یہ واقعہ بیان کر کے آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے اس کے بڑے بڑے اثر دیکھے ہیں جو بیمار میرے پاس تعویذ کے لئے آتا میں اس کو وہی دیتا جب وہ اچھا ہو جاتا تو مجھے واپس کر دیتا

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دوستوں ولیوں کے ساتھ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے دامن رحمت کی برکت سے ہم سب کا ایمان پر خاتمہ کرے۔ اس قسم کے واقعات ہماری کتاب نسبت محبوب ﷺ میں کافی درج ہیں شوق والے احباب کتاب مذکورہ کا مطالعہ فرمائیں

سیال شریف میں موئے محبوب ﷺ

محبوب کریم ﷺ کا موئے مبارک جناب شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کراچی سے لائے جو حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب (پیر سیال لجپال کے خلفاء میں سے ہیں) نے عطیہ و تحفہ پیش کیا تھا۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۸ء بعد از نماز عصر محبوب کریم ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت پیر پٹھان خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہ کی

معیت میں نصیب ہوئی ۔ ہمارے آقا و مرشد شیخ الاسلام والمسلمین رحمتہ اللہ علیہ اپنے معمول کے مطابق آداب و نیاز بجالاتے ہوئے آہستہ آواز سے **اغثنی یارسول اغثنی یارسول اللہ اغثنی** بار بار پڑھتے رہے اور یہ شعر بھی پڑھا

الٰہی تبت من کل المعاصی

یاخلاص رجاء للخلاصی

پہلے زمین بوسی کر کے پھر جس میز مبارک پر موئے مبارک رکھا ہوا تھا اسے بوسہ دیا پھر زیارت کرتے ہوئے اٹھایا اور پیر پٹھان نے اپنے سر مبارک پر رکھا پھر حضور غریب نواز علیہ الرحمتہ نے سر مبارک پر رکھا۔ نیز دیگر حضرات نے بھی اپنے اپنے سروں پر یکے بعد دیگرے رکھوانے کی سعادت حاصل کی

اسی طرح آستانہ عالیہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین صاحب کے صاحبزادہ صاحب بھی تشریف فرما تھے ان کے فرمانے پر آپ نے منشی محمد نواز کو بلایا اور موئے مبارک محبوب کریم ﷺ کی زیارت کے لئے روضہ شریف میں حاضر ہوئے ۔ جب تمام حضرات اندر تشریف لے گئے تو ان کے بعد دار العلوم سے حاضر شدہ اساتذہ کرام و زائرین کو بھی حاضری نصیب ہو گئی پیرزادہ صاحبان نے موئے مبارک کی زیارت کا شکریہ ادا فرمایا ۔ تو میرے پیرو مرشد غریب نواز علیہ الرحمتہ نے جوابا عرض کیا کہ ہمیں بھی آپ کے طفیل حاضری نصیب ہوئی ۔ پیرزادہ صاحبان نے پوچھا کہ یہ نعمت کہاں سے میسر ہوئی تو آپ نے جواباً فرمایا کہ کراچی میں ایک سید صاحب ہیں یہ موئے مبارک انہوں نے عطاء فرمایا ہے ان سے کسی صاحب نے یہ پہلے طلب کیا لیکن انہوں نے میرا نام لے کر کہا کہ موجودہ سجادہ نشین سیال شریف والے ہی اس کے حاصل کرنے کے مستحق ہیں جب ہمیں معلوم ہوا تو ماہ رمضان

المبارک میں فوراً کراچی حاضری دی اور دامن پھیلا کر یہ نعمت عظمیٰ حاصل کر کے لایا اس کی پہلی برکت ہم نے یہ دیکھی کہ ہم بارش سے محروم تھے، سخت گرمی تھی جب موئے مبارک کو باہر مسجد کے صحن میں لائے تو بادل آ گئے زور کی بارش ہوئی

چودہ سو سال کے مبارک بال! ابھی تک

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے پردہ ظاہری کو تو چودہ سو سال گزر گئے ہیں مگر آج تک لوگوں کے پاس بال مبارک موجود ہیں یہ کیونکر؟ اور پھر دنیا کے کونے کونے میں لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس بال مبارک ہیں تو ان سب کے پاس ثبوت کیا ہے کہ یہ واقعی محبوب کائنات ﷺ ہی کے موئے مبارک ہیں

جواباً عرض ہے کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محبوب دو جہاں ﷺ کے مبارک اور نورانی بالوں پر پروانہ وار ٹوٹ پڑتے تھے اور جس کسی کو وہ مل جاتا اسے دنیا کی ہر چیز سے عزیز تر سمجھتا اور بحفاظت تمام سنبھال کر رکھتا پھر رفتہ رفتہ جہاں تک پیارے محبوب ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والے گئے دوسری اشیاء کے ساتھ ساتھ موئے مبارک بھی دنیا کے کونے کونے میں پہنچے اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرات کو زمین نہیں کھا سکتی حدیث پاک میں ہے۔

ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

بیشک اللہ تعالٰی نے انبیاء کرام کے مبارک جسموں کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے

دوستو ظاہر ہے کہ جب جسم پاک سلامت ہے تو بال مبارک بھی تو جسم شریف ہی کے ہیں

وہ کیسے ختم ہو سکتے ہیں ؟ بلکہ مشاہدہ تو یہی ہے کہ ایک بال مبارک سے کئی شاخیں نکلتی ہیں اور نورانی بالوں کا گچھ بن جاتا ہے گویا ہمارے آقا ﷺ کا رواں رواں حیات ہے اور جسم اطہر سے ظاہری نسبت قطع ہو جانے کے باوجود بھی زندہ رہتا ہے اور اس کی نشوونما بھی جاری رہتی ہے چنانچہ یوں مبارک بالوں کی نشوونما ہوتی رہی اور یہ بال مبارک صحابہ کرام سے ہوتے ہوئے ان کی اولاد تک پہنچے پھر اولا در اولاد ہوتے ہوئے آج دنیا کے کونے کونے میں بے شمار اہل محبت کے پاس موجود ہیں

بال مبارک کی صداقت کا ثبوت

رہا یہ شبہ کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ موئے مبارک محبوب کریم ﷺ ہی کے ہیں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تبرکات کے سلسلے میں یہ عام قاعدہ ہے کہ جو چیز مسلمانوں میں کسی نسبت کی وجہ سے متبرک مشہور ہو جائے وہ متبرک ہی ہے مثلاً کوئی صاحب بطور سید مشہور ہیں تو ان کی تعظیم کی جائے گی ان کے حسب نسب کی ٹوہ میں پڑنا کوئی ضروری نہیں ۔ اگر بالفرض کسی نے معاذ اللہ اپنے آپ کو جھوٹ موٹ سید مشہور کر بھی دیا ہے تو یہ اگرچہ سخت گناہ ہے مگر ہمیں چونکہ علم نہیں اس لئے ہم اس کی نسبت کی تعظیم کریں گے ہمیں ثواب ضرور ملے گا اسی طرح کسی بھی تبرک کے بارے

میں خواہ کسے بال کے بارے میں ہی کوئی جھوٹ بولے اور نعوذ باللہ اسے محبوب دوجہاں ﷺ کی طرف منسوب کرے تو وہ بال ہی ہے۔ موئے مبارک نہیں مگر ہمیں چونکہ حقیقت کا پتہ نہیں لہٰذا ہم تو نسبت کی تعظیم کریں گے۔ اور انشاء اللہ ثواب پائیں گے

عجیب و غریب واقعہ

سمرقند میں ایک بیوہ سید زادی رہتی تھی اس کے چند بچے تھے حالات سے مجبور ہو کر اپنے بھوکے بچوں کو ساتھ لے کر ایک مال دار شخص کے پاس گئی اس سے سوال کیا کہ میں سید زادی ہوں
میرے بچے بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلاؤ وہ رئیس آدمی جو دولت کے نشہ میں مخمور اور برائے نام مسلمان تھا کہنے لگا تم اگر واقعی سید زادی ہو تو کوئی دلیل پیش کرو سید زادی بولی میں ایک غریب بیوہ ہوں زبان پر اعتبار کرو کہ سید زادی ہوں اور دلیل کیا پیش کروں؟ وہ بولا میں زبانی جمع خرچ کا قائل نہیں اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ جاؤ وہ سید زادی دل برداشتہ ہو کر
اپنے بچوں کو لے کر رنجیدہ رنجیدہ واپس چلی آئی پھر ہمت کر کے وہ ایک مجوسی رئیس کے پاس پہنچی اپنا حال بیان کیا وہ مجوسی بولا محترمہ اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں مگر تمہاری سیادت کی تعظیم و قدر کرتا ہوں اور میرے ہاں قیام فرماؤ میں تمہاری روٹی اور کپڑے کا ضامن ہوں یہ کہا اور اسے اپنے ہاں ٹھہرا کر اسے اور اس کے بچوں کو کھانا کھلایا اور ان کی بڑی خدمت کی رات ہوئی تو وہ نادان مسلمان رئیس سویا تو اس نے خواب میں محبوب کریم ﷺ کو دیکھا جو ایک بہت بڑے نورانی محل کے پاس تشریف فرما تھے

اس رئیس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ نورانی محل کس کے لئے ہے محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا مسلمان کے لئے وہ بولا حضور ﷺ میں بھی تو مسلمان ہوں یہ مجھے عطا فرما دیجیے مالک کائنات ﷺ نے فرمایا اگر تو مسلمان ہے تو اپنے اسلام کی کوئی دلیل پیش کر وہ رئیس سن کر بڑا گھبرایا مختار کائنات ﷺ نے فرمایا میری دکھیاری بیٹی حالات سے مجبور ہو کر تیرے پاس آئے تو تو سیادت کی دلیل طلب کرے اور خود بغیر دلیل کے اس محل میں چلا جائے ناممکن ہے یہ سن کر اس کی آنکھ کھل گئی اور بہت رویا پھر اس سید زادی کی تلاش میں نکلا تو اسے پتہ چلا کہ وہ فلاں مجوسی کے گھر قیام پزیر ہے چنانچہ اس مجوسی کے پاس پہنچا اور کہا کہ ایک ہزار روپے لے لو اور سید زادی کی خدمت کا موقع مجھے دو مجوسی نے کہا کیا میں وہ عظیم الشان نورانی محل ایک ہزار روپیہ پر بیچ دوں ؟ ناممکن ہے سن لو ! مالک جنت قاسم نعمت حبیب کبریا ﷺ جو تمہیں خواب میں آکر اس محل سے دور کر گئے ہیں میرے خواب میں تشریف لا کر اور کلمہ پڑھا کر مجھے اس محل میں داخل فرما گئے ہیں ۔ الحمد للہ اب میں بیوی بچوں سمیت مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے حاکم کائنات ﷺ بشارت دے گئے ہیں کہ تو اہل و عیال سمیت جنتی ہے

قابل توجہ ہے یہ بات کہ دلیل طلب کرنے والا برائے نام مسلمان تو جنت سے محروم رہ گیا اور نسبت محبوب ﷺ کا لحاظ کر کے بغیر دلیل کے بھی تعظیم و ادب کرنے والا ایک مجوسی دولت ایمان سے مشرف ہو کر جنت پا گیا معلوم ہوا کہ ادب و تعظیم کے باب میں بات بات پر دلیل طلب کرنا بہت بڑے خسارے کا سبب بن سکتا ہے

حضرت سیدنا قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

○ محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر میں یہ بھی ہے کہ محبوب دو جہاں ﷺ کے مبارک سامان مکان طیبات اور جو کوئی شئے جسم پاک سے چھو بھی گئی ہو اور جس چیز کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہو کہ یہ محبوب کائنات ﷺ کی ہے ان سب کی تعظیم کرنا۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح شفا میں اسی عبارت کے تحت فرماتے ہیں

ان المراد جميع مانسبت اليه و يعرف به

اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی چیز محبوب دو جہاں ﷺ کی طرف منسوب ہو اور مشہور ہو اس کی تعظیم کی جائے۔

اہم نکتہ

حضرت سیدنا مفتی احمد یار خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں دھوراجی کاٹھیاواڑ نگینہ مسجد میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو خطاب کرنے کے لئے گیا وہاں موئے مبارک کی زیارت کی جا رہی تھی مسلمان عاشق زیارت کر رہے تھے' درود و سلام کا ورد کر رہے تھے کوئی رو رہا تھا کوئی دعا مانگ رہا تھا غرض کہ عجیب پر کیف منظر تھا۔ ایک صاحب کونے میں منہ بنائے کھڑے تھے میں نے پوچھا' حضرت آپ غصہ میں کیوں ہیں؟ فرمانے لگے مسجدوں میں خرافات ہو رہی ہیں۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟ کہ یہ بال محبوب کریم ﷺ کے ہیں اور اگر ہوں بھی تو اس کی تعظیم کا کیا ثبوت ہے؟ میں نے ان کا جواب نہ دیا بلکہ ان سے پوچھا جناب کا اسم شریف کیا ہے؟ فرمانے لگے' عبد الرحمان' والد محترم کا اسم گرامی کیا ہے؟ فرمایا' عبد

الرحیم پوچھا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ عبد الرحیم ہی کے فرزند ہیں ؟ اول تو اس نکاح کے گواہ نہیں اگر کوئی ہو بھی تو صرف عقد نکاح ہی کی گواہی دے گا یہ کیسے معلوم ہوا کہ جناب کی ولادت شریف بھی انھیں کے سبب سے ہوئی ہے تڑپ کر بولے ' مولوی صاحب ! مسلمان کہتے ہیں کہ میں ان ہی کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے تو میں نے بھی کہا مسلمان کہتے ہیں یہ محبوب خدا ﷺ کے موئے پاک ہیں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے اس پر وہ شرمندہ ہو گئے۔

ے عاشقاں راچہ کار با تحقیق
ہر کجا نام اوست قربا نیم

یعنی عاشقوں اور دیوانوں کو تحقیق سے مطلب نہیں ہوتا جہاں محبوب کا اسم پاک آیا وہاں قربان ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں

عقل و عشق کی جنگ سلجھانا ممکن نہیں

دیوانے عقل کو دخل نہیں دیتے کیونکہ عشق و عقل کی جنگ سلجھانا بہت مشکل ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ آتش نمرود میں ڈالے جانے کے وقت پیش آیا

ے عقل بولی کہ بڑی شے جان ہے
عشق بولا یار پہ قربان ہے

اور پھر

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی

گیسوئے محبوب ﷺ کیسے تھے؟

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام
لیلہ القدر میں مطلع الفجر حق !
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

محبوب کریم ﷺ کی زلفوں کا تزکرہ ہے۔ مبارک زلفوں کی سیاہی، خوشبو، ان کو کنگھی کرنا مبارک زلفوں کی سیاہی کو "لیلتہ القدر" اور ان میں پر نور مانگ کو "مطلع الفجر" کہنا اعلیٰ حضرت ہی کا حصہ ہے۔ محبوب کریم ﷺ کے سر اقدس کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے اور کھڑے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگریالے بلکہ دونوں کے بین بین تھے ہلکے سے خم دار اور معمولی سے پیچ کھائے ہوئے تھے انھیں زلف حمیدہ نام ہی دیا جا سکتا ہے یہ کنڈل والی زلفیں اس طرح سیاہ اور انفرادی حسن کی حامل تھیں کہ صحابہ کرام سے مرویات کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص محسوس کر سکتا ہے کہ گیسوئے محبوب ﷺ کے اسیر صحابہ نے محبوب ﷺ کی حسین معنبر و معطر زلفوں کو کس طرح اپنی گفتگو کا موضوع بنایا ہے۔ جب بھی کسی محفل میں محبوب کے حسن سراپا کا تزکرہ چھڑتا، وہاں آپ ﷺ کے چہرے اور سیاہ زلفوں کا ذکر ضرور ہوتا ہم بھی عشق کو تازہ کرنے کے لئے چند مرویات کا ذکر کرتے ہیں۔

حسین زلفیں

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کا حسن ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن الشعر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال نہایت ہی حسین اور خوبصورت تھے

-

سیاہ زلفیں

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زلفوں کی سیاہی کا تزکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید السواد الشعر

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک گہرے سیاہ تھے

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جاون ویکھن والیاں

زلفوں کی سیاہی آج بھی نگاہوں میں ہے

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلان فرمایا کرتے کہ لوگو محبوب کریم

ﷺ کے بارے میں کسی نے کچھ پوچھنا ہے تو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ آج روئے زمین پر میرے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے محبوب کریم ﷺ کو دیکھا ہو۔ جب کوئی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کرتا تو آپ تفصیلاً انھیں حلیہ بیان کرتے اور آخر میں فرماتے کہ میں نے فتح مکہ کے موقع پر آپ کی جو زیارت کی تھی وہ مجھے آج بھی یاد ہے

فما انسی شدۃ بیاض وجھہ وشدۃ سوا دشعرہ

آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کی خوبصورت سفیدی اور زلفوں کی گہری سیاہی آج بھی میری نگاہوں میں ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تاریک رات سے بڑھکر زلفوں کی سیاہی کے بارے میں فرماتے ہیں

کان رسول ﷺ شدیدسوا دالراس واللحیہ

محبوب کریم ﷺ کے سر انور اور داڑھی مبارک کے بال نہایت سیاہ تھے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی زلفوں کی سیاہی سے رات کو تیرگی کی خیرات ملی

الصبح	بدا	من	لاطعتہ
والیل	دجی	من	وفرتہ

محبوب کریم ﷺ کے پر نور چہرے سے صبح کو روشنی ملی۔ اور

۱۔ ابن عساکر، ۱: ۳۱۷

۲۔ تہذیب ابن عساکر، ابن عساکر

آپ ﷺ کی سیاہ زلفوں سے رات کو تیرگی نصیب ہوئی

خمیدہ زلفیں

محبوب دو جہاں ﷺ کے مبارک بال نہ بالکل سیدھے اور کھڑے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگھریالے بلکہ ان دونوں کے بین بین تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کے مبارک بالوں کے اس حسن اعتدال اور کمال موزونیت کو یوں بیان فرمایا

کان شعر رسول اللہ ﷺ شعرا بین شعرین لا رجل بسط ولا جعد قطط

آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے اکڑے ہوئے بلکہ بین بین تھے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا

کیف کان شعر رسول اللہ ﷺ

میرے محبوب ﷺ کی زلفیں کیسی تھیں؟ تو آپ نے فرمایا نہ تو پیچ دار تھیں اور نہ سیدھی اکڑی ہوئی بلکہ کنڈل والی تھیں

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زلفوں کے خمیدہ ہونے کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ کے بال مبارک درمیانے گھنگھریالے تھے جب ان میں کنگھی کی جاتی تو ان کے

۱۔ سبل الھدیٰ، جلد دوم

کنڈل کھل جاتے یعنی الگ الگ ہو جاتے اور اگر انھیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو اکٹھے حلقہ وار رہتے

دراز زلفیں

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہو جاتے تھے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کانوں کے لو تک تھے میں نے سرخ جبہ میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مقدس بالوں کے بارے میں فرماتی ہیں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مباک کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے

○ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بال کانوں کی لو تک تھے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کے بارے میں احادیث میں تین طرح کے الفاظ ملتے ہیں

مرویات میں تطبیق

ان مرویات میں بظاہر تعارض ہے یعنی بعض صحابہ بیان کرتے ہیں کہ

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں تک تھے اور بعض کی رائے یہ نہیں بلکہ کاندھوں تک تھے

بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ یہ مختلف احوال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی نے ہی مختلف احوال بیان کئے۔ حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان ذلک لا ختلاف الاوقات فکان اذا تقصیرها بلغت المناکب واذا قصرها کانت

یعنی یہ مختلف احوال کا بیان مختلف اوقات کی وجہ سے ہے عدم حجامت کی صورت میں کاندھوں تک پہنچ جاتے اور حجامت کے بعد کانوں کی لو یا اس کے نیچے تک ہوتے اسی اعتبار سے کبھی بڑے کبھی چھوٹے ہوتے

میرے واجب الاحترام استاذی المکرم جناب علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کے تحت مرویات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں گویا تازہ کنگھی کرتے تو بال دوش اقدس تک پہنچ جاتے اور بعد ازاں گھنگھریالے ہونے کی وجہ سے سکڑ کر کانوں تک پہنچ جاتے

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

خلاصہ کلام

قارئین کرام کتاب کے مطالعہ کرنے سے بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ کہ

امام الموحدین سیف اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ ، حضرت سیدنا علی شیرہ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دیگر صحابہ کا کیا عقیدہ تھا؟

صحابہ پاک وسیلہ زلف محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائل تھے

اب فقیر ان علماء سے سوال کرتا ہے جو وسیلہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں ۔ اور شب و روز تحریر و تقریر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ اور ان کے سینوں سے محبت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع بجھانے کے درپے ہیں ۔ کیا وہ ان احادیث صحیحہ کو نظر انداز کرتے ہیں؟ کیا صحابہ مومن موحد نہ تھے؟ جن کے مبارک ہاتھوں نے بیت اللہ شریف کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا۔ کیا وہ شرک اور بدعت کے احکام سے واقف نہ تھے ۔ ارے غور سے سوچو یہ مومنین کی وہ جماعت ہے جنھوں نے عرب و عجم کے مشرکوں کے سیاہ دلوں کو نور توحید سے منور فرمایا اور اپنے مال و جان سے گلشن اسلام کی آبیاری کی جن کے بارے میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الصحابی کا النجوم

میرے صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں ان کی پیروی کرنا **وما علینا الا البلغ المبین** اللہ جل مجدہ الکریم بطفیل محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حقیر کاوش کو منظور و مقبول فرمائے میرے لئے احباب کے لئے ذریعہ نجات بنائے امین بجاہ سید المرسلین طہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیدوار شفاعت محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ناچیز محمد زمان چشتی سیالوی

کبھی اس طرف سے گذر کر تو دیکھو
بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

خوشخبری

مندرجہ ذیل شعبہ جات میں داخلہ جاری ہے

حفظ و ناظرہ، قرات و تجوید، درسِ نظامی، حدیث پاک ترجمہ و تفسیر القرآن، سکول و کالج عربی کورس۔

نوٹ: یہاں پر ہر قسم کی بیماری و ہر کام، آسیب، جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، ہر الجھن پریشانی کا علاج طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی عملیات و تعویزات سے **مفت** فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے۔

ادارہ ہٰذا میں بروز سوموار بعد از نماز عشاء ہفتہ وار درود پاک کی عظیم محفل ہوتی ہے۔ شرکت فرما کر دلوں کو سکون اور عنداللہ ماجور ہوں

امتیازی خصوصیات

بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ پرائمری تک سکول کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ تعلیم کیساتھ ساتھ طلباء و طالبات کو نماز پنجگانہ، محفلِ ذکر و فکر، درود شریف، اخلاقی و روحانی تربیت دی جاتی ہے۔ احباب اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے بچوں بچیوں کو ادارہ نجم الھدیٰ میں داخل کروائیں تاکہ آپکے بچے تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ ہو سکیں۔

نسبت باعثِ جنّت

تصنیف لطیف ، صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی .

نسبت اگر اچھی ہو تو پستی کو بھی بلندی مل جاتی ہے ۔ خاک کی نسبت اگر نعلین اقدس سے ہو جائے تو وہ لعل و بدخشاں سے بھی عظیم تر ہو جاتی ہے ۔
نعلین کی نسبت اگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو جائے تو اُسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی تاج سر بناتے ہیں ۔

نسبت اولیاء اگر سگِ اصحاب کہف کو جنت میں لے جا سکتی ہے تو پھر بندۂ مومن جنت میں کیوں نہیں جا سکتا ۔

جسکی نسبت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو وہ تو خود جنتوں کا مالک ہوتا ہے ۔

زیر نظر کتاب میں اس موضوع کو ترتیب دیا گیا ہے قرآن و احادیث ، تواریخ و تفسیر کی کتب سے معتبر حوالہ جات سے مزین مرقع بہترین کتابت . روشن آفسٹ طباعت اعلےٰ کاغذ مضبوط جلد ، مناسب سائز ۔

ناشر

مکتبہ نوریہ رضویہ ، گلبرگ اے فیصل آباد

یوں عشقِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرا دم ساز ہوا ہے

لگتا ہے کہ اب عمرؓ کا آغاز ہوا ہے

عاشقوں صادقوں کیلئے

چیف آرگنائزر: بزمِ عشاق حضرت علامہ حافظ محمدؐ زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)

کی جانب سے **عظیم تحائف**

- اسمائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- عطائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- ادائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- تبسمِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- آدابِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- کلامِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- اخلاقِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
- گیسوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

- صحیفۂ عشق
- عقل و عشق
- عشق اور اہلِ عشق
- حقیقتِ انساں
- حقیقتِ عشق
- ذوقِ زماں
- خیالِ زماں

- کمالاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- حیاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- صورتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- سیرتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- فرمانِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- معجزاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- پیغامِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- بزمِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- محب اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- عکسِ حسنِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- تعظیم و توقیرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

کلیم دفتر کتابت 635147

منجانب: بزمِ عشاق ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد ۶۵۹۴۵۶